تنظیم المدارس (اہلسنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طلباء از 2014ء تا 2016ء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالیہ

2

درس نظامی کے طلباء وطالبات کے لیے

خوشخبری

الحمدللہ نورانی گائیڈز اپڈیٹ کردی گئی ہیں

2014 سے 2019 تک کے تمام حل شدہ پرچہ جات

Read Online

Download PDF

پیشکش حافظ محمد حسنین اسدی +923145879123

ترتیب

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ!

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر' کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات' کتبِ فقہ کے تراجم وشروحات' کتبِ درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصابِ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ' کوئی لائبریری' کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد لله علٰی ذٰلك

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم "نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)" کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں' جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں' تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

الإختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس أهل السنة باكستان

شهادة العالية فی العلوم العربية والاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿عالیہ (بی اے) پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: حصہ اوّل کا سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی سے کوئی دو سوال حل کریں، جبکہ حصہ ثانیہ سے کوئی تین سوال حل کریں۔

حصہ اوّل...... بیضاوی شریف

سوال نمبر 1: غير المغضوب عليهم بدل من الذين على معنى ان المنعم عليهم هم الذين سلموا من الغضب والضلال

(الف) کلام باری تعالیٰ اور کلام مفسر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مفسر نے اپنی عبارت "على معنى ان المنعم الخ" سے بدل کی کس قسم کی طرف اشارہ کیا ہے اور کس قرینہ سے؟ (۱۰)

(ب) قاضی بیضاوی نے فرمایا "و عليهم فی محل الرفع لأنه نائب مناب الفاعل" نائب فاعل مسند الیہ ہوتا ہے جو اسم کا خاصہ ہے جبکہ "عليهم" کا مجموعہ اسم نہیں ہے تو اس کو نائب فاعل بنانا کیسے مستقیم ہوگا۔ نیز یہ کس کا نائب فاعل ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) سورت فاتحہ کے اسماء جو قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیے ہیں وہ تمام مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ (۱۵)

(ب) لفظ "عالم" کی صرفی تحقیق کریں اور قاضی بیضاوی نے اسے جمع لانے

کی جو وجوہ بیان کی ہیں، قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: "یا أیھا الناس اعبدوا ربکم ۔ لما عدد فرق المکلفین وذکر خواصھم و مصارف أمورھم أقبل علیھم بالخطاب علی سبیل الالتفات ھزّا للسامع و تنشیطاً لہ و اھتماماً بأمر العبادۃ و تفخیما لشانھا وجبراً لکلفۃ العبادۃ بلذۃ المخاطبۃ"۔

(الف) کلام الٰہی اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) التفات کی تعریف کرتے ہوئے ان نکات کی وضاحت کریں جو قاضی صاحب نے بیان کیے ہیں؟ (۱۰)

(ج) فرق المکلفین' سے کون سے فرقے مراد ہیں۔ کیا کفار و منافقین اعبدوا، کے مکلف ہیں؟ (۵)

سوال نمبر 4: "ومن الناس من یقول امنا باﷲ و با لیوم الاخر"۔

(الف) اس ارشاد کا معطوف علیہ متعین کریں؟ نیز معطوف و معطوف علیہ میں مناسبت ذکر کریں؟ (۱۰)

(ب) الناس کی اصل کیا ہے؟ قاضی بیضاوی نے کیا دلیل پیش کی ہے۔ کیا کلام عرب سے کوئی ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے، جس میں ہمزہ کے عوض الف لام آیا ہو۔ اگر یہ الف لام ہمزہ کے عوض ہے تو "الناس" میں عوض اور معوض عنہ جمع کیوں ہیں؟ (۱۰)

(ج) قاضی بیضاوی نے کلمہ مَــــــن میں دو احتمال بیان کیے ہیں وہ دونوں تحریر کریں؟ (۵)

سوال نمبر 5: "اھبطوا مصرًا انحدروا الیہ من التیہ یقال ھبط الوادیٔ اذا نزل بہ وھبط منہ اذا خرج منہ وقری بالضم و المصر البلد العظیم وأصلہ الحد بین الشیئین وقیل أرادبہ العلم وانما صرفہ لسکون وسطہ اوعلی تاویل البلد"

(الف) کلام باری تعالیٰ اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) مصر سے مصرِ فرعون مراد ہونے کو قیل کے ساتھ کیوں بیان کیا ہے۔ وجہ ضعف تحریر کریں؟ (۸)

(ج) وانما صرف الخ سے ایک نحوی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے آپ اس کی وضاحت کریں؟ (۷)

حصہ ثانیہ......التبیان

سوال نمبر 1: التبیان کی روشنی میں نزول قرآن کی کیفیت اور تنزیل اول وثانی کی تفصیل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: قرآن مجید نجما نجما اتارنے کی حکمتیں تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: تفسیر بالروایہ کی صور مع امثلہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: کاتبین وحی کے اسماء گرامی مع مختصر تعارف لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: حضرت صدیق اکبر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کریم جمع کرنے میں فرق بیان کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿پہلا پرچہ...... تفسیر واصول تفسیر﴾

﴿حصہ اوّل...... بیضاوی شریف﴾

سوال نمبر 1: **غیر المغضوب علیهم بدل من الذین علی معنی ان المنعم علیهم هم الذین سلموا من الغضب والضلال**

(الف) کلام باری تعالیٰ اور کلام مفسر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مفسر نے اپنی عبارت "علی معنی ان المنعم الخ" سے بدل کی کس قسم کی طرف اشارہ کیا ہے اور کس قرینہ سے؟ (۱۰)

(ب) قاضی بیضاوی نے فرمایا "و علیهم فی محل الرفع لأنه نائب مناب الفاعل" نائب فاعل مسند الیہ ہوتا ہے جو اسم کا خاصہ ہے جبکہ "علیهم" کا مجموعہ اسم نہیں ہے تو اس کو نائب فاعل بنانا کیسے مستقیم ہوگا۔ نیز یہ کس کا نائب فاعل ہے؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: "نہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا" (یہ عبارت) اَلَّذِیْنَ سے بدل ہے تو معنی یہ ہوگا منعم علیهم (جن پر انعام ہوا) وہ لوگ ہیں جو ضلال اور غضب سے سالم رہے۔

بدل کا تعین: یہاں بدل سے بدل الکل مراد ہے اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ انعام یافتہ لوگ وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے اور گمراہی سے سالم ہوتے ہیں۔ اس کے غضب سے سلامت رہتے ہیں۔

(ب) مذکورہ اعتراض کا جواب: علیهم اسم کی تاویل میں ہو کر نائب فاعل بن رہا ہے۔ یعنی علیهم بمنزل اسم کے ہے۔ جب یہ بمنزل اسم کے ہے تو اس کا نائب فاعل

بنا درست ہے۔ المغضوب اسم مفعول کا نائب فاعل ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) سورت فاتحہ کے اسماء جو قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیے ہیں وہ تمام مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) لفظ "عالم" کی صرفی تحقیق کریں اور قاضی بیضاوی نے اسے جمع لانے کی جو وجوہ بیان کی ہیں، قلمبند کریں؟

جواب: (الف) سورۃ فاتحہ کے اسماء اوران کی وجہ تسمیہ:

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے متعدد نام ذکر کیے ہیں، جو درج ذیل ہے:

۱- سورۃ فاتحہ یا فاتحہ الکتاب: اس کو سورۃ فاتحہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے کتاب اللہ کی ابتداء اور افتتاح ہو رہا ہے۔

۲- ام القرآن: یہ سورۃ اس کتاب کا مفتح اور مبدا ہے تو گویا یہ اس کا اصل اور منشاء ٹھہری۔

۴- اساس: یہ سورت کتاب اللہ کی بنیاد اور اساس ہے۔

۵- سورۃ کنز: یہ سورۃ بہت سے امور و خزائن پر مشتمل ہے یعنی اللہ کی حمد و ثناء پر، اس کے احکام کی بجا آوری لانے پر، نواہی پر، وعدہ و وعید کی بیان پر اور احکام نظریہ اور عملیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے۔

۶- سورۃ وافیہ: اس کو سورۃ وافیہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مذکورہ تمام امور پر مشتمل ہے جو تمام کے لیے وافی ہے۔

۷- سورۃ کافیہ: مذکورہ امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کو کافیہ بھی کہتے ہیں کہ یہ سب کے لیے کافی ہے۔

گویا سورۃ کنز: اور کافیہ کی وجہ تسمیہ ایک ہی ہے۔

۸- سورۃ حمد: یہ اللہ تعالیٰ کی حمد پر مشتمل ہے۔

۹-سورۃ شکر: یہ سورۃ شکر پر بھی مشتمل ہے کہ انسان اللہ کی حمد کرتا ہے۔ گویا اس کا شکر بجالاتا ہے۔

۱۰-سورۃ دعا: یہ سورت افضل دعا پر مشتمل ہے۔

۱۱-تعلیم مسئلہ: یہ سورت مسائل پر مشتمل ہے۔

۱۲-سورۃ صلوٰۃ: نماز میں پڑھنا واجب ہے۔

۱۴-۱۳-سورۃ شافعیہ وسورۃ شفاءً: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۃ فاتحہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

۱۵-سبع مثانی: سبع تو اس لیے کے بالاتفاق اس کی سات آیات ہیں اور مثانی اس لیے کہ اس کے نزول میں تکرار ہے یا پھر اس لیے کہ یہ نماز میں اس کی قرأت مکرر کی جاتی ہے۔

(ب) لفظ عالم کی صرفی تحقیق: عالم اسم آلہ کا صیغہ ہے اور یہ اس چیز کا نام ہے جس کے ذریعے جانا جائے۔

جمع لانے کی وجہ: لفظ عالم کو جمع اس لیے لایا گیا ہے کہ یہ اپنے ماتحت مختلف اجناس کو شامل ہے یا نون کے ساتھ اس کی جمع لائی گئی ہے جو ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے غلبہ کے طور پر۔ بعض نے کہا کہ یہ اسم ہے اور ذوی العلوم یعنی فرشتوں اور جن وانس کے لیے موضوع اور ان کے غیر کو استتباع کے طریقے پر شامل کیا گیا۔ بعض نے کہا کہ اس سے لوگ مراد ہیں، کیونکہ جواہر اور اعراض پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک ایک عالم ہے۔

سوال نمبر 3: "يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ . لما عدد فرق المكلفين وذكر خواصهم و مصارف أمورهم أقبل عليهم بالخطاب على سبيل الالتفات هزّا للسامع و تنشيطاً له و اهتماماً بأمر العبادة وتفخيما لشانها وجبرًا لكلفة العبادة بلذة المخاطبة".

(الف) کلام الٰہی اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب) الـتـفـات کی تعریف کرتے ہوئے ان نکات کی وضاحت کریں جو قاضی صاحب نے بیان کیے ہیں؟

(ج) فرق المکلفین' سے کون سے فرقے مراد ہیں۔ کیا کفار و منافقین اعبدوا، کے مکلف ہیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ جب مکلفین کے گروہوں کی تعداد بیان کی اور ان کے خواص ذکر کیے اور ان کے امور کے مصارف ذکر کیے۔ ان پر خطاب کے ساتھ توجہ کی گئی التفات کے طریقے پر سامع کو جھنجھوڑنے کے لیے اس کو خوش کرنے کے لیے' امر عبادت کا اہتمام کرنے کے لیے' عبادت کی عظمت کو بیان کرنے کے لیے اور عبادت کی تکلیف پورا کرنے کے لیے خطابت کی لذت کے ساتھ۔

(ب) مکلفین کے فرقے:

مکلفین کے تین فرقے ہیں۔

۱-مؤمنین ۲-کافرین ۳-منافقین

اعبدوا کے مکلف تمام فرقے ہیں۔ مگر کافروں اور منافقوں کو عبادت کی تکلیف صانع کا اقرار اور اس کی معرفت و پہچان کے بعد ہوگی یعنی پہلے وہ ایمان لائیں اس کے بعد ان پر عبادت ضروری ہوگی۔ جس طرح حدث (بے وضوگی) وجوب صلوٰۃ کو منع نہیں کرتی اسی طرح کفر بھی وجوب عبادت کو منع نہیں کرتا۔ جس طرح نماز کی ادائیگی کے لیے رفع حدث ضروری ہے اسی طرح عبادت کے لیے رفع کفر ضروری ہے۔

(ج) التفات کی تعریف: تین طریقوں (خطاب، تکلم، غائب) میں سے کسی ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہونا' التفات کہلاتا ہے۔

نکات کی وضاحت:

اس آیت کریمہ میں خطاب کی التفات درج ذیل نکات کی وجہ ہوا ہے:

☆ سامع کو جھنجھوڑنے کے لیے ☆ اس کو خوش کرنے کے لیے کیونکہ ایک ہی طرز کے کلام سے طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے ☆ عبادت کے اہتمام کے لیے کہ عبادت ایک خاص عمل ہے اس لیے خطاب کے ساتھ توجہ کی گئی ☆ عبادت کی عظمت وشان کو بیان کرنے کے لیے ☆ خطاب کی لذت سے عبادت کی تکلیف کو پورا کرنے کے لیے' کیونکہ جو لذت خطاب میں ہے وہ غیبت میں نہیں ہے۔

سوال نمبر 4: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" ۔

(الف) اس ارشاد کا معطوف علیہ متعین کریں؟ نیز معطوف و معطوف علیہ میں مناسبت ذکر کریں؟

(ب) الناس کی اصل کیا ہے؟ قاضی بیضاوی نے کیا دلیل پیش کی ہے۔ کیا کلام عرب سے کوئی ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے، جس میں ہمزہ کے عوض الف لام آیا ہو۔ اگر یہ الف لام ہمزہ کے عوض ہے تو "الناس" میں عوض اور معوض عنہ جمع کیوں ہیں؟

(ج) قاضی بیضاوی نے کلمہ مَنْ میں دو احتمال بیان کیے ہیں وہ دونوں تحریر کریں؟ (۵)

جواب: (الف) معطوف علیہ کا تعین: یہ جملہ کا عطف جملے پر کے قبیلہ سے نہیں ہے کہ مناسبت طلب کی جائے بلکہ یہ قصہ کا عطف قصہ پر ہے یعنی جملے جو کسی غرض کے لیے چلائے گئے ہوں کا عطف ہے دوسرے جملوں پر جو کسی اور غرض کے لیے چلائے گئے ہیں۔ دونوں گروہوں میں وجہ مناسبت ظاہر ہے یعنی کافر اور منافق میں ایمان کی نفی وجہ مناسبت ہے۔

(ب) الناس کی اصل: الناس اصل میں اناس تھا۔ ہمزہ کو حذف کیا گیا اور اس کے عوض شروع میں الف لام حرف تعریف لائے تو الناس ہو گیا، جس طرح کہ لوقۃ میں حذف کیا گیا ہے لوقۃ کی اصل الوقۃ ہے۔ الناس کی اصل اناس ہے اس پر دلیل عربوں قول ہے کہ وہ کہتے ہیں: انسان، انس، اناسی۔

عوض اور معوض عنہ کا مسئلہ: الناس میں جو ہمزہ ہے وہ عوض وصلی حرف تعریف ہے جبکہ اُناس میں جو ہمزہ ہے وہ اصل قطعی غیر حرف تعریف ہے۔ جب دونوں کی جہت الگ الگ ہے تو پھر اجتماع کیسے ہوا۔ الناس میں ہمزہ وصلی حرف تعریف ہے یہی وجہ ہے کہ یا الناس نہیں کہہ سکتے' کیونکہ الف لام تعریف کے جمع ہوں گے جو جائز نہیں ہے۔ یا اللہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ لفظ اللہ پر الف لام تعریف کا نہیں ہے۔

(ج) کلمہ مَنْ میں احتمال:

مَنْ یا تو موصوفہ ہے یا پھر موصولہ ہے۔ اگر موصوفہ ہو تو پھر اس سے مراد غیر معین افراد بھی ہو سکتے ہیں اور معین بھی ہو سکتے یعنی وہ جنہوں نے کفر کیا۔ اگر موصولہ ہو تو اس سے مراد ابن ابی' اس کے ساتھی اور ان کی ہم مثل ہوں گے۔

سوال نمبر 5: "اهبطوا مصرا الحدروا اليه من التيه يقال هبط الوادى اذا نزل به وهبط منه اذا خرج منه وقرى بالضم و المصر البلد العظيم واصله الحدبين الشيئين وقيل ارادبه العلم وانما صرفه لسكون وسطه اوعلى تاويل البلد"

(الف) کلام باری تعالیٰ اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب) مصر سے مصرِ فرعون مراد ہونے کو قیل کے ساتھ کیوں بیان کیا ہے۔ وجہ ضعف تحریر کریں؟ (۸)

(ج) وانما صرف الخ سے ایک نحوی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے آپ اس کی وضاحت کریں؟ (۷)

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: شہر میں اتر جاؤ یعنی بستی تیہ سے اس کی طرف جلدی کرو (ھبط کا معنی اترنا ہے اس پر دلیل عربوں کا محاورہ ہے) کہا جاتا ہے: هَبَطَ الْوَادِیَ جب وہاں کوئی اترے اور کہا جاتا ہے ھبط منہ جب کوئی وادی سے کوچ کر جائے۔ اھبطوا کو ہمزہ اور باء کے ضمہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ مصر شہر عظیم کو کہتے ہیں اور اس کا لغوی معنی

ہے: ”دو چیزوں کے درمیان رکاوٹ“۔ بعض نے کہا: اس سے مراد علم ہے۔ البلد کی طرح ساکن الاوسط ہونے کی وجہ سے اس کو منصرف پڑھا گیا ہے۔

(ب) وجہ ضعف: وجہ ضعف یہ ہے کہ بے شک جب وہ مصر فرعون کی گھاٹیوں اور بستیوں سے گزرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ کہ جو اللہ نے تمہارے لیے مقرر کی ہے اور اس مصر کی طرف واپس نہ آنا تو پھر وہ اس مصر کی طرف واپس نہ آتے۔ مصر سے مراد شہر تیہ کے امصار ہے۔

(ج) نحوی مسئلہ: مصر میں تانیث معنوی پائی جاتی ہے اور تانیث معنوی کے وجوبی طور پر غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط تینوں باتوں میں سے ایک کا ہونا ہے۔ یا تو چار حرفی ہو یا پھر تین حرفی لیکن درمیان والا حرف متحرک ہو یا پھر عجمی زبان کا لفظ ہے۔ مصر میں چونکہ درمیان والا حرف ساکن ہے متحرک نہیں ہے۔ لہٰذا ھِندُ کی طرح اس کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ آیت مبارکہ میں منصرف ہو کر استعمال ہوا ہے۔

﴿القسم الثانی:......اصول تفسیر﴾

سوال نمبر1: التبیان کی روشنی میں نزول قرآن کی کیفیت اور تنزیل اول وثانی کی تفصیل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

جواب: اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام پر مختلف صحائف اور کتابیں نازل فرمائیں۔ کتابیں جو نازل فرمائیں ان کی تعداد چار ہے: تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور قرآن پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ حالات وواقعات کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے تقریباً 23 سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ قرآن کی موجودہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر تو یکبارگی ہی اترا لیکن آسمان دنیا سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا حالات وواقعات کے مطابق اترتا گیا۔ کبھی ایک آیت تو کبھی دو تو کبھی زیادہ آیتیں اور کبھی پوری پوری سورت، جب پہلی وحی نازل ہوئی تو کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدت رعب اور سردی محسوس ہونے کی وجہ سے کانپتے ہوئے گھر تشریف لائے۔ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے جس وجہ سے آپ کو یاایھا المزمل کے خطاب سے نوازا گیا۔ آسمان دنیا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کا سلسلہ تقریباً 23 سال تک جاری رہا۔ اسی کو تنزیل اوّل کہتے ہیں اور آسمان دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے کو تنزیل ثانی۔

سوال نمبر2: قرآن مجید نجما نجما اتارنے کی حکمتیں تحریر کریں؟ (۱۰)

جواب: اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک آہستہ آہستہ اور تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا۔ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنے میں بہت سی حکمتیں ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر مبارک پر بار محسوس نہ ہو۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وطاہر اور مطہر قلب مبارک کو کفار ومشرکین کے مقابلہ میں تسلی دینا مقصود تھا۔

☆ اس لیے کہ بار بار جبرئیل علیہ السلام کے آنے جانے سے اللہ عزوجل کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وکرم کا اظہار ہو جائے۔

☆ اس لیے کہ احکامات پر عمل کرنا آسان ہو۔

☆ مختلف واقعات اور حوادثات کے مطابق سوالات کے جوابات فراہم کرنا مقصود تھا کہ کہیں زمان الگ تو کہیں جگہ الگ۔

☆ اسے یاد کرنا آسان ہو جائے۔

☆ قرآن کی عظمت وہیبت ظاہر ہو جائے۔

سوال نمبر3: تفسیر بالروایہ کی صورمع امثلہ لکھیں؟

جواب: قرآن کی تفسیر قرآن سے یا قرآن کی تفسیر حدیث سے یا صحابہ کے اقوال سے کرنا تفسیر بالروایت کہلاتا ہے۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے ہو تو اس کی مثال جیسے: "اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ" اس آیت مبارکہ کے آخری حصہ یعنی اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ کی تفسیر اس آیت سے کی گئی: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔اسی طرح: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ میں الطارق کی تفسیر آیت: اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ سے کی گئی۔

سوال نمبر 4: کاتبین وحی کے اسماء گرامی مع مختصر تعارف لکھیں؟ (۱۰)

جواب: چند مشہور کاتبین وحی کے اسمأ گرامی اور ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

۱- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار خادم ہیں اور یار غار بھی۔ آپ کی فضیلت کی بابت قرآن وحدیث کی متعدد آیات واحادیث وارد ہیں۔ آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں۔

۲- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام کو بہت تقویت ملی۔ آپ کی فضیلت قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ بہت سی قرآنی آیات مبارکہ آپ کی رائے کے موافق اتریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی آپ کے عقد میں آئیں، یوں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ٹھہرے۔

۳- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے عقد میں آئیں اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے اپنا کثیر مال خدمت اسلام کے لیے پیش کیا۔ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ آپ ہی ہیں۔ آپ نے قرآن کو ایک نسخے پر جمع فرمایا۔ یوں تدوین قرآن کے حوالے سے آپ کا دور سنہری

حروف سے لکھا جاتا ہے۔

۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ: آپ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے آپ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے نہایت محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری اور لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کیا۔

۵- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے لیے ڈیوٹی لگائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے اور خاص صحابی ہیں۔ آپ قرآن کے بہت بڑے قاری تھے۔

۶- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

آپ قرآن پاک کے بہت بڑے قاری تھے، قرآن پاک بہت خوش الحانی سے پڑھتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قرأت بہت پسند تھی۔

۷- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:

آپ بھی کاتبین وحی سے تھے۔ قرآن وسنت کے بڑے ماہر تھے۔ آپ کا شمار عظیم و کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ یمن کے حاکم بھی رہے۔

۸- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے اور جید صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کی فضیلت میں بہت سے آثار وارد ہیں۔

سوال نمبر 5: حضرت صدیق اکبر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قرآن کریم جمع کرنے میں فرق بیان کریں؟ (۱۰)

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے دور خلافت میں بہت اہم کارنامے انجام دیئے گئے۔ بہت سی اہم فتوحات ہوئیں۔ علاوہ ازیں تدوین قرآن وجمع قرآن جیسا اہم کام بھی آپ کے دور

خلافت میں انجام پایا۔ جب مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ نے اس کا قلع قمع کرنے اور اس کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے اس کے ساتھ جنگ لڑی اور اس کو عبرت کا نشان بنایا۔ اس جنگ میں کثیر حفاظ صحابہ بھی تھے۔ تقریباً ستر کے قریب جید' ماہر قرآن' قاری قرآن اور حفاظ قرآن صحابہ اس میں شہید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے تدوین قرآن کے بارے میں مشاورت کی تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کردیا: جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہوا میں اس کو ہرگز نہیں کروں گا۔ مگر بار بار اصرار کرنے پر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بحکم الٰہی راضی ہوگئے تو دونوں پاک ہستیوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا کہ وہ قرآن کو جمع کریں۔ انہوں نے بھی یہ کہہ کر انکار کردیا: جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں وہ ہرگز نہیں کروں گا۔ چنانچہ ان کا سینہ بھی اللہ تعالیٰ نے کھول دیا اور وہ بھی راضی ہوگئے۔ چنانچہ انہوں نے قرآن جمع کیا۔ مختلف چیزوں مثلاً کھجور کے پتوں' ہڈیوں اور دوسری اشیاء پر آپ نے قرآنی نسخہ مکمل کیا تو بارگاہ یار غار میں پیش کیا۔ اس نسخہ کو مصحف صدیق کہا جاتا ہے۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مبارک دور آیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذربائیجان کو فتح کرنے کے لیے شام اور عراق میں مصروف جنگ تھے۔ وہاں انہوں نے لوگوں کو سنا اور دیکھا کہ وہ قرآن کو مختلف قرأتوں سے پڑھتے ہیں۔ یہ معاملہ دیکھ کر انہوں نے بارگاہ عثمانی میں عرض کیا: اے مومنوں کے امیر! میں نے دیکھا ہے کہ لوگ قرآن کو مختلف زبانوں میں پڑھتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح قرآن کو بدل ڈالیں۔ لہٰذا جلد اس کا سدباب فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے تمام اطراف سے نسخے منگوا کر جید اور مستند صحابہ کو ذمہ داری سونپی کہ وہ ایک نسخہ تیار کریں۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن زبیر' سعید بن وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہم جیسے جید اور مستند صحابہ کی جماعت نے ایک نسخہ تیار کیا اور امیر المؤمنین کی بارگاہ میں پیش کیا۔ پھر آپ نے ان تمام نسخوں کو جلا دیا جو اطراف سے منگوائے تھے۔ آپ کے جمع کردہ نسخہ کو

مصحف عثمانی کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نسخوں اور جمع کرنے میں فرق چند وجوہ سے ہے۔ وہ یہ کہ مصحف صدیق سات جبکہ مصحف عثمانی ایک قرأت پر مشتمل ہے۔ مصحف صدیق صرف ترتیب آیات پر مشتمل تھا' لغتوں کا اجتماع اور اختلاط تھا لیکن مصحف عثمانی میں ترتیب آیات کے ساتھ ساتھ صرف لغت قریش کا اعتبار کیا گیا ہے۔ یعنی مصحف عثمانی لغت قریش پر جمع کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں جمع کا سبب حفاظ صحابہ کی شہادت بنا جبکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں جمع کا قرأتوں کا مختلف ہونا بنا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

شهادة العالية فی العلوم العربية و الاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿عالیہ (بی اے) دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے صرف دو دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل ...... مشکوٰۃ شریف

سوال نمبر 1: ''ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الزوال الدنیا اهون علی الله من قتل رجل مسلم''۔

(۱) ترجمہ کریں اور بتائیں دنیا کون ساصیغہ ہے؟ ہفت اقسام میں کیا ہے، دنیا کی تعریف بتائیں؟ (۱۵)

(۲) قتل مومن سے زوال دنیا اھون کیوں ہے؟ (۱۰)

(۳) قتل ناحق کی مذمت میں کوئی تین حدیثیں بیان کریں؟ (۵)

سوال نمبر 2: ''اذا سلم علیکم اهل الکتاب فقولوا وعلیکم''۔

(۱) ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں؟ (۵)

(۲) وعلیکم سے مراد کیا ہے اگر وعلیکم السلام ہے تو یہ ناجائز ہے پھر کیا مراد ہے؟ (۱۰)

(۳) بعض روایات میں علیکم ہے واؤ کے بغیر۔ آپ بتائیں ان دونوں روایتوں میں راجح کون سی ہے؟

ہر دو روایت کے مطابق معنیٰ کیا ہوگا؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: ''قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الدنیا سجن المومن وجنة الکافر''۔

(۱) ترجمہ کریں اور مفہوم اپنے لفظوں میں واضح کریں؟ (۱۰)

(۲) بہت سارے مسلمان بے حد مال و دولت کے مالک ہیں اور بظاہر دنیا کے بادشاہ نظر آتے ہیں دنیا ان کے لئے بظاہر جنت ہے ان کے مقابلے میں بہت سارے کافر مفلس و نادار اور کسمپرسی کا شکار ہیں دنیا ان کے لیے بظاہر قید خانہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں گرہوں پر یہ حدیث کیسے صادق آئیگی؟ تفصیلی بحث مطلوب ہے۔

﴿القسم الثانی ...... تیسیر مصطلح الحدیث﴾

سوال نمبر 1: (الف) مشهور غیر اصطلاحی کی کتنی اور کون سی قسمیں ہیں؟ حدیث مبارک سے مثال دے کر واضح کریں؟ (۱۵)

(ب) اس قسم کے بارے میں تین تصنیفات مع نام مصنف تحریر کریں؟ (۵)

سوال نمبر 2: (الف) سقط الاسناد اور طعن فی الراوی سے کیا مراد ہے؟ (۱۰)

(ب) خبر کی کون سی قسم میں ان اصطلاحات کا استعمال بطور سبب کے ہوتا ہے؟ (۵)

(ج) میزان الاعتدال میں کس چیز کا تذکرہ ہے؟ مصنف کون ہے؟ اسی فن میں کسی اور کی تصنیف بتائیں؟ (۵)

سوال نمبر 3: (الف) جرح و تعدیل پر دلالت کرنے والے الفاظ میں سے تین تین لکھیں؟ (۵)

(ب) جرح و تعدیل پر لکھی گئی پانچ کتب کے نام مع تذکرۂ مصنف تحریر کریں؟ (۵)

(ج) ثقاهت کا اعلیٰ ترین مرتبہ کیا ہے؟ اس کے لیے کون سا لفظ استعمال کیا جاتا ہے؟ (۱۰)

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿دوسرا پرچہ.........حدیث واصول حدیث﴾

القسم الاوّل...... حدیث پاک

سوال نمبر1: "**ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم**"۔

(ا) ترجمہ کریں اور بتائیں دنیا کون سا صیغہ ہے؟ ہفت اقسام میں کیا ہے، دنیا کی تعریف بتائیں؟ (۱۵)

(۲) قتل مومن سے زوال دنیا اھون کیوں ہے؟ (۱۰)

(۳) قتل ناحق کی مذمت میں کوئی تین حدیثیں بیان کریں؟ (۵)

جواب: (الف)، ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ کے نزدیک دنیا کا فنا ہوجانا آسان ہے ایک مرد مسلمان کے قتل کرنے سے۔

دنیا صیغہ: دُنیا فُعلٰی کے وزن پر ہے۔ اصل میں دُنوٰی تھا واؤ کو یا سے بدلا تو دنیا ہوگیا۔ دُنُوّ سے مشتق ہے: جس کا معنی ہے قریب اور ناقص واوی سے اس کا تعلق ہے۔

دنیا کی تعریف: دنیا آخرت کی ضد ہے۔ فنا ہوجانے والے جہاں کو دنیا کہتے ہیں۔ اس کو دنیا اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ دُنُوّ سے مشتق ہے: جس کا معنی ہے قریب تو چونکہ یہ فنا ہونے کے قریب ہے اس لیے اس کو دنیا کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں دنیا کو مومن کے لیے قید خانہ کہا گیا ہے۔ دار قربی جو کردار آخرت کے لیے کھیتی ہے، کو دنیا کہتے ہیں۔

(ب) قتل مومن سے زوال دنیا اھون ہونے کی وجہ:

اس حدیث میں مومن سے مراد کامل مومن ہے۔ مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد معرفت الٰہی ہے تو جو اللہ کا عارف ہے وہ اللہ کی آیات واسرار کا مظہر ہے۔ حدیث شریف میں ہے

کہ جس نے کسی جان کو بغیر نفس کے قتل کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا۔ دنیا کو حاصل کرنا انسانی تخلیق کا مقصد نہیں ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف معرفت الٰہی ہے۔ جس بندہ نے کسی عارف باللہ کو ناحق قتل کیا تو گویا اس نے مقصودی چیز کو زائل کردیا، لہٰذا مقصودی چیز کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے خلاف دنیا غیر مقصودی چیز ہے اور ظاہر بات ہے غیر مقصودی چیز کا زوال آسان ہوتا ہے۔

(ج) قتل ناحق کی مذمت میں احادیث مبارکہ:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آسمان وزمین کے تمام رہنے والے ایک مومن کا خون بہانے میں شریک ہوجائیں تو اللہ ان کو دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون گرانا جائز نہیں مگر تین خصلتوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے: "(۱) محصن ہونے کے بعد زنا کرنا۔ (۲) اسلام کے بعد کفر اختیار کرنا۔ (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا جس کے بدلے اسے قتل کیا جائے"۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ہمیشہ تیز رفتار اور نیکی کرنے والا ہوتا ہے جب تک وہ حرام خون کو نہ پہنچے۔ پس جب وہ خون حرام کو پہنچ جاتا ہے تو سست رفتار ہوجاتا ہے۔

سوال نمبر2: "**اذا سلم علیکم اھل الکتاب فقولوا وعلیکم**"۔

(ا) ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں؟ (۵)

(۲) وعلیکم سے مراد کیا ہے اگر وعلیکم السلام ہے تو یہ نا جائز ہے پھر کیا مراد ہے؟ (۱۰)

(۳) بعض روایات میں علیکم ہے واؤ کے بغیر۔ آپ بتائیں ان دونوں روایتوں میں راجح کون سی ہے؟

ہر دو روایت کے مطابق معنی کیا ہوگا؟

جواب: (الف) ترجمہ ومفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم "وعلیکم" کہو"...... اس حدیث پاک میں غیر مسلم لوگوں کو سلام کا

جواب دینے کی تعلیم ارشاد فرمائی گئی ہے کہ غیر مسلم لوگوں کے سلام کے جواب میں: وعلیکم السلام نہیں کہنا بلکہ صرف وعلیکم کہنا ہے۔ اب وعلیکم سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت اگلی جزء میں آرہی ہے۔

(ب) وعلیکم سے مراد: وعلیکم سے وعلیکم السلام مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم پر وہ چیز ہو جس کے تم حقدار ہو یعنی ہلاکت۔

(ج) راجح روایت: کافر لوگوں کے سلام کا جواب دینے میں وعلیکم (واؤ کے ساتھ) اور علیکم (حذف واؤ کے ساتھ) دونوں وجہیں جائز ہیں لیکن کہا گیا ہے کہ حذف واؤ والی روایت مختار ہے، کیونکہ اس صورت میں مشارکت کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تشریک میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ موت تمام کے درمیان مشترک ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ واؤ اس جگہ مشارکت کے لیے نہیں ہے بلکہ استیناف کے لیے رہے۔

سوال نمبر 3: ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن المومن وجنة الکافر''۔

(ا) ترجمہ کریں اور مفہوم اپنے لفظوں میں واضح کریں؟

(۲) بہت سارے مسلمان بے حد مال و دولت کے مالک ہیں اور بظاہر دنیا کے بادشاہ نظر آتے ہیں' دنیا ان کے لئے بظاہر جنت ہے۔ ان کے مقابلے میں بہت سارے کافر مفلس و نادار اور کسمپرسی کا شکار ہیں دنیا ان کے لیے بظاہر قید خانہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں گروہوں پر یہ حدیث کیسے صادق آئیگی؟ تفصیلی بحث مطلوب ہے۔

جواب: (الف) ترجمہ ومفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔

مومن کا مقصد معرفت الٰہی اور اس کا قرب ہے۔ دنیا مومن کا مقصد نہیں ہے۔ دنیا ایک ایسی شیء ہے جو انسان کو اس کے اصل مقصد سے روکتی ہے۔ جب دنیا مومن کے لیے اپنے محبوب تک پہنچنے میں رکاوٹ بنی تو یہ مومن کے لیے قید خانہ ہوئی۔ کافر کے لیے دنیا جنت بایں معنی ہے کہ کافر دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور دنیا ہی اس کا مقصد ہے۔ لہٰذا دنیا

اس کے لیے جنت ٹھہری کہ وہ اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

(ب) دونوں گروہوں پر حدیث کا اطلاق: یہاں دو باتیں ہیں:

پہلی بات ہے دنیا کو استعمال کرنا دوسری بات ہے دنیا کو پوجنا۔ دنیا کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنا اور اصلی مقصد سے ہٹ جانا۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندۂ مومن کو بہت سا مال دے دیتا ہے۔ پھر وہ اس کو صرف استعمال کرتا ہے۔ اس کو پوجتا نہیں ہے۔ کثیر مال کو اپنے اصلی مقصد میں آڑے نہیں آنے دیتا۔ دنیا کو ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں سمجھ بیٹھتا تو دنیا بھی اس کے لیے قید خانہ ہی ہے۔ اس لیے کہ مومن کا عقیدہ ہے کہ دنیا ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے۔ جب ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے تو پھر مومن اس سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کی طرف خروج کرے جو باقی ہے دائمی۔ دنیا کو استعمال کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ دنیا کو استعمال تو انبیاء علیہم اسلام بھی کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تجارت کا کاروبار فرماتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال عطا فرمایا تھا اور وہ استعمال بھی کرتے تھے۔ ممانعت جس چیز کی ہے وہ یہ کہ دنیا کی محبت کو اپنے دل میں بسا لینا اور اس کی پوجا کرنی شروع کر دینا ہے۔ یہ چیز مقصد اصلی کے منافی ہے۔ پتہ چلا کثیر مال جو مومن کے پاس آجاتا یہ قید خانے کے منافی نہیں ہے، کیونکہ مومن اس کو فنا ہو جانے والا مال تصور کرتا ہے۔ کافر مفلس اگرچہ اس کے پاس وقتی مال نہیں ہے مگر وہ دنیا کے فنا کا عقیدہ تو نہیں رکھتا۔ وہ غریب ہو کر بھی اپنے دل سے دنیا کی محبت نہیں نکالتا۔ پھر دنیا اس کے لیے جنت بھی ٹھہری۔ کافر غریب کے لیے دنیا جنت بایں معنی ہے کہ اگرچہ وہ دنیا میں غریب ہے لیکن جہنم کے عذاب جیسی عبرتناک سزا بری ہے لیکن جب آخرت میں عذاب کا مزا چکھے گا تو اس کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے جنت ٹھہری مومن دنیا میں جتنی چاہے عیش وعشرت کرے لیکن اس کے باوجود وہ جنت کی نعمتوں کا متمنی رہتا ہے، کیونکہ دنیا کی نعمتیں جنت کی نعمتوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے بھی دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے کہ اخروی نعمتوں سے لذت اٹھانے کے لیے رکاوٹ ہے۔

﴿القسم الثانی ...... تیسیر مصطلح الحدیث﴾

سوال نمبر 1: (الف) **مشہور غیر اصطلاحی** کی کتنی اور کون سی قسمیں ہیں؟ حدیث مبارک سے مثال دے کر واضح کریں؟

(ب) اس قسم کے بارے میں تین تصنیفات مع نام مصنف تحریر کریں؟

جواب: (الف) مشہور غیر اصطلاحی کی اقسام: مشہور غیر اصطلاحی کی کثیر اقسام ہیں۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- صرف اہل حدیث (محدثین کرام) کے درمیان مشہور ہو جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ رکوع میں قنوت پڑھی رعل اور ذکوان (قبیلوں کے نام) کے خلاف۔

۲- وہ حدیث ہے جو محدثین، اہل علم اور عوام کے درمیان مشہور ہو جیسے: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

۳- وہ حدیث ہے جو فقہاء کے درمیان مشہور ہو جیسے: ''ابغض الحلال الی اللہ الطلاق''۔

۴- وہ حدیث ہے جو اصولیین کے درمیان مشہور ہو جیسے: ''میری امت سے خطاء، نسیان اور جبر اٹھا دیا گیا ہے''۔

۵- وہ حدیث ہے جو نحویوں کے درمیان مشہور ہو جیسے: ''نعم العبد صهيب لولم يخف الله لم يعصه'' (اس حدیث کی کوئی اصل نہیں)۔

۶- وہ حدیث ہے جو عام لوگوں کے درمیان مشہور ہو جیسے: ''جلدی کرنا شیطان کا کام ہے''۔

(ب) تین تصنیفات:

۱- المقاصد الحسنة علی الالسنة: از امام سخاوی

۲- کشف الخفاء و مزیل اللباس: از امام عجلونی

۳- تمییز الطیب من الخبیث: از امام دیبع الشیبانی

سوال نمبر 2: (الف) **سقط الاسناد اور طعن فی الراوی** سے کیا مراد ہے؟ (۱۰)

(ب) خبر کی کون سی قسم میں ان اصطلاحات کا استعمال بطور سبب کے ہوتا ہے؟

(ج) میزان الاعتدال میں کس چیز کا تذکرہ ہے؟ مصنف کون ہے؟ اسی فن میں کسی اور کی تصنیف بتائیں؟

جواب: (الف) سقط من الاسناد: حدیث کی سند سے کسی راوی کا گر جانا سقط فی الاسناد کہلاتا ہے۔ خواہ ایک راوی ہو یا زیادہ، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، سند کے شروع میں ہو یا آخر میں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- سقوط جلی۔ ۲- سقوط خفی۔ سقط من الاسناد دونوں قسموں کو شامل ہے۔

طعن فی الراوی: راوی کی زبان پر جرح کرنا اور راوی کے بارے میں اس کی عدالت، دین، ضبط، حفظ اور اس کے تیقن کے بارے کلام کرنا، طعن فی اسناد کہلاتا ہے۔

(ب) ان اصطلاحات کا استعمال: سقوط عن الاسناد اور طعن فی الراوی کا استعمال حدیث کی قسم ''المردود'' میں بطور سبب کے استعمال ہوتا ہے۔

(ج) میزان الاعتدال: اس کتاب میں جرح اور تعدیل کا تذکرہ ہے۔ اس کے مصنف کا نام امام شمس الدین ذہبی ہے۔ اس فن میں دیگر مصنفین نے بھی کتابیں لکھی ہیں مثلاً التاریخ الکبیر للبخاری، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم۔ تہذیب التہذیب اور الکمال فی اسماء الرجال وغیرہ۔

سوال نمبر 6: (الف) **جرح و تعدیل** پر دلالت کرنے والے الفاظ میں سے تین تین لکھیں؟ (۵)

(ب) **جرح و تعدیل** پر لکھی گئی پانچ کتب کے نام بمع تذکرہ مصنف تحریر کریں؟ (۵)

(ج) ثقاہت کا اعلیٰ ترین مرتبہ کیا ہے؟ اس کے لیے کون سا لفظ استعمال کیا جاتا ہے؟ (۱۰)

جواب: (الف) تین الفاظ جرح: فلان لین الحدیث، فلان ضعیف، فلان لا یکتب حدیثہ۔

تعدیل کے الفاظ: فلان اثبت الناس، ثقۃ ثقۃ، فلان شیخ، فلان صالح الحدیث۔

(ب) کتب کے نام:

التاریخ الکبیر للامام بخاری۔ ۲۔ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم۔ ۳۔ الثقات لابن حبان۔ ۳۔ الکامل فی الضعفاء لابن عدی۔ ۵۔ میزان الاعتدال للذھبی۔

(ج) ثقاہت کا اعلیٰ مرتبہ: وہ راوی جس میں عدالت، صداقت، تام الضبط اور حاضر الذہن جیسی تمام صفات پائی جائیں۔ ایسے راوی کے لیے ثقہ اور اوثق کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باکستان

شهادة العالية فی العلوم العربية والاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿عالیہ (بی اے) تیسرا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: کوئی سے پانچ سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: درج ذیل اصطلاحات کا لغوی معنیٰ اور اصطلاحی تعریف لکھیں اور مثالوں سے واضح کریں؟

(الف) قضاء، مضاربة، هبة، اجارہ غصب؟

(ب) مضاربت اور مشارکت میں کیا فرق ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر 2: من اشتری ثوبین علی أن یأخذ أیهما شاء بعشرة و هو بالخیار ثلاثة أیام فهو جائز و کذلك الثلاثة فان کانت اربعة أثواب فالبیع فاسد۔

(i) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح لکھیں؟ (۸)

(ii) مذکورہ مسئلہ میں امام زفر و امام شافعی علیهما الرحمة کا موقف بالدلائل لکھیں؟ (۸)

(iii) ولو هلکا جمیعا معا یلزمه نصف ثمن کل واحد۔ مسئلہ کی وضاحت کریں؟

سوال نمبر 3: (i) بیع باطل اور بیع فاسد کی تعریفات اور حکم بیان کریں؟ (۸)

(ii) بیع باطل کی اقسام میں سے ہر ایک کی چار چار مثالیں تحریر کریں؟ (۱۲)

سوال نمبر 4: (i) قاضی کے آداب مختصراً تحریر کریں؟ موجودہ دور کے ججوں کے متعلق کیارائے ہے؟ (۱۰)

(ii) پنچائیت اور جرگہ سسٹم پر شرعی نقطۂ نگاہ مدلل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (i) ھبہ کے ارکان، الفاظ اور صحت وتمامیت کے شرائط لکھیں؟ (۱۰)

(ii) ھبہ میں رجوع کب جائز ہے اور کب ناجائز؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (i) صحت اجارہ کے شرائط لکھیں؟ آج کل کی کرایہ داری کو کس زمرے میں شمار کریں گے؟ (۶)

(ii) لایجوز اجارة المشاع عندأبی حنیفة رحمه الله الا من الشریك و قالا اجارة المشاع جائزة ۔ ترجمہ وتشریح کریں؟ (۶)

(iii) مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے دلائل تحریر کریں؟ (۸)

سوال نمبر 7: (i) ناجائز کاروبار کرنے والی کمپنیوں میں ملازمت کا حکم مدلل تحریر کریں؟ (۱۰)

(ii) رب المال اور مضارب کے مابین اختلاف کی صورتیں بیان کریں اور بتائیں کہ ان میں کس کے قول کو تسلیم کیا جائے گا؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

مقررہ وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر 100

سوال نمبر 1: درج ذیل اصطلاحات کا لغوی معنیٰ اور اصطلاحی تعریف لکھیں اور مثالوں سے واضح کریں۔

(الف) قضا، مضاربة، هبة، اجارہ غصب؟

(ب) مضاربت اور مشارکت میں کیا فرق ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب: قضاء: اس کا لغوی معنیٰ ہے: فیصلہ کرنا جبکہ اصطلاح میں لوگوں کے جھگڑوں اور تنازعات کا شرعی اصولوں کے مطابق فیصلہ کرنے کو قضاء کہتے ہیں مثلاً اگر کوئی مسلمان مرگیا اور اس کی بیوی نصرانیہ تھی وہ مسلمان ہوگئی۔ اس کی موت کے بعد اب وہ کہتی ہے کہ میں اس کے مرنے سے پہلے اسلام لائی ہوں اور اس میت کے ورثاء کہتے ہیں کہ یہ اس کی موت کے بعد اسلام لائی ہے' اس صورت میں وارثوں کا قول معتبر ہوگا۔

مضاربت: کا لغوی معنی ہے زمین پر پھرنا اور گشت کرنا۔

شرعی معنیٰ ہے جانبین میں سے ایک کے مال اور دوسرے کے کام کے ساتھ شرکت کے عقد کو مضاربت کہتے ہیں۔ یعنی ایک عقد ہے جو جانبین میں سے کسی ایک کے مال اور دوسرے کے عمل کے ساتھ نفع پر شرکت ہوتی ہے جیسے: زید مالدار ہو لیکن وہ کام نہیں کرسکتا وہ عمرو کو کہے کہ پیسے میرے کام تم کرو اور منافع آدھا آدھا ہوگا۔

ھبۃ: لغت میں ہبہ یہ ہے کہ کسی دوسرے کو ایسی چیز دی جائے جو اس کے لیے نافع ہو خواہ مال ہو یا غیر مال۔ شرع میں ہبہ بغیر کسی عوض کے مال کا مالک بنا دینا ہے جیسے: زید عمر کو کہے: وھبتك ھذاالکتاب ۔ میں نے تجھے یہ کتاب گفٹ کی۔

اجارۃ:

لغت میں اجرت کا نام ہے اور شرع میں وہ عقد ہے جو کسی عوض کے ساتھ منافع پر ہو۔ جیسے: مکانوں اور رہائشوں کو کرائے پر دینا۔

غصب: لغوی معنیٰ چوری کرنا ہے یعنی غیر کی چیز کو زبردستی لینا خواہ مال ہو یا غیر مال۔ اصطلاحی معنیٰ ہے مال متقوم محترم کو بغیر مالک کی اجازت کے اس طریقے پر لے لینا کہ وہ چیز مالک کے ہاتھ سے زائل ہو جائے۔

(ب) مضاربت اور مشارکت میں فرق: مضاربت میں مال صرف ایک شخص کا ہوتا ہے اور منافع میں دونوں شریک ہوتے ہیں اور کام دوسرا آدمی کرتا ہے جبکہ مشارکت میں رأس المال اور منفعت دونوں میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔ یعنی رأس المال اور منفعت دونوں میں شریک ہونا، مشارکت کہلاتا ہے۔ اگر صرف نفع میں شرکت ہے تو مضاربت اور اگر صرف مال میں شرکت ہے تو بضاعت کہتے ہیں۔

سوال نمبر2: من اشترى ثوبين على أن يأخذ أيهما شاء بعشرة و هو بالخيار ثلاثة أيامه فهو جائز و كذلك الثلاثة فان كانت اربعة أثواب فالبيع فاسد۔

(i) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح لکھیں؟ (۸)

(ii) مذکورہ مسئلہ میں امام زفر و امام شافعی علیهما الرحمة کا مؤقف بالدلائل لکھیں؟ (۸)

(iii) ولو هلكا جميعا معايلزمه نصف ثمن كل واحد۔ مسئلہ کی وضاحت کریں؟ (۴)

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: جس شخص نے دو کپڑے خریدے اس شرط پر جو کپڑا لے گا وہ جو چاہے دس درہم کے بدلے اور وہ تین دن تک اختیار پر ہے تو یہ جائز ہے۔ ایسا ہی تین کپڑوں کا حکم ہے۔ اگر کپڑوں کی تعداد چار ہو گئی تو بیع فاسد ہے۔

اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص سے دو

کپڑوں میں غیر میں کپڑا خریدا اور ایک کپڑے کی قیمت دس درہم ہو اور ساتھ ہی تین دن کا اختیار لے لیا کہ اگر میں چاہوں تو تین دن کے اندر اندر تجھے واپس بھی کر سکتا ہوں تو یہ جائز ہے۔ اسی طرح اگر تین کپڑوں میں ایک غیر معین تین دنوں کے اختیار سے لے تو یہ بھی جائز ہے۔ اگر کپڑوں کی تعداد چار ہو جائے اور ان میں ایک غیر معین دس درہم کے بدلے خریدے تو یہ بیع جائز نہیں ہوگی۔ قیاس تو چاہتا ہے کہ تمام صورتوں میں بیع فاسد ہو، اس لیے بیع مجہول ہے، کیونکہ بیع کپڑوں میں ایک کپڑا ہے اور وہ غیر معین ہے تو یہ مجہول ہوئی جو جھگڑے تک پہنچا سکتی ہے۔ پہلی دو صورتوں میں استحسانا جائز قرار دی گئی۔ استحسان کی وجہ یہ ہے کہ اختیار کی شرط غبن فاحش کو دور کرنے کی ضرورت کی وجہ سے ہے تا کہ وہ چیز اختیار کی جائے جو ارفق ہو اور اس کے حال کے زیادہ موافق ہو۔ اس قسم کی بیع جس میں اختیار کا تعین ہو، کی حاجت متحقق اور ثابت ہے۔ مگر یہ حاجت تین تک تو ٹھیک ہے، کیونکہ اتنی مقدار میں جید، وسط اور ردی موجود ہوتے ہیں۔ ان میں جہالت مفضی الی المنازعۃ بھی نہیں ہوئی مگر چار کی طرف حاجت غیر متحقق ہے۔ لہٰذا وہ جائز نہیں ہے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں امام زفر و امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف:

امام زفر اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ مسئلہ میں مؤقف یہی ہے کہ تمام صورتوں میں بیع فاسد ہوگا۔

دلیل: ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مبیع مجہول ہے اس واسطے مجہول شئی کی بیع نا جائز ہے۔ مبیع مجہول اس لیے ہے کہ ان صورتوں میں مبیع چیز دو کپڑوں میں سے ایک ہے اور وہ کپڑا غیر مبیع ہے۔ لہٰذا وہ مجہول ہے ہوا۔

(ج) مسئلہ کی وضاحت: اس عبارت میں مسئلہ یہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی نے خیار شرط کی وجہ سے کسی دو غیر معین کپڑوں سے ایک کپڑا خریدا اور وہ تمام کپڑے مدت خیار میں ضائع ہو جاتے ہیں تو اس صورت میں ان میں سے ہر ایک کا نصف ثمن لازم ہے۔ خواہ ثمن متفق ہو یا مختلف بیع کے شائع ہونے کی وجہ سے اور ویسے بھی وہ دونوں کپڑے اس کے پاس امانت تھے۔

سوال نمبر3: (i) بیع باطل اور بیع فاسد کی تعریفات اور حکم بیان کریں؟

(ii) بیع باطل کی اقسام میں سے ہر ایک کی چار چار مثالیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) بیع باطل: وہ بیع ہے جو نہ باعتبار اصل مشروع ہو اور نہ ہی باعتبار وصف مشروع یعنی جو اصل اور وصف دونوں کے اعتبار سے مشروع نہ ہو جیسے: حرام شئی کو مبیع بنانا۔

بیع فاسد: وہ ہے جو اصل کے اعتبار سے مشروع ہو اور وصف کے اعتبار سے غیر مشروع ہو جیسے: ثمن میں خلل کا واقع ہونا۔

حکم: یہ دونوں قسمیں ناجائز ہیں اور ان سے روکا گیا ہے۔ بیع باطل کسی بھی طرح مفید ملک نہیں ہوتی جبکہ بیع فاسد قبضہ کے اتصال کے وقت مفید ملک ہوتی ہے۔

(ب) بیع باطل کی اقسام کی مثالیں:

مردار اور خون کی بیع باطل ہے۔ اسی طرح آزاد آدمی کی بیع باطل ہے' کیونکہ بیع کا رکن نہیں پایا جاتا یعنی مبادلۃ المال بالمال۔ شراب اور خنزیر کی بیع فاسد ہے' کیونکہ ان میں بیع کی حقیقت تو پائی جاتی ہے مگر یہ بعض کے نزدیک مال ہے۔ اُم الولد' مدبر اور مکاتب کی بیع بھی باطل ہے۔

سوال نمبر4: (i) قاضی کے آداب مختصراً تحریر کریں؟ موجودہ دور کے ججوں کے متعلق کیا رائے ہے؟ (۱۰)

(ii) پنچائت اور جرگہ سسٹم پر شرعی نقطۂ نگاہ مدلل تحریر کریں؟ (۱۰)

جواب: (الف) قاضی کے آداب: اس میں شرائط شہادت موجود ہوں جیسے: مسلمان، عاقل، بالغ اور عادل ہونا۔ وہ صاحب فراست ہو۔ اہل اجتہاد سے ہو اور اسے اپنے اوپر اعتماد ہو کہ وہ فرائض کو احسن طریقے سے ادا کر سکتا ہے۔ جو شخص اچھی طرح فیصلہ نہ کر سکتا ہے یا اس کو اپنے اوپر ظلم کا خوف ہو تو وہ قضاء میں داخل نہ ہو۔ مناسب یہ ہے کہ یہ عہدہ طلب نہ کرے اور نہ ہی اس کا سوال کرے۔ ظالم بادشاہ کے عہد میں اس عہدے پر فائز ہونا جائز ہے۔ قاضی کسی بھی شخص سے ہدیہ قبول نہ کرے اور خصمین میں سے کسی کو مہمان نہ بنائے۔ دونوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے۔ فریقین میں سے کسی ایک کے

ساتھ سرگوشی سے بات نہ کرے۔ فریقین میں سے کسی ایک کے ساتھ مزاح بھی نہ کرے۔ اس طرح اس کا دبدبہ اور رعب جاتا رہے گا۔ کسی ایک کے سامنے نہ ہنسے۔ البتہ جنازہ میں شرکت اور تیمارداری کر سکتا ہے۔

فی زمانہ ججوں میں اگر مذکورہ شرائط موجود ہوں تو ان کا فیصلہ قابل قبول ہوگا' اور ان کے فیصلہ کو شرعی فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر مذکورہ شرائط نہ ہوں تو پھر ان کے فیصلے کو شرعی فیصلہ قرار نہیں دیا جائے گا۔ پھر یہ آئین کی حد تک جج ہوں گے اور ان کو شرعی جج نہیں کہا جائے گا۔

(ب) پنچائیت اور جرگہ سسٹم: جس طرح مسائل کو قاضی اور جج حضرات حل کرتے ہیں اسی طرح مسائل کو حل کرنے کا ایک طریقہ پنچائیت بھی ہے۔ اگر پنچائیت اور جرگہ کے شرکاء شرعی احکام سے واقف ہوں اور تعصب سے ہٹ کر فیصلہ کریں۔ شرع کے مطابق فیصلہ کریں تو ان کا فیصلہ قابل قبول ہوگا اور اگر وہ شرع کے احکام کی پاسداری کریں تو پنچائیتوں کے فیصلہ کو تسلیم نہ کیا جائے گا' کیونکہ ان کا فیصلہ شرعی نہ ہوگا۔

سوال نمبر5: (i) ھبہ کے ارکان، الفاظ اور صحت وتمامیت کے شرائط لکھیں؟

(ii) ھبہ میں رجوع کب جائز ہے؟ اور کب ناجائز؟

جواب: (الف) ہبہ کے ارکان: ایجاب وقبول ہبہ کے ارکان ہیں؟

الفاظ ہبہ: وَهَبْتُ، نَحَلْتُ، اَعْطَيْتُ، اَطْعَمْتُكَ هٰذَا الطَّعَامَ' جَعَلْتُ هٰذَا الثَّوْبَ لَكَ، اَعْمَرْتُكَ هٰذَا الشَّيْءَ' حَمَلْتُكَ عَلٰى هٰذِهِ الدَّابَّةِ (جب حمل سے ہبہ مراد ہو)۔

صحت کی شرائط: جب ایجاب وقبول اور قبضہ ہو جائے تو ہبہ صحیح اور تام ہو جاتا ہے۔

(ب) رجوع کب جائز اور کب ناجائز:

جب اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کی تو اس کا واپس لینا جائز ہے۔ ہاں اگر وہ اجنبی اس کا عوض دے دے تو رجوع نہیں ہوگا۔ یا اس میں زیادتی کر دے یا متعاقدین میں سے کوئی مرجائے یا وہ چیز موہوب کی ملک سے نکل جائے تو رجوع جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اپنے ذی محرم

کوکوئی چیز ہبہ کرے تو رجوع جائز نہیں ہے۔ زوجین میں سے کوئی ایک دوسرے کو ہبہ کرے تو بھی رجوع جائز نہیں ہے۔ اسی طرح جب موہوب لہ نے واہب کو کہا اپنے ہبہ کا عوض لے لو یا اس کا کوئی مقابل چیز لے لو تو واہب وہ لے لیتا ہے تو رجوع ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح اجنبی نے نیکی کے طور پر کوئی چیز دے دی تب بھی ہبہ ساقط ہو جائے گا۔

سوال نمبر 6:(i) صحت اجارہ کے شرائط لکھیں؟ آج کل کی کرایہ داری کو کس زمرے میں شمار کریں گے؟(۶)

(ii) لایجوا اجارة المشاع عندابی حنیفة رحمه الله الا من الشریك و قالا اجارة المشارع جائزة ۔ ترجمہ وتشریح کریں؟

(iii) مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے دلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) صحت اجارہ کی شرائط: اجارہ کے صحیح ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

صاحب عقل ہو☆ ملک و ولایت کا حصول ہو☆ اجارہ کے حوالے سے صاحب اختیار ہو☆ منافع کی وضاحت معلوم ہو☆ اجارۃ کا وقت معلوم ہو☆ منافع مقصود بھی ہو معاملہ اجارہ میں کوئی ایسی شرط نہ ہو جو مانع ہو☆ جانور کرائے پر لینے کی صورت میں وقت یا جگہ کا بیان کرنا ضروری ہو۔

(ب) ترجمہ وتشریح: اور نہیں جائز مشاع کا اجارہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مگر یہ کہ وہ شریک میں سے ہو اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا اجارہ جائز ہے۔

یعنی زیادہ کمائی کرنے والے شخص کو بطور اجارہ رکھنے میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ زیادہ کمائی کرنے والے کا اجارہ صرف شراکت کی صورت میں درست ہو سکتا ہے ورنہ نہیں جبکہ صاحبین کا مؤقف ہے کہ مطلقاً اس کا اجارہ جائز ہے۔

(ج) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف:

مذکورہ مسئلہ میں امام صاحب کا مؤقف یہ ہے کہ شراکت کی صورت میں اجارہ درست

ہے۔ آپ کی دلیل اجیر کی محنت ہے کہ اس کی محنت ومشقت کے نتیجہ میں جو منافع حاصل ہوئے ہوں اس میں اس کا بھی حصہ ہونا چاہیے۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ شراکت ہو یا نہ ہو بہر صورت یہ اجارۃ ہو سکتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ عام معاملہ کی طرح فریقین میں اجارۃ کی بات ہو جائے تو اس کے جواز میں کوئی حرج نہیں ہے۔ گویا صاحبین نے ایسے اجارۃ کو عام معاملات پر قیاس کرتے ہوئے جواز کا قول کیا ہے جبکہ امام صاحب نے اجیر کی محنت کو پیش نظر رکھا ہے۔

سوال نمبر 7:(i) ناجائز کاروبار کرنے والی کمپنیوں میں ملازمت کا حکم مدلل تحریر کریں؟(۱۰)

(ii) رب المال اور مضارب کے مابین اختلاف کی صورتیں بیان کریں؟

اور بتائیں کہ ان میں کس کے قول کو تسلیم کیا جائے گا؟

جواب: (الف) ناجائز کاروباری کمپنیوں میں ملازمت کا حکم: ناجائز کاروبار کرنے والی کمپنیاں مثلاً بینکرز اور لائف انشورنس کا روبار صرف اور صرف سودی کاروبار ہے۔ یہ کمپنیاں چلتی ہی سود کی بنیاد پر ہیں۔ بلاشبہ ان کا کاروبار ناجائز اور حرام ہے۔ اس لیے ان اداروں میں ملازمت کرنا حرام ٹھہرا۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ سود کھانے والا، کھلانے والا، اس پر معاونت کرنے والا، اس پر گواہ اور ہر طرح اس پر کام کرنے والے پر خدا کی لعنت ہے۔

البتہ اگر مجبوری ہو تو عارضی طور پر یہ ملازمت اختیار کر سکتا ہے لیکن جیسے ہی کوئی دوسری ملازمت ملے فوراً اس سے دستبردار ہو جائے۔

(ب) رب المال اور مضارب کے درمیان اختلاف کی صورتیں:

رب المال سے مراد مالک رقم ہے اور مضارب سے مراد وہ شخص ہے جس کو کاروبار کرنے کے لیے رقم دی جائے۔ مالک نے مضارب کو طے شدہ پروگرام کے تحت رقم دی، اس نے کاروبار شروع کر دیا۔ دونوں کے درمیان اختلافی صورت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً مالک کہتا ہے میں نے تجھے دو لاکھ روپے اور مضارب کہتا ہے کہ کم دیئے ہیں تو اس صورت

میں رب المال دلیل پیش کرے۔ اگر وہ دلیل نہ دے سکے تو پھر مضارب چونکہ منکر ہے لہٰذا وہ قسم اٹھائے گا۔ کیونکہ مشہور قاعدہ ہے:

اَلدَّلِیْلُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ

یعنی مدعی پر دلیل پیش کرنا ہے اور منکر پر قسم ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باکستان

شهادة العالية فی العلوم العربية والاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ **2014ء**

﴿عالیہ (بی اے) چوتھا پرچہ: بلاغت (مطول)﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر ایک لازمی ہے بقیہ میں سے کوئی تین حل کریں

سوال نمبر 1: ولم آل من الالو وهو التقصير جهدا بالضم والفتح الاجتهاد وعن الفرا الجهد بالضم الطاقة و بالفتح المشقة، وقد استعمل الالو فی قولهم لاالوك جهدا متعديا الى المفعولين، والمعنیٰ لا امنعك جهدا .

(i) عبارت کی تشریح جس سے ماتن وشارح کی اغراض واضح ہو جائیں۔ نیز متن و شرح کو الگ کریں؟ (۱۰)

(ii) (آلو) کون سا صیغہ ہے؟ لغویوں نے اس کے کون سے معانی لکھے؟ کب کون سا معنیٰ مراد ہوتا ہے؟ (۱۰)

(ب) مالكم تكاء كاء تم علی تكاكؤكم علی ذی جنة افرنقعوا عنی .

(i) عبارت مذکور کا درست ترجمہ کریں؟ یہ کس نے کب کہا تھا؟ اور سننے والوں نے کیا تبصرہ کیا تھا؟ (۱۲)

(ii) علامہ تفتازانی نے اس کو کس کی مثال بنایا ہے؟ اس جیسی کوئی مثال آپ کو آتی

ہوتو وہ تحریر کریں؟(۸)

سوال نمبر2:(الف)الفصاحة فى المتكلم ملكة يقتدربها على التعبير عن المقصود .

تشریح یوں کریں کہ فصاحت فی المتکلم کی تعریف تحریر کریں؟(۱۰)

(ب)فان قلت هذا التعريف غير مانع لصدقه على الادراك والحيوة ونحو هما مما يتوقف عليه الاقتدار المذكور .مذکورہ بالاعبارت میں کیا جانے والا سوال واضح کرتے ہوئے اس کا جواب بھی تحریر فرمائیں؟(۱۰)

سوال نمبر3:(الف)علم المعانی ، بیان اوربدیع کی تعریف۔نیز علم المعانی کو علم البیان پرمقدمہ کیوں کیا گیا؟(۱۰)

(ب) ينحصر المقصود فى ثمانية ابواب انحصار الكل فى اجزائه لاالكلي في جزئياته

(i)خط کشیدہ عبارت کی مفصلاً وضاحت کریں؟(۵)

(ii)ثمانیہ ابواب کے نام تحریر کریں؟(۵)

سوال نمبر4:(الف) قرآن کریم میں استعمال ہونے والی مجاز عقلی کی کوئی سی پانچ مثالیں لکھیں؟(۱۰)

(ب)مندرجہ ذیل کا تعلق کس (بحث) سے ہے تحریر فرمائیں۔ممثل لہ کی وضاحت وانطباق کریں؟(۱۰)

(i)احى الارض شبا ب الزمان .(ii)جاء شقيق عارضا رمحه .

(iii)لاتخاطبنى فى الذين ظلموا .

سوال نمبر5:(i)درج ذیل جز الف میں مذکورہ کلمات کو جزب کے مناسب کلمات کے ساتھ اکٹھا کریں؟(۱۰)

(الف)مجاز.....فعلی.....ایجاز.....مقتضی.....تنافر.....مثنی.....

تعقید.....توالی..... جاحظ ..... تلخیص

(ب)حروف.....مفتاح.....حال.....نظام.....مرسل.....عقلی.....اضافات.....

اطناب.....مسند ..... معنوی

(ii)علامہ سکا کی، علامہ قزوینی اور علامہ تفتازانی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں،تحریر کریں؟(۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿چوتھا پرچہ:...... بلاغت﴾

سوال نمبر 1: **ولم آل من الالو وهو التقصير جهدا بالضم والفتح الاجتهاد وعن الفرا الجهد بالضم الطاقة و بالفتح المشقة ،وقد استعمل الالو في قولهم لاالوك جهدا متعديا الى المفعولين، والمعنى لاامنعك جهدا .**

(i) عبارت کی تشریح جس سے ماتن وشارح کی اغراض واضح ہو جائیں۔ نیز متن و شرح کو الگ کریں؟

(ii) (آلو) کون سا صیغہ ہے؟ لغویوں نے اس کے کون سے معانی لکھے؟ کب کون سا معنیٰ مراد ہوتا ہے؟

جواب: (الف) (i) عبارت مذکورہ کی تشریح: یہاں سے ماتن علامہ قزدینی اپنی مختصر کی تحسین کر رہے کہ میں نے اپنی مختصر کی تحقیق میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور اپنی عملی استطاعت کے مطابق ہر طرح سے اس کو جامع ومانع بنانے کی کوشش کی۔ شارح علیہ الرحمہ نے لفظ ال کی صرفی ولغوی تحقیق کرنے کے لیے عبارت چلائی ہے۔ شارح الالو کا معنیٰ بیان کرتے ہیں کہ اس کا معنیٰ کمی وکوتاہی کرنا ہے۔ آگے لفظ جہد کی لغوی ومعنوی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لفظ جہد کو فتح اور ضمہ دونوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ فتحہ کے ساتھ پڑھیں یا ضمہ کے ساتھ دونوں قرأتوں میں ایک ہی معنیٰ ہے ''کوشش کرنا''۔ لفظ جہد کی معنوی تحقیق میں امام فراء کا مذہب نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام فراء فرماتے ہیں کہ اگر لفظ جہد کو ضمہ کے ساتھ تو پڑھا جائے تو اس کا معنیٰ ہوگا: طاقت۔ اگر فتح کے ساتھ پڑھیں تو اس کا معنیٰ ہوگا: مشقت۔ عربوں کے اس محاورے ''لَا آلُوْكَ جُهْدًا'' میں یہ دو مفعولوں

کی طرف متعدی ہو کر استعمال ہوا ہے۔ اس تقدیر پر معنیٰ ہوگا: میں تجھے کوشش کرنے سے منع نہیں کرتا۔ یہ عربوں کا محاورہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ یہاں دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ پھر متن میں مفعول اوّل کو کیوں حذف کیا گیا؟ تو اس کا جواب دیا کہ وہ غیر مقصود تھا اس لیے اس کو حذف کر دیا۔

متن کا تعین: مذکورہ عبارت: لم ال جهدا' متن کے الفاظ ہیں جبکہ باقی عبارت شرح مطول کی ہے۔

(ii) آلو صیغہ کی تحقیق:

صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف الفاناقص واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ .

لفظ جہد میں لغویوں کے بیان کردہ معانی: آلو الو سے مشتق ہے جس کا لغوی معنیٰ ہے تقصیر کمی وکوتاہی کرنا۔ لفظ جہد کے لغوی معنیٰ ہے۔ اجتہاد بمعنیٰ کوشش کرنا، خواہ ضمہ کے ساتھ پڑھیں یا کسرہ کے ساتھ۔ بعض (امام فراء) کہتے ہیں کہ اگر جہد کو ضمہ کے ساتھ پڑھیں تو اس کا لغوی معنیٰ طاقت ہے اور اگر کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو اس کا لغوی معنیٰ ہوگا: مشقت۔

آلو کا معنیٰ تقصیر اس وقت مراد ہوگا جب وہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہو اور اگر وہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو جیسا کہ اس جگہ ہے تو اس کا معنیٰ ہوگا: ''منع کرنا۔ مطلب ہوگا میں تجھے کوشش کرنے سے نہیں روکتا۔

(ب) **مالكم تكاء كاءتم على تكا كؤكم على ذى جنة افرنقعوا عني .**

(i) عبارت مذکور کا درست ترجمہ کریں۔ یہ کس نے کب کہا تھا؟ اور سننے والوں نے کیا تبصرہ کیا تھا؟

(ii) علامہ تفتازانی نے اس کو کس کی مثال بنایا ہے؟ اس جیسی کوئی مثال آپ کو آتی ہو تو وہ تحریر کریں؟ (۸)

جواب: (ب) (i) ترجمہ: تمہیں کیا ہے کہ تم جمع ہوئے مجھ پر ایسے جیسے تم کسی باغ

پر جمع ہوتے ہو اور پھر مجھ سے علیحدہ ہو گئے۔

اس مقولہ کے قائلین، وقت کا تعین اور سامعین کا تبصرہ:

ذَكَرَهُ الْجَوْهَرِيُّ فِي الصَّحَاحِ وَذَكَرَ جَارُ اللهِ فِي الْفَائِقِ، أَنَّهُ قَالَ الْجَاحِظُ مَرَّ أَبُو عَلْقَمَةَ بِبَعْضِ طُرُقِ الْبَصْرَةِ وَهَاجَتْ بِهِ مِرَّةٌ فَوَثَبَ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَعْصِرُوْنَ إِبْهَامَهُ وَيُؤَذِّنُ فِي أُذُنِهِ فَأَفْلَتَ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ فَقَالَ مَالَكُمْ تَكَأْكَأْتُمْ الخ . فَقَالَ بَعْضُهُمْ دَعُوهُ فَإِنَّ شَيْطَانَهُ يَتَكَلَّمُ بِالْهِنْدِيَّةِ .

(ii) مثل کا تعین: یہ غرابت کی مثال دی ہے۔

دوسری مثال: جیسے عجاج کا قول ہے:

ومقلة و حاجبا مزججا و فاحما و مرسنا مسرجا .

اس میں لفظ مسرج غریب ہے۔

سوال نمبر2: (الف) الفصاحة فی المتکلم ملکة یقتدر بها علی التعبیر عن المقصود .

(الف) تشریح اس انداز سے یوں کریں کہ فصاحت فی المتکلم کی تعریف واضح ہو جائے، نیز ملکہ کی تعریف بھی کریں؟

(ب) فان قلت هذا التعريف غير مانع لصدقه على الادراك والحيوة ونحوهما مما يتوقف عليه الاقتدار المذكور . مذکورہ بالا عبارت میں کیا جانے والا سوال واضح کرتے ہوئے اس کا جواب بھی تحریر فرمائیں؟

جواب: (الف) تشریح العبارت: یہاں سے ماتن فصاحت کی تیسری قسم فصاحت فی المتکلم کی تعریف کر رہے ہے کہ فصاحت فی المتکلم وہ ملکہ ہے جس کے باعث اپنے مقصود اور مافی الضمیر کو لفظ فصیح سے تعبیر کرنے پر قادر ہو جائے۔

ملکہ کی تعریف: ایسی کیفیت ہے جو نفس میں اس طرح راسخ ہو کہ کسی طرح بھی زائل نہ ہو جیسے اشعار کا ملکہ۔

(ب) سوال کی تقریر: یہاں سے فصاحت فی المتکلم کی تعریف پر اعتراض ہوتا ہے۔

شارح اس اعتراض کو نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آپ کی بیان کردہ فصاحت فی المتکلم کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہے، کیونکہ یہ تعریف تو ادراک اور حیوٰۃ اور ان کی مثل جن پر اقتدار موقوف ہے۔ حالانکہ کوئی بھی حیوٰۃ اور ادراک وغیرہ کو فصاحت فی المتکلم نہیں کہتا...... اس سوال کا جواب دیا کہ ہم ان مذکورہ چیزوں یعنی ادراک اور حیوٰۃ وغیرہ کو اسباب نہیں مانتے کہ آپ کا اعتراض ہو کہ ان چیزوں سے بھی انسان کو مقصود ادا کرنے پر قدرت معنی ہے۔ لہٰذا ان کو بھی فصاحت فی المتکلم کہنا چاہیے بلکہ یہ تو شرطیں ہیں اور شرط پر مؤثر کی تاثیر موقوف ہوتی ہے، اقتدار نہیں۔ لہٰذا مذکورہ اعتراض نہ ہوا۔

سوال نمبر3: (الف) علم المعانی، بیان اور بدیع کی تعریف۔ نیز علم المعانی کو علم البیان پر مقدمہ کیوں کیا گیا؟

(ب) ینحصر المقصود فی ثمانیة ابواب انحصار الکل فی اجزائه لاالکلی فی جزئیاته

(i) خط کشیدہ عبارت کی مفصلاً وضاحت کریں؟

(ii) ثمانیہ ابواب کے نام تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف: وہ علم ہے جس کے باعث لفظ عربی کے وہ احوال معلوم ہوں جن کے ذریعے لفظ مقتضی الحال کے مطابق ہوتا ہے۔

علم بیان: وہ علم ہے جس سے ایک معنیٰ کو مختلف طریقوں اور ترکیبوں سے ادا کرنے کا طریقہ معلوم ہو، تا کہ اس معنیٰ کی مزید وضاحت ہو جائے۔

علم بدیع: وہ علم ہے جس سے کلام کو حسین اور خوبصورت بنا کی وجوہ معلوم ہوں، علم معانی اور بدیع کی رعایت کرنے کے بعد۔

علم معانی کو علم بیان پر مقدم کرنے کی وجہ:

علم معانی کو علم بیان پر مقدم اس لیے کیا کہ علم معانی بمنزل مفرد کے ہے اور علم بیان بمنزل مرکب کے، منفرد مرکب پر مقدم ہوتا ہے طبعی طور پر تو ہم نے وضعی طور پر بھی علم معانی

کومقدم کردیا۔

(ب)(i) خط کشیدہ عبارت کی توضیح:

انحصار الکل فی اجزاء لاالکلی فی جزیاتہ   اس عبارت کوشارح نے بتانے کے لیے چلایا کہ انحصار دوطرح کا ہوتا ہے: ایک کل کا اپنے اجزاء میں بند ہونا ا دوسرا کلی کا اپنی جزئیات میں بند ہونا۔ اس جگہ علم معانی کا آٹھ ابواب میں جوانحصار ہے اس سے پہلا انحصار یعنی کل کا اپنے اجزاء میں بند ہونا مراد ہے۔ دوسری قسم کا انحصار مراد نہیں ، کیونکہ اگر دوسری قسم مرادلیں یعنی حصر فی الجزئیات تو پھر علم معانی ہرباب پر صادق آئے حالانکہ ہرباب کوعلم معانی نہیں کہتے بلکہ ان ابواب کے مجموعے کا نام علم معانی ہے۔ گویا معانی کل ہوااور یہ ابواب اس کل کے اجزاء ہوئے تو یہ کل اپنے اجزاء میں بند ہے۔

(ii) ابواب ثمانیہ:

۱- اسناد خبری کے احوال۔ ۲- مسند الیہ کے احوال۔ ۳- مسند کے احوال ۴- متعلقات فعل کے احوال۔ ۵- قصر۔ ۶- انشاء۔ ۷- فصل ووصل۔ ۸- ایجاز واطنا ومساوات

سوال نمبر 4: (الف) قرآن کریم میں استعمال ہونے والی مجاز عقلی کی کوئی سی پا مثالیں لکھیں؟

(ب) مندرجہ ذیل کا تعلق کس (بحث) سے ہے تحریر فرمائیں۔ ممثل لہ ک وضاحت وانطباق کریں؟

(i) اَحۡیَ الۡاَرۡضَ شَبَابُ الزَّمَانِ (ii) جَاءَ شَقِیۡقٌ عَارِضًا رِمۡحَهٗ،

(iii) لَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا

جواب: (الف) مجاز عقلی کی قرآن کریم سے مثالیں:

۱- وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِیۡمَانًا ۔ ۲- یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَ هُمۡ
۳- یَنۡزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا ۔ ۴- یَوۡمًا یَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِیۡبًا ۔ ۵- اَخۡرَجَ

الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۔

پہلی مثال میں ایمان زیادہ کرنے کی نسبت آیات کی طرف کی گئی جوحقیقت میں اللہ کا فعل ہے۔ دوسری مثال میں ذبح کرنے کی نسبت نمرود کی طرف کی گئی ہے' مثال میں نزع لباس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی' میں چوتھی مثال میں بوڑھا کرنے کی نسبت وقت کی طرف کی گئی اور پانچویں مثال میں اخراج اثقال کی نسبت زمین کی طرف کی گئی' حالانکہ یہ سب کام حقیقت میں اللہ کے ہیں۔

(ب) مذکورہ مثالوں کے متعلق اور ممثل لہ:

۱- اَحۡیَی الۡاَرۡضَ شَبَابُ الزَّمَانِ: طرفین کے حقیقت اور مجاز ہونے کے اعتبار سے چونکہ مجاز عقلی کی چار اقسام ہیں تو یہ دوسری قسم کی مثال ہے۔ جس میں مسند اور مسند الیہ دونوں اپنے مجازی اور لغوی معنی میں استعمال ہیں۔

(ii) جَاءَ شَقِیۡقٌ عَارِضًا رَمۡحَهٗ کلام کومقتضی الحال کے خلاف لانے کی ایک صورت یعنی غیر منکر کومنکر کے قائم مقام کرنے کی مثال ہے۔ وہ اس طرح کی شقیق اس بات کا منکر تو نہیں تھا کہ اس کے چچا کے بیٹوں کے پاس نیزہ نہیں ہیں لیکن اس کا نیزے عرضا رکھ کر آنے کی حالت بتارہی ہے کہ وہ منکر ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ منکر جیسا کلام کیا گیا یعنی تاکید والا' حالانکہ وہ غیر منکر ہے۔ یہ مقتضی الظاہر کے خلاف ہے۔

لَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا: یہ بھی کلام کومقتضی الظاہر کے خلاف لانے کی مثال ہے یعنی غیر سائل کو سائل کے قائم مقام کرنے کی ایک مثال ہے۔ یہ کلام ایک خبر کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ اب ان پر عذاب ثابت ہوچکا ہے۔ یہ مقام ایسا ہوگیا کہ جیسے مخاطب اس بات میں شک کررہا ہو کہ کیا ان پر اغراق کا حکم ہوگا یا نہیں۔ استحسانا تاکید لاتے ہوئے کہا گیا۔ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ۔

سوال نمبر 5: (i) درج ذیل جز الف میں مذکورہ کلمات کو جزب کے مناسب کلمات کے ساتھ اکٹھا کریں؟

(الف) مجاز......فعلی......ایجاز......مقتضی......تنافر......مثنی......

تعقید......توالی...... جاحظ ...... تلخیص

(ب)حروف......مفتاح......حال......نظام......مرسل......عقلی......اضافات......
اطناب ......مسند ...... معنوی

جواب:

۱-مجاز عقلی

۲-ایجاب وطناب

۳-مقتضی الحال

۴-تنافر حروف

۵-شئی ومرسل

۶-تعقید معنوی

۷-توالی اضافات

۸-حافظ ونظام

۹-تخلیص المفتاح

۱۰-فعلی مسند

(ii)علامہ سکاکی علامہ قزوینی اور علامہ تفتازانی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں،تحریر کریں؟

جواب:۱-علامہ سکاکی: یہ سراج الدین ابوبکر یوسف بن ابی بکر بن محمد المعروف علامہ سکاکی ہیں جو ۵۵۵ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے۔ ۶۲۶ھ میں وصال فرمایا۔ ’’مفتاح العلوم‘‘ آپ کی مشہور تصنیف ہے۔

۲-علامہ قزوینی: یہ تلخیص المفتاح کے مصنف محمد بن عبدالرحمٰن المعروب علامہ قزوینی ہیں، جو اپنے وقت کے ممتاز عالم دین اور مصنف تھے۔ آپ کا ۷۳۹ھ میں انتقال ہوا۔

۳-علامہ تفتازانی: یہ خراسان کے مشہور عالم دین تھے، جو ۷۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام سعد الدین تفتازانی ہے۔ وقت کے ممتاز فضلاء اسے علوم وفنون کی تکمیل کی۔

آپ کی مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

۱-شرح التصریف العزی۔۲-شرح رسالہ شمسیہ۔۳-مختصر المعانی، آپ کا وصال ۷۹۲ھ میں ہوا۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

شهادة العالية فی العلوم العربية والاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿عالیہ (بی اے) پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے دو دو سوالات حل کریں۔

﴿القسم الاوّل ......مناظرہ﴾

سوال نمبر 1: (الف) علم مناظرہ کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں اور مناظرہ کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۶)

(ب) دعویٰ کے مختلف حیثیت سے بیان کردہ اسماء تحریر کریں؟ (۹)

(ج) تعریف حقیقی اس کے اقسام اور تعریف لفظی کی تعریف بمعہ مثال تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) معارضہ اور اس کی اقسام کی تعریف بمعہ مثال بیان کریں؟ (۱۵)

(ب) مناظرہ۔ مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کریں اور ان کے مابین پائی جان والی نسبت واضح کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: (الف) دلیل کی تعریف کریں؟ نیز دلیل کی تعریف پر وارد ہونے والا اعتراض بمع جواب قلمبند کریں؟ (۱۰)

(ب) دلیل لمی اور انی کی تعریف بمعہ مثال تحریر کریں؟ (۵)

(ج) درج ذیل میں سے صرف پانچ کی تعریف ومثال تحریر کریں؟ (۱۰)

۱-تعلیل ۔ ۲-تقریب ۔ ۳-سند ۔ ۴-سائل ۔ ۵-سندمساوی ۔

۶-اوساط ۔ ۷-مقاطع ۔

القسم الثانی ......فلسفه

سوال نمبر 1: ابطال الجزء الذی لایتجزی

(الف) عبارت کو توضیح وتشریح ایسے کریں کہ عنوان کا مفہوم واضح ہوجائے؟ (۹)

(ب) عنوان بالا پر مصنف کے بیان کردہ دلائل میں سے کوئی ایک دلیل تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) جسم کے متعلق متکلمین، اشراقیین اور مشائین کا مسلک واضح کریں؟ (۶)

سوال نمبر 2: فصل فی الحركة السكون

(الف) حرکت و سکون کی تعریف قلمبند کریں اور بتائیں کہ ان میں تقابل کون ہے؟ (۵)

(ب) حرکت کی اقسام اربعہ بمعہ مثال بتائیں۔ کیا یہ اقسام حرکت ذاتیہ ہیں یا حرکت عرضیہ واضح کریں؟ (۵)

(ج) حرکت ذاتیہ اور اس کے اقسام کی تعریف بمع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(د) حرکت عرضیہ کی تعریف بمعہ مثال لکھیں۔ (۵)

سوال نمبر 3: فصل فی الجوهر والعرض

(الف) جوھر اور عرض کی تعریف هداية الحكمة کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۵)

(ب) جوھر کی اقسام خمسہ بیان کریں اور بتائیں کہ کیا جوھر ان کی جزء ہے؟ (۵)

(ج) عرض کی اقسام بیان کریں اور کسی تین کی تعریف بمع مثال قلمبند کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿پانچواں پرچہ.....مناظرہ وفلسفہ﴾

القسم الاوّل: مناظرة

سوال نمبر 1: (الف) علم مناظرہ کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں اور مناظرہ کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۶)

(ب) دعویٰ کے مختلف حیثیت سے بیان کردہ اسماء تحریر کریں؟ (۹)

(ج) تعریف حقیقی، اس کے اقسام اور تعریف لفظی کی تعریف بمعہ مثال تحریر کریں؟ (۱۰)

جواب: (الف) مناظرہ کی تعریف: متخاصمین کا دو چیزوں کے درمیان نسبت میں اظہار حق کے لیے متوجہ ہونا۔

موضوع: دلائل اس حیثیت سے کہ وہ غیر پر دعویٰ کو ثابت کریں۔

غرض: مطلوب تک پہنچنے میں ذہن کو غلطی سے بچانا۔

وجہ تسمیہ: مناظرہ یا نظر بمعنی مقابل سے مشتق ہوگا یا پھر اس کو مناظرہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں متخاصمین ایک دوسرے کے مدمقابل ہوتے ہیں یا نظر بمعنی انتظار سے مشتق ہے۔ پھر اس کو مناظر اس لیے کہتے ہیں کہ متخاصمین میں سے ہر ایک دوسرے کو گفتگو ختم اور مکمل ہونے کا انتظار کرے۔ یا نظر سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے ہم مثل، چونکہ اس میں متخاصمین کا ہم مثل ہونا ضروری ہے۔ یا مناظرہ نظر بمعنی دیکھنا سے مشتق ہے تو مناظرے کو مناظرہ اس لیے کہتے ہیں کہ متخاصمین میں سے ہر ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

(ب) دعویٰ کے اسماء:

بحیثیت اختلاف اعتبارات دعویٰ کو نتیجہ، مطلوب، مسئلہ بحث، قانون، خبر اور مقدمہ

بھی کہتے ہیں۔

(ج) تعریف حقیقی:

اس چیز کا نام ہے جو کسی اسم کی شرح یا کسی موجود نفس الامر کی حقیقت کو بتادے۔

اقسام تعریف حقیقی: تعریف حقیقی کی دو اقسام ہیں:

۱-تعریف حقیقی بحسب الحقیقۃ ۔۲-تعریف حقیقی بحسب الاسم

تعریف حقیقی بحسب الحقیقیۃ: ذہن میں آنے والی صورت کا وجود اگر پہلے معلوم ہو تو یہ تعریف حقیقی بحسب الاسم کہلائے گی۔

تعریف حقیقی بحسب الاسم:

ذہن میں آنے والی صورت کا وجود اگر پہلے معلوم نہ ہو تو یہ تعریف بحسب الاسم کہلاتی ہے۔

تعریف لفظی: شیء کی صورت پہلے حاصل تھی پھر وہ چلی گئی، چلے جانے کے بعد پھر حاصل ہوئی تو یہ تعریف لفظی ہے جیسے: اَلْغَضَنْفَرُ اَسَدٌ، یعنی ایک لفظ کے مدلول کی دوسرے لفظ کے ساتھ تعریف کرنا۔

سوال نمبر2:

(الف) معارضہ اور اس کی اقسام کی تعریف بمعہ مثال بیان کریں؟

(ب) مناظرہ مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کریں اور ان کے مابین پائی جان والی نسبت واضح کریں؟ (۱۰)

جواب: (الف) معارضہ کی تعریف: جس مسئلہ پر خصم نے دلیل قائم کی ہو اس کے خلاف دلیل قائم کرنا، معارضہ کہلاتا ہے۔

اقسام: معارضہ کی تین اقسام ہیں:

(ا) معارضہ بالقلب: معلل کی دلیل کے بالعکس معارض دلیل پیش کرے مگر مادہ اور صورت کے لحاظ سے دونوں دلیلیں باہم متفق ہوں جیسے ایک آدمی دعویٰ کرتا ہے کہ عالم حادث ہے، یہ دعویٰ ثابت ہے، اگر یہ ثابت نہ ہو تو اس کی نقیض ثابت ہوگی اور نقیض بھی

ایک شئی ہے۔ لہٰذا اگر مدّعیٰ ثابت نہ ہو تو کوئی نہ کوئی شئی ضرور ثابت ہوگی۔ اس کا عکس نقیض یہی ہے کہ جب کوئی نہ کوئی شئی ثابت نہ ہوگی تو پھر مدّعیٰ ثابت ہوگا اور یہ محال ہے' کیونکہ مدّعیٰ بھی ایک شئی ہے' محال ثبوت نقیض سے لازم آیا۔ لہٰذا نقیض کا ثابت ہونا محال ہوا۔ جب نقیض محال ہوئی تو دعویٰ ثابت ہوا۔

۲-معارضہ بالمثل: معلل جو دلیل قائم کرے معارض بھی اس کی مثل پیش کرے لیکن مادے کے اعتبار سے دونوں دلیلیں مختلف ہوں جیسے ایک دلیل عقلی ہو اور دوسری نقلی۔ دونوں شکل اوّل یا ثانی پر ہوں جیسے معلل حدوث عالم پر یوں دلیل قائم کرے۔ مثلاً:

اَلْعَالَمُ مُحْتَاجٌ اِلَى الْمُؤَثِّرِ، وَكُلُّ مُحْتَاجٍ اِلَى الْمُؤَثِّرِ فَهُوَ حَادِثٌ تو نتیجہ آیا: اَلْعَالَمُ حَادِثٌ، معارض اس کے برعکس دلیل پیش کرتے ہوئے کہتا ہے: اَلْعَالَمُ مُسْتَغْنِيٌّ عَنِ الْمُؤَثِّرِ، وَكُلُّ مُسْتَغْنِيٍّ عَنِ الْمُؤَثِّرِ فَهُوَ قَدِيْمٌ تو نتیجہ آیا اَلْعَالَمُ قَدِيْمٌ۔ اب دونوں دلیلیں صورت کے اعتبار سے متحد ہیں لیکن مادہ الگ الگ ہے۔

۳-معارضہ بالغیر: معلل جو دلیل قائم کرے معارض اس کے خلاف دلیل پیش کرے یعنی دونوں دلیلیں صورۃ اور مادہ دونوں میں متحد نہ ہوں جیسے ایک شخص کہتا ہے: اَلْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ تو نتیجہ آیا اَلْعَالَمُ حَادِثٌ، دوسرا شخص اس کا معارضہ کرتے ہوئے کہتا ہے: لَوْ كَانَ الْعَالَمُ حَادِثًا، لَايَكُوْنُ مُسْتَغْنِيًا لٰكِنَّهٗ مُسْتَغْنٍ تو نتیجہ آیا فَلَيْسَ بِحَادِثٍ۔ اس میں دونوں دلیلیں مادہ اور صورت میں مختلف ہیں۔

(ب) مناظرہ: تعریف پیچھے گزر چکی ہے۔

مجادلہ: وہ جھگڑا ہے جس میں یہ مقصود ہوتا ہے کہ مدمقابل کو الزام دیا جائے' اس میں اظہار حق مقصود نہیں ہوتا۔

مکابرہ: وہ جھگڑا ہے جو نہ اظہار حق کے لیے ہوتا ہے اور نہ ہی الزام دینے کے لیے۔

مجادلہ و مکابرہ کے درمیان نسبت:

مجادلہ اور مکابرہ کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) دلیل کی تعریف کریں؟ نیز دلیل کی تعریف پر وارد ہونے والا

اعتراض بمع جواب قلمبند کریں؟

(ب) دلیل لمی اور انی کی تعریف بمعہ مثال تحریر کریں؟

(ج) درج ذیل میں سے صرف پانچ کی تعریف و مثال تحریر کریں؟

۱-تعلیل ۔ ۲-تقریب ۔ ۳-سند ۔ ۴-سائل ۔ ۵-سندمساوی ۔ ۶-اوساط ۔ ۷- مقاطع

جواب: (الف) دلیل کی تعریف: جو قضیوں سے مرکب ہوتا کہ مجہول نظری تک پہنچا دے۔

اعتراض: سوال یہ ہے کہ مصنف نے اسلاف کی بیان کردہ دلیل کی تعریف یعنی مَايَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِهٖ بِشَيْءٍ سے اعراض کیوں کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلاف کی بیان کردہ تعریف یعنی مایلزم من العلم بہ بشیء میں لفظ شئی مذکور ہے اور شئی کہتے ہی موجود کو جبکہ مدلول تو کبھی عدمی بھی ہوتا ہے۔

اس لیے مصنف نے نئی تعریف ایجاد کی اور اسلاف کی تعریف سے اعراض کیا ہے۔

دلیل انّی: وہ دلیل ہے جس میں معلول سے علت پر استدلال کیا گیا ہو جیسے: هٰذَا مَحْمُوْمٌ وَكُلُّ مَحْمُوْمٍ مُتَعَفِّنُ الْاِخْلَاطِ تو نتیجہ آیا هٰذَا مُتَعَفِّنُ الْاِخْلَاطِ۔

دلیل لمّی: وہ دلیل ہے جس میں علت سے معلول پر استدلال کیا گیا ہو جیسے: هٰذَا مُتَعَفِّنُ الْاِخْلَاطِ، وَكُلُّ مُتَعَفِّنِ الْاِخْلَاطِ فَهُوَ مَحْمُوْمٌ تو نتیجہ آیا هٰذَا مَحْمُوْمٌ۔

(ج) تعلیل: کسی شئی کی علت کو بیان کرنا۔

سائل: مدعی کے کلام پر اعتراض کرنے والا خواہ منع کرے یا نقض یا معارضہ

مقاطع: وہ مقدمات ہیں جن پر بحث ختم ہو جائے۔

اوساط: اس سے مراد دلائل ہیں، چونکہ یہ دلائل دی مبادی اور مقاطع کے درمیان میں ہوتے ہیں اس لیے ان کو اوساط کہتے ہیں۔

سند: وہ چیز ہے جس سے منع کو تقویت ملے۔

تقریب: کسی دلیل کو اس طرح چلانا کہ وہ مقصود کو مستلزم ہو۔

﴿القسم الثانی ......فلسفہ﴾

سوال نمبر 1: ابطال الجزء الذی لایتجزی

(الف) عبارت کی توضیح وتشریح ایسے کریں کہ عنوان کا مفہوم واضح ہو جائے؟ (۹)

(ب) عنوان بالا پر مصنف کی بیان کردہ دلائل میں سے کوئی ایک دلیل تحریر کریں؟

(ج) جسم کے متعلق متکلمین' اشراقین اور مشائین کا مسلک واضح کریں؟ (۶)

جواب: (الف) تشریح العبارة: اس عبارت میں مصنف جزء الذی الخ کے بطلان کا دعویٰ کررہے ہیں کہ جزء الذی لایتجزی باطل ہے۔ لارجزء الذی لایتجزی کیا ہے؟ جزء الذی لایتجزی وہ جزء ہے جو کسی بھی تقسیم کو قبول نہ کرے یعنی نہ تقسیم قطعی، نہ کسری، نہ وہمی اور نہ ہی فرضی کو۔

(ب) مذکورہ دعویٰ پر دلیل: جزء الذی لایتجزی باطل ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم تین جزء لیتے ہیں، ان میں سے دو کو نیچے رکھیں اور تیسری کو دونوں کے ملتقی پر رکھتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ درمیان والی جزء تلاقئ طرفین سے مانع ہے یا نہیں؟ اگر تم کہو کہ مانع نہیں ہے تو پھر تداخل اجزاء لازم آئے گا جو کہ باطل ومحال ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وسط وسط نہ رہے گا اور طرف طرف نہ رہے گی۔ یہ خلاف مفروض ہے' کیونکہ ہم نے ان کو وسط اور طرفین فرض کیا تھا۔ اگر درمیان والا جزء تلاقی طرفین سے مانع ہو تو پھر اس کی تقسیم ہوگئی۔ وہ اس طرح کہ اس جزء کا وہ حصہ جو ایک طرف کو ملا ہوا ہے وہ غیر ہے اس کا جو دوسری طرف کو ملا ہوا ہے۔ اپنی دونوں طرفوں میں بھی تقسیم ہوگئی کہ طرف کا ہر وہ حصہ جو جزء وسط سے ملا ہوا ہے وہ غیر ہے اس کا جو وسط سے نہیں ملا۔ معلوم ہوا کہ جزء الذی لا یتجزی باطل ہے۔

(ج) جسم کے بارے میں مذہب:
متکلمین کے نزدیک جسم سے مراد جسم طبعی حقیقت کی بناء ہے۔ اشراقیوں کے نزدیک جسم دونوں میں مشترک لفظی ہے یعنی ہر ایک کے لیے الگ الگ وضع ہے۔ مشائیوں کے

نزدیک جسم دونوں میں مشترک معنوی ہے یعنی وضع عام مفہوم ہے اور ابعاد ثلاثہ یعنی طول، عرض اور عمق کے لیے ہے۔

سوال نمبر 2: فصل فی الحرکة السکون

(الف) حرکت و سکون کی تعریف قلمبند کریں اور بتائیں کہ ان میں تقابل کون ہے؟ (۵)

(ب) حرکت کی اقسام اربعہ بمعہ مثال بتائیں۔ کیا یہ اقسام حرکت ذاتیہ ہیں یا حرکت عرضیہ واضح کریں؟ (۵)

(ج) حرکت ذاتیہ اور اس کے اقسام کی تعریف بمع امثلہ تحریر کریں؟

(د) حرکت عرضیہ کی تعریف بمعہ مثال لکھیں؟

جواب: (الف) حرکت وسکون کی تعریفیں: اپنی قوت سے ایک چیز کا دوسری چیز کی طرف آہستہ آہستہ جانا، حرکت کہلاتا ہے۔ اس چیز کا حرکت نہ کرنا، سکون کہلاتا ہے۔

مقابل کا تعین: ان میں تقابل بالعدم والملک ہے۔

(ب) حرکت کی اقسام: حرکت کی اقسام اربعہ کی تعریفات درج ذیل ہیں:

۱- حرکت فی الکم: یعنی جسم کا بڑھنا اور سمٹنا۔

۲- حرکت فی الکیف: یعنی کسی جسم کا ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف حرکت کرنا اور بدلنا جیسے پانی کا گرم اور ٹھنڈا ہونا۔

۳- حرکت فی الاین: یعنی کسی جسم کا ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف آہستہ آہستہ منقلب ہونا۔

۴- حرکت فی الوضع: جسم کے اجزاء مکان کے اجزاء سے مختلف ہو جائیں مگر جسم کا کل اسی مکان میں رہے، جیسے گیند کا حرکت کرنا۔

حرکت کی یہ چاروں اقسام حرکت عرضیہ ہیں۔

(ج) حرکت ذاتیہ کی تعریف: وہ حرکت ہے جو جسم کو بلا واسطہ لاحق ہو۔

اقسام: حرکت ذاتیہ کی تین اقسام ہیں:

۱-حرکت قسریہ: ایسی حرکت جس کی قوت خارج سے لاحق ہو جیسے پتھر کی حرکت جب اسے نیچے سے اوپر کی طرف پھینکیں۔

۲-حرکت ارادیہ: ایسی حرکت ہے جو قصد وشعور کے بعد لاحق ہو جیسے انسان کا بالقصد حرکت کرنا۔

۳-حرکت طبعیہ: وہ حرکت ہے جو شعور اور ارادے کے بعد لاحق نہ ہو جیسے پتھر کا اوپر سے نیچے کی طرف آنا۔

(د) حرکت عرضیہ کی تعریف: ایسی حرکت ہے جو جسم کو بالواسطہ لاحق ہو جیسے جسم کا بڑھنا اور گھٹنا۔

سوال نمبر3: فصل فی الجوھر والعرض

(الف) جوھر اور عرض کی تعریف ھدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۵)

(ب) جوھر کی اقسام خمسہ بیان کریں اور بتائیں کہ کیا جوھر ان کی جزء ہے؟ (۵)

(ج) عرض کی اقسام بیان کریں اور کسی تین کی تعریف مع مثال قلمبند کریں؟ (۱۵)

جواب: (الف) جوہر اور عرض کی تعریفیں: جوہر ایسی ماہیت ہے اگر وہ خارج میں موجود ہو تو موضوع میں موجود نہ ہو جبکہ عرض ایسی ماہیت کا نام ہے جو موضوع میں موجود ہو۔

(ب) جوہر کی اقسام خمسہ:
ہیولیٰ، صورت، جسم، نفس اور عقل

(ج) عرض کی اقسام: عرضیات نو ہیں ان کو مقولات تسعہ بھی کہتے ہیں۔
۱-کَمّ ۔ ۲-کَیْف ۔ ۳-اَیْنَ ۔ ۴-مَتٰی ۔ ۵-اَضَافَت ۔ ۶-مِلْکَ ۔
۷-وَضع ۔ ۸-فِعْل اور ۹-اِنْفِعَالَ

اَیْنَ: کسی شئی کی وہ حالت جو کسی مکان میں ہونے کی وجہ سے اس کو عارض ہوتی ہے جیسے دولہن کی حجلۃ العروسۃ (وہ کمرہ جو دولہا اور دلہن کے لیے پہلی رات سجایا جاتا ہے) میں ہونے کے وقت کی حالت۔

فعل: کسی شئی کی وہ حالت جو غیر پر اثر اور کام کرتے وقت اس کو عارض ہوتی ہے جیسے: دولہے کی وہ حالت جو دولہن کو ملتے (ہم بستری کرتے) ہوئے اس کو عارض ہو فعل کہلاتی ہے۔

اِنْفِعَال: انفعال شئی کی وہ حالت ہے جو غیر کا اثر قبول کرتے وقت اس کو عارض ہوتی ہے جیسے: دلہن کی وہ حالت جو دولہا کا اثر لیتے ہوئے (یعنی اس سے ملتے ہوئے) دلہن کو عارض ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باکستان

شهادة العالیة فی العلوم العربیة و الاسلامیة

(السنة الثانیة) الموافق سنة 1435ھ **2014**ء

﴿عالیہ (بی اے) چھٹا پرچہ: ادب عربی﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

(حصہ الف: دیوان حماسہ)

نوٹ: دونوں قسموں سے صرف دو دو سوال حل کریں۔ (حصہ الف)

سوال نمبر 1: اشعار کا سلیس اُردو ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(ب) خط کشیدہ کی لغوی تحقیق کریں؟ (۱۰)

(ج) خط کشیدہ مفرد کے مفرد و جمع لکھیں؟ (۵)

شهدن مع النبی مسومات   حنینا وهی دامیة الحوامی

ووقعة خالد شهدت و حکمت   سنا بکها علی بالبلد الحرام

نعرض للسیوف اذا التقینا   وجوها لا تعرض للطام

ولست بخالع عنی ثیابی   اذا هر الکماة ولا ارامی

ولکنی یجول المهر تحتی   الی الغارات بالعضب الحسام

سوال نمبر 2: (الف) اشعار کا اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ (۱۵)

ابعد بنی امی الذین تتابعوا   ارجی الحیوة ام من الموت اجزع

ثمانیة کانوا ذؤابة قومهم   بهم کنت اعطی ما اشاء وامنع

اولئك اخوان الصفاء رزئتهم   وما الکفا لااصبع ثم اصبع

لعمرك انی بالخلیل الذی له   علی دلال واجب لمفجع

وانی بالمولی الذی لیس نافعی   ولا ضائری فقدانه لممتع

سوال نمبر 3: (الف) صاحب دیوان حماسہ کے حالات و کتاب کی خصوصیات سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

(ب) علم ادب کی تعریف، غرض اور موضوع لکھیں؟ (۱۰)

(حصہ ب)

سوال نمبر 4: (الف) اشعار کا اُردو ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں؟ (۱۰)

حصہ ب: دیوان متنبی

لما رأین صروف الدهر تغدر بی   وفین لی و وفت صم الانا بیب

فتن المهالك حتی قال قائلها   ما ذا لقینا من الجرد السراحیب

تهوی بمنجرد لیست مذاهبه   للبس ثوب وما کول و مشروب

ورب مرید ضره ضر نفسه   وهاد الیه الجیش أهدی و ماهدی

ومستکبر لم یعرف الله ساعته   رأی سیفه فی کفه فتشهدا

سوال نمبر 5: (الف) اشعار کا اُردو ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں؟ (۱۰)

حتی اتوا جدثا کأن ضریحه   فی قلب کل موحد محفور

بمزود کفن البلی من ملکه   مغف و اثمد عینه الکافور

فیه السماحة و الفصاحة والتقی   والبأس اجمع والحجی والخیر

کفل الثناء برد حیاته   لما انطوی فکأنه منشور

وکأنما عیسی ابن مریم ذکره   و کأن عاذر شخصه المقبور

سوال نمبر 6: اشعار کا ترجمہ اُردو میں لکھیں اور انہیں سے تین تین مفرد اور جمع علیحدہ

لکھ کران کا معنی لکھیں؟ (۲۰)

ولو كان النساء كمن فقدنا — لفضلت النساء على الرجال

وما التانيث لاسم الشمس عيب — ولا التذكير فخر للهلال

وافجع من فقدنا من وجدنا — قبيل الفقد مفقود المثال

يدفن بعضنا بعضا ويمشى — اواخرنا على هام الاوالى

وكم عين مقبلة النواحى — كحيل بالجنادل والرمال

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿چھٹا پرچہ: ادب عربی﴾

حصہ اوّل: دیوان حماسہ

سوال نمبر 1:

شهدن مع النبى مسومات — حنينا وهى دامية الحوامى

ووقعة خالد شهدت و حكمت — سنا بكها على بالبلد الحرام

نعرض للسيوف اذا التقينا — وجوها لا تعرض للطام

ولست بخالع عنى ثيابى — اذا هر الكماة ولا ارامى

ولكنى يجول المهر تحتى — الى الغارات بالعضب الحسام

(الف) اشعار کا سلیس اُردو ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی لغوی تحقیق کریں؟

(ج) خط کشیدہ مفرد کی جمع اور جمع کے مفرد لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

۱- نشان زدہ گھوڑے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں حاضر ہوئے اور گھوڑوں کے سم خاک آلودہ تھے۔

۲- اور وہ حاضر ہوئے حضرت خالد کی جنگ میں اور انہوں نے اپنے سموں کو مکہ مکرمہ میں رگڑا۔

۳- جب ہم لڑتے ہیں تو وہ اپنے چہرے تلواروں کے لیے پیش کر دیتے ہیں جو طمانچوں کے لیے پیش نہیں کرتے۔

۴- جب مسلح نوجوان گھبرا جاتے ہیں تو میں اپنے کپڑے نہیں اتارتا اور نہ تیر اندازی

کرتا ہوں۔

۵- لیکن بچھیرا میرے نیچے ہے جو جنگوں کی طرح قاطع تلوار کے ساتھ پھرتا ہے۔

(ب) خط کشیدہ کی لغوی تحقیق:

مسومات: صیغہ جمع مؤنث اسم مفعول مسواس کا واحد ہے جس کا معنی ہے نشان زدہ گھوڑے۔

البلد، جمع بلاد:

سُیُوْفٌ: سیف کی جمع بمعنی تلواریں۔

اَلْمهر: جمع مهامر بمعنی بچھیرا

غَارَات: غَارَةٌ کی جمع ہے، بمعنی جنگیں وغزوات۔

(ج) مفرد کے جمع وعکسہ:

مسومات: اس کا مفرد مسومة ہے۔

بلد: مفرد ہے اس کی جمع بلاد ہے۔

سیوف: جمع ہے اور اس کا مفرد سیف ہے۔

مهر: مفرد ہے اس کی جمع مهامر ہے۔

غارات: جمع ہے اور اس کا مفرد غارة ہے۔

سوال نمبر2:

ابعد بنی امی الذین تتابعوا ارجی الحیوة ام من الموت اجزع

ثمانیة کانوا ذؤابة قومهم بهم کنت اعطی ما اشاء وامنع

اولئك اخوان الصفاء رزئتهم وما الکفا لااصبع ثم اصبع

لعمرك انی بالخلیل الذی له علی دلال واجب لمفجع

وانی بالمولی الذی لیس نافعی ولا ضائری فقدانه لممتع

(الف) اشعار کا اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

۱- کیا میں اپنے بھائیوں کے بعد جو یکے بعد دیگر فوت ہو گئے، زندگی کی امید کروں یا موت کے بارے میں بے صبری کا ثبوت دوں؟

۲- بھائی آٹھ تھے وہ اپنی قوم کے سردار تھے، ان کی وجہ سے میں جسے جو چاہتا تھا دیتا تھا اور روکتا تھا۔

۳- وہ نیک سیرت بھائی تھے جن کی مشقت مجھے پہنچائی گئی اور نہیں ہتھیلی نہ ایک انگلی پھر ایک انگلی۔

۴- مجھے اپنی زندگی کی قسم بے شک مجھے ایسے دوست کا صدمہ پہنچایا گیا جس پر مجھے فخر ہے۔

۵- میرا وہ چچازاد بھائی جس کا وجود میرے لیے مفید اور نہ ہونا میرے لیے نقصان دہ نہیں ہے، مجھے کامیابی دی گئی۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی تحقیق:

آبَعْدَ: ہمزہ استفہام کے لیے اور بعد اسم ظرف کا صیغہ ہے۔

اُرْجی: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب افعال بمعنی امید کرنا۔

اَجْزَعُ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مؤنث از باب فَتَحَ یَفْتَحُ بمعنی جزع وخزع کرنا۔

کُنْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف از باب نَصَرَ یَنْصُرُ فعل از افعال ناقصہ بمعنی ہونا۔

لَمُفَجَّعُ: لام برائے تاکید، مُفَجَّعٌ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل بمعنی بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔

سوال نمبر3: (الف) صاحب دیوان حماسہ کے حالات وکتاب کی خصوصیات سپرد قلم کریں؟

(ب) علم ادب کی تعریف، غرض اور موضوع لکھیں؟

جواب: (الف) حالات زندگی: دیوان حماسہ کے مصنفہ کا پورا نام یوں ہے: ابوتمام حبیب بن اوس بن الحازث۔ ان کی ولادت 188 یا198 ہجری میں دمشق کے جاسم نامی گاؤں میں ہوئی۔ دمشق چھوڑ کر مصر کی طرف عازم سفر ہوئے، وہاں جامع مسجد عمرو میں لوگوں کو گھڑے سے پانی پلاتے تھے اور مسجد میں موجود علماء سے کسب علم بھی کیا۔ انہوں نے علوم وفنون میں وہ مقام حاصل کرلیا کہ اس کے ہمعصروں میں سے کسی کو بھی نصیب نہ ہوا۔ ابوتمام حاضر دماغ، واضح گو اور قوی حافظہ کے مالک تھے۔ انہیں قصائد، مقاطیع اور خلفاء کی مدح میں کہے ہوئے اہل عرب کے اشعار مدح زبانی یاد تھے۔ انہوں نے مختلف ممالک کا سفر کیا اور ہر ملک میں پہنچ کر علماء فضلاء اور علم دوست لوگوں میں اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔

کتاب کی خصوصیات:

ان کی تصانیف میں اہم ترین ''دیوان حماسہ'' ہے۔ علامہ تبریزی کا بیان ہے کہ ان کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ ابوتمام ایک مرتبہ عبداللہ بن طاہر والی خراسان کے پاس آیا اور اس کی خوب مدح سرائی کی۔ والی خراسان کا یہ دستور کا کہ اس وقت تک کسی شاعر کو انعام سے نہ نوازتا تھا جب تک ابوالعمیل اور السعید العزیز اشعار کو پسند نہ کرلیتے تھے۔ چنانچہ ابوتمام نے ان دونوں کے پاس کھڑے ہوکر اپنا تحریر کردہ قصیدہ پڑھا۔ ان دونوں نے اس قصیدے کو بہت پسند کیا اور والی نے بہت سے انعام سے نوازا۔ ابوتمام نے ابوالوفا کے کتب خانہ میں کتابوں کا خوب مطالعہ کیا اور اشعار جمع کیے تو پانچ ضخیم کتابیں تیار ہوگئیں۔ ان میں سے ایک کتاب ''دیوانِ حماسہ'' ہے۔ دیوان حماسہ درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے۔

☆ یہ قدیم ادب عربی کا ماخذ ہے ☆ اس کا اسلوب دلنشین وسہل ہے، ☆ یہ ہجو، مرثیہ، مدح اور نسب وغیرہ موضوعات پر مشتمل ہے۔

☆ زمانہ قدیم سے لے کر تا حال جامعات اور دینی مدارس کے نصاب کی زینت

بنا ہوا ہے ☆ اشعارات وتلمیحات پر مشتمل ہے۔

(ب) علم ادب کی تعریف

ادب وہ علم ہے جس کے ذریعے کلام عرب میں لفظی تحریر ہر قسم کی غلطی سے بچا جاسکے۔

موضوع: فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے اس کا موضوع نظم ونثر ہے۔

غرض: اپنے ماضی الضمیر کو مرصع ومقفع کلام کے ذریعے بیان کرنا اور فن نثر ونظم میں اسالیب عرب کے مطابق مہارت پیدا کرنا اور عقل ودل کو ستھرا کرنا۔

﴿القسم الثانی :...... دیوان متنبی﴾

سوال نمبر4:

١-لما راين صروف الدهر تغدر بی   وفين لی و وفت صم الانا بیب

٢-فتن المهالك حتى قال قائلها   ما ذا لقينا من الجرد السراحيب

٣-تهوی بمنجرد ليست مذاهبه   للبس ثوب وما كول و مشروب

٤-ورب مريد ضره ضر نفسه   وهاد اليه الجيش أهدى و ماهدى

٥-ومستكبر لم يعرف الله ساعته   رأى سيفه فی كفه فتشهدا

(الف) اشعار کا اُردو ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

١- جب ان گھوڑوں نے زمانے کی گردشوں کو میرے ساتھ فریب کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے میرے ساتھ وفا کی اور ٹھوس نیزوں نے میرے ساتھ وفا کی۔

٢- وہ گھوڑے ہلاکت گاہوں سے گزر گئے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے کہا: ہم نے دراز قامت اور کمزور گھوڑوں سے کیا پایا؟

٣- وہ لے کر چلے اسے پختہ کار کو جس کا مقصد صرف کپڑے پہننا اور کھانا پینا نہیں

تھا۔

۴- بسا اوقات اس کا نقصان چاہنے والے اپنا نقصان کرتے ہیں اور اس کی طرف اپنی فوج کو لے جاتے ہیں لیکن پہنچ نہیں پاتے۔

۵- اور کتنے ہی تکبر کرنے والے ہیں کہ اللہ کو ایک لمحہ بھی نہیں پہچانتے، انہوں نے بھی اس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر کلمہ شہادت پڑھا۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی تحقیق:

تَغْدُرُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف از نَصَرَ یَنْصُرُ، غدر سے ماخوذ بمعنیٰ دھوکہ دینا۔

وَفَیْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معروف مثال واوی ناقص یائی، از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی وفا کرنا۔

تَهْوِیْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ناقص واوی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی خواہش کرنا۔

مُرِیْدٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال بمعنی ارادہ کرنا۔

اَهْدِیْ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی ہدایت کرنا، رہنمائی کرنا۔

سوال نمبر 5:

۱-حتی اتوا جدثا کأن ضریحه — فی قلب کل موحد محفور

۲-بمزود کفن البلی من ملکه — مغف و اثمد عینه الکافور

۳-فیه السماحة و الفصاحة والتقی — والبأس اجمع والحجی والخیر

۴-کفل الثناء برد حیاته — لما انطوی فکأنه منشور

۵-و کأنما عیسی ابن مریم ذکره — و کأن عاذر شخصه المقبور

(الف) اشعار کا اُردو ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں؟

جواب: ترجمۃ الاشعار:

۱-یہاں تک کہ وہ قبر پر آئے گویا اس کا گڑھا ہر درد دل میں کھودا گیا ہے۔

۲-اے اپنے وطن میں پرانا کفن ملا وہ سویا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں میں کافور لگا ہوا ہے۔

۳-اس میں فصاحت وسخاوت ہے، تقویٰ اور طاقت ہے، تمام کی تمام عقلمندی ہے اور بھلائیاں ہیں۔

۴-کفیل ہوگئی اس کی تعریف اس کی دوبارہ زندگی لانے کی جب اسے کفن میں لپیٹا گیا تو گویا وہ دوبارہ زندہ ہوگیا۔

۵-اور گویا عیسیٰ بن مریم تذکرہ اس کا اور گویا عاذر نامی جسم اس کی قبر میں ہے۔

(ب) خط کشیدہ کی تحقیق:

اَتَوْا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف مہموز الفاء ناقص یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی آنا۔

ضَرِیْحَةٌ: بروزن فعیل بمعنیٰ قبر۔ اس کی جمع ضَرَائِحُ آتی ہے۔

مَحْفُوْرٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی کھودنا۔

اِنْطَوٰی: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از باب انفعال بمعنی لپیٹنا۔

مَنْشُوْرٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب نَصَرَ یَنْصُرُ بمعنی پھیلانا کھولنا۔

سوال نمبر 6:

۱-ولو کان النساء کمن فقدنا — لفضلت النساء علی الرجال

۲-وما التانیث لاسم الشمس عیب — ولا التذکیر فخر للهلال

۳-وافجع من فقدنا من وجدنا — قبیل الفقد مفقود المثال

۴-یدفن بعضنا بعضا ویمشی — اواخرنا علی هام الاوالی

۵-وکم عین مقبلة النواحی — کحیل بالجنادل والرمال

اشعار کا ترجمہ اُردو میں لکھیں اور انہیں سے تین تین مفرد اور جمع علیحدہ لکھ کر ان کا معنی

(ج) الآی کا مفرد اور معنی لکھیں اور واضح کریں کہ اس سے مفسر کی مراد کیا ہے؟ (۵)

السوال الثالث: وعلموا الصالحات الصالحات جمع صالحة وهي من الصفات الغالبة التي تجري مجرى الاسماء كالحسنة وهي من الاعمال ماسوغه الشرع و حسنه و تانيثها على تاويل الخصلة اولخلة

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور صالحات کو اسماء کے قائم مقام کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) الصالحات میں صالحة کی تاء موجود نہیں ہے تو یہ کون سی جمع کہلائے گی؟ نیز حذف تاء کی وجہ لکھیں؟ (۱۰)

(ج) صالحات سے جب اعمال مراد ہیں تو اس کو مؤنث کیوں لایا گیا؟ (۵)

السوال الرابع: والكذب هو الخبر عن الشيء على خلاف ماهو به وهو حرام كله لانه علل به استحقاق العذاب حيث و تب عليه وماروى ان ابراهيم عليه السلام كذب ثلث كذبات فالمراد التعريض ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۳)

(ب) بتائیں تعریض کیا ہوتی ہے؟ نیز وہ تین مواضع کون سے ہیں جن میں کذب جائز ہے؟ (۱۲)

﴿القسم الثاني...... اصول التفسير﴾

السوال الخامس: درج ذیل میں سے کوئی تین اجزاء حل کریں۔ (۳۰)

(الف) قرآن کریم کی تعریف اور تمام اسماء قرآن تحریر کریں؟

(ب) نزول کے اعتبار سے پہلی اور آخری آیت مع شان نزول تحریر کریں؟

(ج) تفسیر و تاویل کی تعریف اور ان میں فرق لکھیں؟

(د) اعجاز قرآن کی چار وجوہ تحریر کریں؟

(ھ) مفسر کے لیے کن کن علوم کی مہارت ضروری ہے؟

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پہلا پرچہ...... تفسیر واصول تفسیر﴾

(القسم الأول ...... تفسير البيضاوی)

السوال الأول: واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم ۔

(الف) لفظ ملائکہ کی صرفی تحقیق کریں؟ نیز بتائیں کہ اس میں تاء کون سی ہے؟ (۷)

(ب) سجدہ کے لغوی اور شرعی معنی تحریر کریں؟ نیز بتائیں کہ جس سجدہ کا فرشتوں کو حکم دیا گیا تھا وہ کون سا سجدہ تھا؟

(ج) ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم خلق آدم سے پہلے ہوا یا بعد میں؟ تمام ملائکہ کو حکم ہوا یا بعض کو؟ (۶)

جواب: (الف) لفظ ملائکہ کی صرفی تحقیق: مَلَائِكَةٌ مَلْئَكٌ کی جمع ہے جس طرح شمائل شمأل کی جمع ہے۔

تاء کا تعین: اس میں تاء جمع کی تاکید کے لیے ہے اور مَلْئَكٌ مَالِكٌ کا الٹ ہے۔ الوکۃ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے: پیغام۔ چونکہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے پیغام مخلوق کی طرف پہنچاتے ہیں اس لیے ان کو ملائکہ کہتے ہیں۔

(ب) سجدہ کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ: سجدہ کا لغوی معنیٰ ہے: تذلل یعنی جھکتے ہوئے ذلت و عاجزی کا اظہار کرنا جبکہ شرع میں پیشانی کو عبادت کے ارادے سے (زمین پر) رکھنا۔

مامور بہ سجدہ: جس سجدے کا فرشتوں کو حکم ہوا یا تو شرعی سجدہ تھا پھر مسجود لہ حقیقت میں

اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی اور آدم کو ان کے سجدے کا قبلہ بنانا ان کی عظمتِ شان اور بلندی کے لیے تھا۔ یا اس لیے کہ وہ وجوب سجدہ کا سبب بنے۔ یا سجدے سے مراد لغوی سجدہ یعنی سرنگوں کرنا۔ آدم کو سلام اور ان کی عظمت بیان کرنے کے لیے۔ جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سرنگوں ہونا۔ یا سجدہ سے مراد محض عاجزی کا اظہار کرنا ہے۔

(ج) سجدہ کرنے کا حکم:

بعض نے کہا کہ ملائکہ کو حکم سجدہ تخلیق سے پہلے تھا ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

"فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ"۔

اظہر قول یہ ہے کہ سجدے کا حکم تخلیق آدم کے بعد ہوا۔

سجدے کا حکم: سجدے کا حکم تمام فرشتوں کو ہوا، کیونکہ جب کہا: سَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ تو احتمال تھا کہ تمام نے کیا یا بعض نے۔ جب کہا: كُلُّهُمْ تو احتمال ختم ہوا اور ثابت ہوا کہ سب نے کیا۔ پھر احتمال تھا کہ اکٹھے کیا یا الگ تو جب اَجْمَعُوْنَ یہ احتمال بھی ختم ہوگیا۔ ثابت ہوگیا کہ سب نے اکٹھے کیا۔

سوال نمبر2: ایاك نعبد و ایاك نستعین کرر الضمیر للتنصیص علی انه المستعان به لا غیر و قدمت العبادة علی الاستعالة لیتوافق رؤس الای ویعلم منه ان تقدیم الوسیلة علی طلب الحاجة ادعی الی الاجابة

(الف) مفسر کی عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں، نیز نَسْتَعِيْنُ یہاں متعدد بنفسہ کیوں ہے؟ حالانکہ وہ تو متعدی بالباء ہوتا ہے۔

(ب) قاضی بیضاوی نے و قیل الواو للحال کہہ کر واو حالیہ بنانے کو ضعیف کیوں قرار دیا ہے؟

(ج) الآی کا مفرد اور معنی لکھیں اور واضح کریں کہ اس سے مفسر کی مراد کیا ہے؟ (۵)

جواب: (الف) ترجمہ: "تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے

ہیں"، ضمیر کا تکرار اس بات پر نص کرنے کے لیے کیا ہے کہ حقیقی مستعان وہی ذات ہے اس کا غیر نہیں ہے۔ عبادت کو استعانت پر مقدم اس لیے کیا تا کہ آیتوں کا آخر ایک جیسا ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ وسیلہ کو طلب حاجت پر مقدم کرنا اجابت کے زیادہ لائق ہے۔

تشریح: مفسر علیہ الرحمۃ ایک سوال کا جواب دیتے ہیں سوال کی تقریر یہ ہے کہ اِیَّاكَ ضمیر کا تکرار کیوں کیا؟ اس کا جواب دیا کہ اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس کا غیر نہیں۔ البتہ غیر اس کی توفیق اور طاقت سے دوسرے کی استعانت کرے گا تو یہ مجاز ہوگا۔ پھر ایک اور سوال ہوا نعبد کو نستعین پر مقدم کیوں کیا؟ تو اس کے دو جواب ہے: پہلا جواب یہ ہے: آیتوں کا آخر ایک جیسا ہو جائے' کیونکہ اس سے پہلی آیتوں کا آخر یاء اور نون آرہا ہے۔ دوسرا جواب دیا اس لیے مقدم کیا کہ عبادت ایک وسیلہ ہے اور اس کی مدد لینا ایک حاجت اور ضرورت ہے تو کسی بھی کام کو کروانے کے لیے اگر کوئی وسیلہ پیش کیا جائے تو اس کام کے ہونے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

(ب) واو حالیہ کو ضعیف قرار دینے کی وجہ:

واو کو حالیہ بنانا اس لیے ضعیف ہے کہ نحویوں کا قاعدہ ہے کہ فعل مضارع مثبت واو کے ساتھ مقرون ہو کر حال واقع نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ لفظ قد کے ساتھ متلبس ہوتا ہے اور اس جگہ ایسا نہیں ہے۔

(ج) الآی کا مفرد:

الآی کا مفرد آیت ہے: آیت سورۃ کے کچھ حصے کو کہتے ہیں' جس کے آخری کلمہ کو فاصلہ کہتے' کیونکہ وہ کلمہ ایت کو مابعد سے جدا کردیتا ہے۔ اس جگہ آیتوں سے مراد سورۃ فاتحہ کی آیات مبارکہ ہیں، کیونکہ سورۃ فاتحہ کے تمام آیتوں کے آخر میں یاء اور نون پر وقف آرہا ہے۔

سوال نمبر3: وعلموا الصالحات الصالحات جمع صالحة و هی من الصفات الغالبة التی تجری مجری الاسماء کالحسنة وهی من الاعمال ماسوغه الشرع و حسنه و تانیثها علی تاویل الخصلة او الخلة

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور صالحات کو اسماء کے قائم مقام کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) الصالحات میں صالحۃ کی تاء موجود نہیں ہے تو یہ کون سی جمع کہلائے گی؟ نیز حذف تاء کی وجہ لکھیں؟

(ج) صالحات سے جب اعمال مراد ہیں تو اس کو مؤنث کیوں لایا گیا؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''انہوں نے اچھے اعمال کیے'' صالحات صالحۃ کی جمع ہے اور یہ صفات غالبہ سے تعلق رکھتی ہے جو اسم کے قائم مقام ہوتی ہے' جس طرح کہ حسنۃ ہے۔ صالحات وہ اعمال ہیں جن کو شریعت نے وضع کیا اور ان کو حسین قرار دیا ہو اور اس کو مؤنث لانا خصلت اور خلۃ کی تاویل پر ہے۔

(الف) صالحات کو اسماء کے قائم مقام کرنے کی وجہ: صالحات کا تعلق ویسے تو صفات سے ہے کہ اچھا ہونا صفت ہے۔ اچھا کام وغیرہ لیکن کبھی کبھی وضعی معنیٰ پر اسمیت کا غلبہ آجاتا ہے اور وہ کسی کا نام بن جاتا ہے۔ پھر وہ وصف اسم غلبہ کی وجہ سے اسم کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ اس جگہ بھی غلبہ کی وجہ سے صالحات کو اسماء کے قائم مقام کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ اسود اور ارقم میں کہ اصل وضع میں تو ان میں وصف ہے لیکن بعد میں اسمیت کا غلبہ ہوا اور یہ سانپوں کے نام بن گئے۔

(ب) صالحات کی صرفی تحقیق: صالحات جمع مؤنث سالم کا صیغہ ہے۔ مذکورہ تاء جمع کی ہے۔ اصلی تاء کو اس لیے حذف کیا تا کہ دو تاء کا تکرار بطور علامت لازم نہ آئے' جو کلام رب میں ناپسند سمجھا جاتا ہے تو درمیان میں الف آجاتا ہے مگر وہ ساکن ہونے کی وجہ سے مردہ کے قائم مقام ہے۔

(ج) صالحات کو مؤنث لانے کی وجہ: اس کو مؤنث خصلۃ اور خلۃ کے معنیٰ میں لیتے ہوئے لایا گیا ہے اور خصلۃ وخلۃ مؤنث ہیں۔

سوال نمبر 4: والکذب هو الخبر عن الشيء علی خلاف ماهو به وهو حرام کله لانه علل به استحقاق العذاب حيث رتب عليه وماروی ان

ابراهيم عليه السلام كذب ثلث كذبات فالمراد التعريض .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) بتائیں تعریض کیا ہوتی ہے؟ نیز وہ تین مواضع کون سے ہیں جن میں کذب جائز ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ ذیل میں ملاحظہ کریں:

''اور کذب شئی کے خلاف خبر دینا ہے اور وہ سارے کا سارا حرام ہے، کیونکہ یہی استحقاق عذاب کی علت بنتا ہے۔ اسی پر عذاب مرتب ہوتا ہے' جو روایت میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین بار کذب کا ارتکاب فرمایا تو وہ تعریض تھا (کذب نہیں تھا)۔

(ب) تعریض کی تعریف: فعل کا اسناد کسی اور کی طرف کرنا اور مراد کوئی اور معنیٰ لینا' تعریض کہلاتا ہے۔ جس طرح پنجابی کا محاورہ ہے۔

''آکھاں تہی نوں تے سمجھاواں نو (بہو) نوں''

تین مواضع جہاں کذاب جائز ہے:

☆ جنگ کے دوران دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے۔

☆ دو ناراض شخصوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے۔

☆ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے۔

﴿القسم الثانی...... اصولی التفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی تین اجزء حل کریں۔

(الف) قرآن کریم کی تعریف اور تمام اسماء قرآن تحریر کریں؟

(ب) نزول کے اعتبار سے پہلی اور آخری آیت مع شان نزول تحریر کریں؟

(ج) تفسیر وتاویل کی تعریف اور ان میں فرق لکھیں؟

(د) اعجاز قرآن کی چار وجوہ تحریر کریں؟

(ھ) مفسر کے لیے کن کن علوم کی مہارت ضروری ہے؟

جواب: (الف) قرآن کی تعریف: قرآن وہ پاک ولاریب کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے نقل تواتر کے ساتھ اترا۔

قرآن کے اسماء: کتاب اللہ میں استعمال ہونے والے اسماء قرآن کی تعداد پانچ ہے: (۱)۔قرآن (۲)۔فرقان (۳) تنزیل (۴) ذکر (۵) کتاب مبین۔

(ب) پہلی اور آخری وحی:

پہلی وحی یہ ہے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (پانچ آیتیں)

آخری وحی یہ آیت مبارکہ ہے: وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ الخ

(ج) تفسیر کی تعریف: لغت میں تفسیر کسی چیز کو کھول کر بیان کردینے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح میں تفسیر وہ علم ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری جانے والی کتاب کے احکام ومسائل معلوم ہوں۔

تاویل کی تعریف: اس کا لغوی معنی رجوع کرنا ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ وہ علم جس سے قرآن کے پوشیدہ اور باطنی معانی کا ادراک ہو۔

دونوں میں فرق: بعض علماء کرام تفسیر وتاویل میں کوئی فرق نہیں کرتے اور کہتے ہیں: دونوں ایک ہی چیز ہیں جبکہ بعض علماء کرام اس طرح فرق کرتے ہیں: تفسیر کا اطلاق ظاہری معانی پر ہوتا ہے جبکہ تاویل کا طلاق باطنی معانی پر۔

(د) اعجازِ قرآن کی چار وجوہ:

☆ سابقہ قصوں اور ملتوں کے احکام کی خبر دینا۔

☆ قرآن کریم کا بلاغت کے اعتبار سے آسمان کی بلندی کو چھونا۔

☆ آنے والے احوال کی خبر دینا۔

☆ انسان کا اس کی مثل لانے سے قاصر ہونا۔

☆ اسلوب بدیع یعنی وہ نظم بدیع جو عربی زبان کے معروف نظم کے خلاف ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ کا اس کی حفاظت کا ذمہ خود لینا

☆ تمام منکرین کو اس کی حقانیت کا چیلنج کرنا۔

(ھ) وہ علوم جن کا مفسر کو جاننا ضروری ہے

مفسر کے لیے علوم عقلیہ ونقلیہ سے واقف ہونا ضروری ہے مثلاً علم نحو وصرف، علم اشتقاق، علم ادب، علم بلاغت (معانی بیان، بدیع)، اصول فقہ، علم اسباب نزول، علم ناسخ و منسوخ اور علم قرأت میں مہارت رکھتا ہو۔ الغرض مفسر کے لیے تمام علوم کا ماہر ہونا ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی سے دو دو سوال حل کریں

حصہ اوّل: مشکوٰۃ شریف

سوال نمبر 1: عن ابی هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اعان على قتل مؤمن شطر كلمة لقى الله مكتوب عينيه : ائس من رحمة الله

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟ (۱۰)

(ب) خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں؟ (۸)

(ج) قتل ناحق کی مذمت پر کم از کم تین احادیث بیان کریں؟ (۱۲)

سوال نمبر 2: وعن ابی هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لعن الله السارق يسرق البيضة فتقطع يده ويسرق الحبل فتقطع يده

(الف) ترجمہ تحریر کریں؟ (۸)

(ب) نصاب سرقہ میں اختلاف ائمہ لکھیں؟ اپنا مذہب مع دلائل بیان کریں؟ (۱۲)

(ج) حدیث مذکور کے ظاہر پر عمل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو توجیہ کیا ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: قال رسو الله صلى الله عليه وسلم ماذئبان جائعان ارسلا فى

غنم بافسد لها من حرص المرء على المال والشرف لدينه

(الف) ترجمہ تحریر کریں؟ (۸)

(ب) حدیث کی اس طرح تشریح کریں کہ مطلب ومفہوم مکمل واضح ہو جائے۔ (۱۲)

(ج) خط کشیدہ الفاظ کس کے متعلق ہیں اور کیا بن رہے ہیں؟ (۱۰)

(حصہ دوم: تیسیر مصطلح الحدیث)

سوال نمبر 4: متواتر، غریب، مرسل، معضل، صحیح، منکر کی تعریف تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 5: المعلق لغة اسم مفعول من علق الشئى بالشئى اى ناطه وربطه به و جعله معلقا وسمى هذا السند معلقا بسبب اتصاله با لجهة العليا فقط .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں کہ مطلب ومفہوم مکمل واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(ب) حدیث معلق کا حکم لکھیں۔ صحیحین کی معلقات کا حکم کیا ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (الف) متصل، مرفوع، شاہد کی تعریف کریں؟ (۱۰)

(ب) جرح وتعدیل کے اسباب لکھنے کے بعد بتائیں "لاباس بہ" جرح ہے یا تعدیل اور اس کا درجہ کون سا ہے؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿دوسرا پرچہ......حدیث واصول حدیث﴾

(حصہ اوّل : مشکوٰۃ شریف)

سوال نمبر 1: **عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اعان علی قتل مؤمن شطر کلمۃ لقی اللہ مکتوب عینیه . ائس من رحمة الله**

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں؟

(ج) قتل ناحق کی مذمت پر کم از کم تین احادیث بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن شخص کے قتل پر بطور مشاورت مدد کی؛ تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا: یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہوا۔

اس حدیث پاک میں قتل مومن کی مذمت کا بیان ہے وہ اس طرح کہ ایک شخص کسی کو قتل نہیں کرتا صرف قتل مومن پر بطور مشاورت کلمہ کا کچھ حصہ استعمال کرتا ہے۔

مثلاً یوں کہتا ہے: "اُقْ" (اُقْتُلْ کی بجائے) تو ایسا شخص قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے مایوس ہوگا۔ اب لفظ اُقْتُلْ کی بجائے صرف اُقْ (جو کہ اُقْتُلْ کا حصہ ہے) کہتا ہے تو اس کے لیے اتنی وعید ہے تو قاتل کے لیے پھر کتنی ہوگی؟

(ب) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب: (مکتوب بین عینیه ائس من رحمة الله)

مکتوب، اسم مفعول و نائب فاعل، بین مضاف، عینیه عینین مضاف الیه بعده مضاف۔ ہ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا بین مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا۔ اس مفعول اپنے نائب فاعل جو کہ اس میں ہو ضمیر پوشیدہ ہے، سے مل کر خبر ھذا اللفظ، مبتدا محذوف کی۔ ھذا اللفظ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ ہو کر حال ہوا لَقِيَ کے فاعل سے۔

ائس من رحمة الله ائس اسم فاعل وفاعل، من حرف جار رحمة مضاف الله مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ اسم فاعل اپنے فاعل کہ اس میں ھو ضمیر پوشیدہ ہے اور ظرف لغو سے مل کر خبر مبتدا محذوف کی جو کہ ھو ہے۔ ھو مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال ثانی ہوا لَقِيَ فعل کے فاعل سے۔

(ج) قتل ناحق کی مذمت میں احادیث مبارکہ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 2: **وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ السارق یسرق البیضة فتقطع یدہ ویسرق الحبل فتقطع یدہ**

(الف) ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) نصاب سرقہ میں اختلاف ائمہ لکھیں اپنا مذہب مع دلائل بیان کریں؟

(ج) حدیث مذکور کے ظاہر پر عمل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو، توجیہ کیا ہے؟ (۱۰)

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو ایسے چور پر جو انڈہ چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسّی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

(ب) نصاب سرقہ:

احناف کے نزدیک یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے اصحاب کے نزدیک

دس درہم سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر دس درہم یا ان کی قیمت کے برابر مال ہو تو پھر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوعا روایت کردہ حدیث پاک ہے: آپ نے فرمایا: "لاقطع الا فی دینار"۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دینار کے چوتھائی حصہ کے برابر چوری شدہ چیز ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا، اگر کم ہے تو نہیں۔

دینار کا چوتھا حصہ تین درہم ہیں۔ اسی طرح حاکم نے اپنی مستدرک میں مجاہد سے انہوں نے ایمن سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مجن کے ثمن سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا اور مجن کی ثمن اس دن ایک دینا تھی۔

امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا تقطع ید السارق الا بربع الدینا ر فصاعدا"۔

(ج) حدیث مذکور ہر کی توجیہہ:

مذکورہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوعا اور موقوفا روایت کردہ حدیث کے معارض ہے۔ لہٰذا جب دو حدیثوں میں تعارض آجائے تو ترجیح مرفوع حدیث کو ہوتی ہے۔

لہٰذا احناف کے نزدیک مذکورہ حدیث کے ظاہر پر عمل نہ ہوگا۔

سوال نمبر3: قال رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماذئبان جائعان ارسلافی غنم بافسد لھا من حرص المرء علی المال والشرف لدینہ

(الف) ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) حدیث کی اس طرح تشریح کریں کہ مطلب و مفہوم مکمل واضح ہو جائے۔(۱۲)

(ج) خط کشیدہ الفاظ کس کے متعلق ہیں اور کیا بن رہے ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں اتنا نقصان نہیں کر سکتے جتنا مال پر حریص اور دین کی وجہ سے عزت کا طالب آدمی نقصان پہنچاتا ہے۔

(ب) حدیث پاک کا مفہوم: اس حدیث پاک میں سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی مذمت بیان کی ہے جو مال پر حریص اور دین کی وجہ سے عزت وشرف کا طالب ہو۔ ایسا آدمی ان دو بھیڑیوں سے بھی زیادہ نقصان اور خطرے کا باعث ہے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے، کیونکہ جو شخص دنیا کا طالب ہو اور دنیا سے محبت کرتا ہو اس کی آخرت برباد ہو جاتی ہے جبکہ تخلیق انسان کا مقصد اپنے خالق کی پہچان اور اپنی آخرت کو سنوارنا ہے۔

(ج) خط کشیدہ کے متعلق:

من حرص الخ اور لدینہ دونوں ہی اَفْسَدَ اسم تفضیل کے متعلق ہیں اور یہ دونوں اس کے ظرف لغو ہیں۔ بـــافســد میں باء زیادہ ہے اور حروف زیادہ کسی کے متعلق نہیں ہوتے۔ اس کا زیادہ ہونا قیاسی ہے، کیونکہ نفی کی خبر پر باء کا زائد ہونا قیاسی ہوتا ہے۔ جس طرح کہ مــا زیــد بــقائم میں باء زائد ہے اور بِاَفْسَدَ مجرور لفظاً منصوب تقدیراً مَا مشابھہ لَیْسَ کی خبر ہے۔

حصہ دوم: تیسیر مصطلح الحدیث

سوال نمبر4: متواتر، غریب، مرسل، معضل، صحیح، منکر کی تعریف تحریر کریں؟ (۲۰)

جواب: متواتر: وہ حدیث ہے جس کو ہر دور میں اتنے لوگ روایت کریں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کا راوی ایک ہو۔

مرسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے راوی محذوف ہو۔

معضل: جس کی سند سے دو یا دو سے زائد راوی محذوف ہوں۔

صحیح: وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اور راوی عادل ہوں۔ مگر ضبط میں خفیف ہوں، اپنی مثل سے نقل کریں جبکہ تا آخر اس میں شذوذ وعلت نہ ہو۔

منکر: وہ حدیث ہے جس کی سند کے کسی راوی میں غلطیاں واضح اور علی الاعلان ہوں یا نہایت غفلت پر ہو یا تقویٰ کے خلاف امور کا مرتکب ہو۔

سوال نمبر 5: **المعلق لغة اسم مفعول من علق الشئی بالشئی ای ناطه وربطه به و جعله معلقا وسمی هذاالسند معلقابسبب اتصاله با لجهة العليا فقط ۔**

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں کہ مطلب ومفہوم مکمل واضح ہو جائے؟

(ب) حدیث معلق کا حکم لکھیں۔ صحیحین کی معلقات کا حکم کیا ہے؟

جواب: (الف): ترجمہ: معلق لغت میں اسم مفعول کا صیغہ ہے اور یہ علق الشیء بالشیء سے ماخوذ ہے (جس کا معنی ہے) شیء کا شیء کے ساتھ ملنا اور اس کو معلق کرنا۔ اس سند کو معلق کا نام دیا گیا اس کے صرف جہت علیا کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے۔

تشریح: اس عبارت میں معلق کی لغوی وصرفی تحقیق کر رہے ہیں کہ صرفی لحاظ سے اس مفعول کا صیغہ ہے اور علق الشیء بالشیء والے محاورے سے مشتق ہے اور یہ محاورہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شیء کسی شیء سے مل جاتی ہے۔ پھر اس حدیث کو معلق کہتے ہیں' کیونکہ یہ حدیث صرف جہت علیا کے ساتھ مل ہوتی ہے۔ گویا اس میں معلق کی وجہ تسمیہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

(ب) حدیث معلق کا حکم:

یہ حدیث غیر مقبول اور مردود ہوتی ہے، کیونکہ اس کی سند سے ایک یا زیادہ راوی ساقط ہوتے ہیں جس وجہ سے لزوم شرط معدوم ہوتی ہے۔

صحیحین کی معلق کا حکم: صحیحین کی معلق کا حکم خاص ہے یعنی جو روایت یقینی الفاظ پر مشتمل ہو جیسے: قال، ذکر اور حُکِیَ تو ایسی روایات راوی کی طرف تو منسوب کی جا سکتی ہیں مگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) متصل، مرفوع، شاہد کی تعریف کریں؟

(ب) جرح وتعدیل کے اسباب لکھنے کے بعد بتائیں "لاباس بہ" جرح ہے یا تعدیل اور اس کا درجہ کون سا ہے؟

جواب: (الف) متصل: وہ مرفوع یا موقوف حدیث ہے جس کی سند متصل ہو۔

مرفوع: وہ حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقدیر کا ذکر ہو۔

شاہد: غریب اور منفرد روایت کے راوی کی لفظاً اور معناً یا صرف معناً دوسرے راوی کی موافقت اور مشارکت کریں بشرطیکہ صحابی مختلف ہوں۔

(ب) جرح وتعدیل کے اسباب ومراتب:

جرح وتندیل کا تعلق سند کے راویوں کی بحث سے ہے، ہر ایک کے چھ چھ مراتب ہیں۔

تعدیل کے اسباب ومراتب:

۱- وہ جو توثیق کے حوالے سے مبالغہ پر دلالت کرے اور اسم تفصیل کے وزن پر ہو یہ بلندترین مرتبہ ہے جیسے: فُلَانٌ اَثْبَتُ النَّاسِ۔

۲- جو توثیق کی صفات پر دلالت کرنے والی ایک یا دو صفات سے مؤکد ہو جیسے: ثقہ، ثقہ، فلان معتبر ہے۔

۳- جو توثیق پر دلالت کرنے والی صفات میں سے ایک سے غیر مؤکد بیان کی جائے مثلاً ثقہ ثقہ۔

۴- جو الفاظ ضبط کو بیان کیے بغیر تعدیل راوی پر دلالت کرتے ہوں مثلاً: لَا بَأْسَ بِہٖ یا صَادِقٌ وغیرہ۔

۵- ایسے الفاظ جن کی جرح یا تعدیل پر دلالت نہ ہو، مثلاً فلانٌ شَیْخٌ یعنی فلان شخص اس فن کا امام ہے۔

٦-ایسے الفاظ جو جرح کے قرب کا شعور دلائیں مثلاً فُلَانٌ صَالِحُ الْحَدِيْثِ ۔

جرح کے اسباب و مراتب:

۱-وہ لفظ جو راوی کے حافظہ کی کمزوری پر دلالت کرے۔ یہ سب سے کم درجہ کی جرح ہے جیسے: فُلَانٌ لَيِّنُ الْحَدِيْثِ ۔

۲-وہ الفاظ ہیں؛ جن سے حجت نہ لانے کی صراحت ہو یا اس کے مشابہہ ہو جیسے: فُلَانٌ لَا يَحْتَجُّ بِه۔

۳-جن کے نہ لکھنے کی صراحت ہو یا ان جیسے الفاظ ہوں جیسے: لَا يَكْتُبُ الْحَدِيْثُ ۔

۴-جن الفاظ میں جھوٹ کی تہمت ہو یا ان جیسے ہوں مثلاً فُلَانٌ مُتَّهَمٌ بِالْكِذْبِ۔

۵-ایسے الفاظ جو راوی کے جھوٹا ہونے پر دلالت کریں جیسے: كَذَّابٌ دَجَّالٌ يَكْذِبُ۔

٦-وہ الفاظ ہیں جو جھوٹ میں مبالغہ پر دلالت کریں مثلاً فُلَانٌ اَكْذَبُ النَّاسِ ۔

لابأس کا تعلق

اس کا تعلق تعدیل سے ہے اور یہ چوتھے درجے میں ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿الورقة الثالثة: الفقه﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر 100

نوٹ: کوئی سے چار سوالات کا حل مطلوب ہے۔

السوال الأول: ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع في قفيز واحد عند ابي حنيفة

(الف) مذکورہ مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ائمہ احناف کا باہم اختلاف بالدلائل واضح ہو جائے؟ (۱۲)

(ب) بیع مرابحہ وتولیہ کی تعریف کریں اور ان کے صحیح ہونے کے لیے کیا شرط ہے؟ واضح کریں؟ (٦)

(ج) خیار رویت بائع کو حاصل ہوتا ہے یا مشتری کو یا دونوں کو؟ دلیل سے ثابت کریں۔ (۷)

السوال الثاني: درج ذیل کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ حکم بھی اور علت بھی واضح ہو جائے؟ (۲۵)

بيع اللبن في الضرع، بيع الصوف على ظهر الغنم، بيع لبن امرأة في قدح، بيع الطير في الهواء، بيع شعر الخنزير، بيع شعر الانسان و الانتفاع به

السوال الثالث: (الف) کیا عہدۂ قضاء کے لیے خود کو پیش کرنا یا عہدہ کا مطالبہ کرنا درست ہے؟ وضاحت کریں (۱۰)

(ب) قاضی کو تحائف لینا جائز ہے یا نہیں؟ جواز وعدم جواز کی وجہ کیا ہے؟ (۱۰)

(ج) قاضی کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے خلاف فیصلہ کرتے وقت کیا کرے؟ (۵)

السوال الرابع: (الف) مضاربت کا لغوی وشرعی معنی تحریر کرکے اس کی مشروعیت کی حاجت، دلیل اور مال مضاربت کا حکم ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۰)

(ب) مضاربت مطلقہ میں مضارب کون کون سے کام کرسکتا ہے؟ واضح کریں؟ (۵)

(ج) ولاتجوز الهبة فيما يقسم الامحوزة مقسومة وهبة المشاع فيما لا يقسم جائزة۔

مذکورہ مسئلہ کی وضاحت ہدایہ کی روشنی میں اس انداز سے کریں کہ احناف وشوافع کا موقف بالدلائل واضح ہوجائے؟

السوال الخامس: الاجارة عقد يرد على المنافع بعوض لأن الاجارة في اللغة بيع المنافع و القياس يابى جوازه ۔(۸)

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟ (۸)

(ب) قیاس کے اعتبار سے تو اجارہ، ناجائز ہونے کی وجہ اور جواز کی صور ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۸)

(ج) اجارہ فاسدہ میں کون سی اور کتنی اجرت واجب ہوتی ہے؟ واضح کریں؟ (۵)

(د) غصب کا لغوی وشرعی معنی بیان کرکے اس کا حکم بیان کریں؟ (۴)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2015ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر ۱: ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع في قفيز واحد عند ابی حنفية

(الف) مذکورہ مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ائمہ احناف کا باہم اختلاف بالدلائل واضح ہوجائے۔ (۱۲)

(ب) بیع مرابحہ وتولیہ کی تعریف کریں اور ان کے صحیح ہونے کے لیے کیا شرط ہے؟ واضح کریں؟ (۶)

(ج) خیار رویت بائع کو حاصل ہوتا ہے یا مشتری کو یا دونوں کو؟ دلیل سے ثابت کریں۔ (۷)

جواب: (الف) مذکورہ مسئلہ کی تشریح: مذکورہ عبارت میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ کسی شخص نے غلے کا ڈھیر فروخت کیا اور کہا کہ ہر قفیز ایک درہم کے بدلے اور کل ڈھیر کی مقدار کو بیان نہیں کیا۔ اس صورت میں امام صاحب فرماتے ہیں: صرف ایک قفیز میں بیع جائز ہوگی باقی میں نہیں بلکہ باقی میں موقوف رہے گی۔ امام صاحب کی یہ ہے کہ بیع کے لیے ثمن اور مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے اور مذکورہ صورت میں صرف ایک قفیز کی ہی ثمن اور مقدار معلوم ہے اور باقی کی مجہول۔ لہٰذا صرف ایک قفیز کی بیع جائز ہوگی۔ اگر کل کی مقدار بیان کردے تو پھر تمام کی بیع جائز ہوگی۔ صاحبین اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے، کیونکہ باقی مقدار میں جو جہالت ہے وہ دور کردینا قدرت وطاقت میں ہے۔ لہٰذا تمام میں بیع جائز ہوگی۔

(ب) بیع مرابحہ: وہ بیع ہے جو ثمن اوّل سے زیادتی کے ساتھ ہو۔ یعنی کسی نے اگر کوئی چیز 1000 میں خریدی، تو اب اس ہزار پر کچھ زائد کر کے فروخت کرنا مرابحہ کہلاتا

ہے۔

تولیہ: وہ بیع ہے جو ثمن اول کے ساتھ ہو یعنی جتنی رقم کی کوئی شئی خریدی اتنی کی ہی آگے فروخت کرنا۔

صحت کی شرائط: دونوں کی صحت کے لیے شرط یہ ہے کہ عوض اول یعنی ثمن مثلی ہو جیسے درہم و دنانیر اور کیلی یا وزنی ہو، کیونکہ اگر ثمن مثلی نہ ہوگی تو پھر اس کا مالک قیمت میں با اختیار ہوگا اور قیمت مجہول ہے، یہ درست نہیں۔

(ج) خیار رؤیت کا حصول: خیار رؤیت صرف با مشتری کو ہوتا ہے بائع کو نہیں، کیونکہ حدیث پاک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”من اشتری شیئا لم یرہ فلہ الخیار“ حدیث پاک میں اختیار صرف مشتری کو دیا گیا۔ بائع کو خیار نہیں ہے، کیونکہ خیار رؤیت مشتری کے ساتھ معلق ہے جس طرح حدیث پاک اس پر دال ہے۔ لہٰذا بائع کے لیے ثابت نہ ہوگا۔

سوال نمبر 2: درج ذیل کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ حکم بھی اور علت بھی واضح ہو جائے؟ (۲۵)

بیع اللبن فی الضرع، بیع الصوف علی ظهر الغنم، بیع لبن امرأة فی قدح، بیع الطیر فی الهواء، بیع شعر الخنزیر، بیع شعر الانسان و الانتفاع به

جواب: بیع الطیر فی الهواء: پرندے کی ہوا میں بیع باطل ہے، کیونکہ وہ اس کی ملک میں ہی نہیں۔ اگر ہاتھ سے چھوڑ کر بیع کی تو یہ فاسد ہے، کیونکہ اب وہ مشتری کے حوالے کرنے پر قادر نہیں ہے۔

بیع الصوف علی ظهر الغنم: بکری کی پشت پر اون کی بیع جائز نہیں، کیونکہ اون حیوان کے اوصاف سے ہے تو یہ مال متقوم نہیں۔ اس لیے کہ اون اسفل سے اُگتی ہے تو یہ مبیع میں داخل نہیں ہے۔

بیع اللبن فی الضرع: تھن میں دودھ کی بیع جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں دھوکہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ تھن ہوا کہ وجہ سے پھولے ہوں۔ اس لیے بھی کہ یہ کبھی جھگڑے کی

طرف پہنچا دیتی ہے، کیونکہ کبھی زیادہ بھی نکل آتا ہے کبھی کم تو اس میں بھی مبیعہ غیر کے ساتھ مل جاتا ہے۔

بیع لبن المرأة فی قدح: پیالے میں عورت کے دودھ کو بیچنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ آدمی کی جزء ہے اور آدمی اپنے تمام اجزاء کے ساتھ معزز و مکرم ہے۔ اس کی عزت و کرامت کی وجہ سے اس کی ہر جزء کی بیع ناجائز ہے۔

بیع شعر الخنزیر: بالاتفاق سور کے بالوں کی بیع ناجائز ہے، کیونکہ نجس العین ہونے کی وجہ سے یہ مال نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی اہانت کی وجہ سے اس کی بیع جائز نہیں ہے۔

بیع شعر الانسان والانتفاع به: انسان کے بالوں کی بیع ناجائز ہے۔ اس سے نفع لینا بھی منع ہے، کیونکہ انسان مکرم و معزز ہے تو اس کے کسی جزاء کی توہین بھی جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) کیا عہدۂ قضاء کے لیے خود کو پیش کرنا یا عہدہ کا مطالبہ کرنا درست ہے؟ وضاحت کریں۔

(ب) قاضی کو تحائف لینا جائز ہے یا نہیں؟ جواز و عدم جواز کی وجہ کیا ہے؟

(ج) قاضی کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے خلاف فیصلہ کرتے وقت کیا کرے؟ (۵)

جواب: (الف) عہدۂ قضاء کے مطالبہ کا حکم: قضاء کے عہدے کے لیے خود کو پیش کرنا اور اس کا سوال کرنا جائز نہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من طلب القضاء و کل الی نفسه و من اُجبر علیه نزل علیه ملك یسدده“ اور اس لیے بھی کہ جو شخص اس کو طلب کرتا ہے اور وہ اپنے آپ پر اعتماد کرتا ہے یعنی اپنے علم، تقویٰ اور فطانت پر ناز کرتا ہے تو وہ صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا، کیونکہ ناز کرنا حرام ہے۔ ایسا شخص توفیق و رشد سے محروم رہتا ہے۔

(ب) قاضی کا تحفہ لینا: قاضی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کا تحفہ قبول کرے۔ صرف دو بندوں سے تحفہ لے سکتا ہے: ایک ذی محرم سے اور دوسرا اس شخص سے جس سے عہدہ قضاء پر فائز ہونے سے پہلے لیتا رہا، کیونکہ ذی محرم کے ساتھ صلہ رحمی ہوگی اور دوسرے

سے قضاء کے لیے نہیں بلکہ سابقہ عادت پر ہوگا۔ان دو کے علاوہ کسی سے تحفہ نہ لے تاکہ فیصلہ کرتے وقت اس کی طرفداری کا خیال نہ آجائے۔

(ج) کسی کی غیر موجودگی میں فیصلہ کرنے کا حکم: قاضی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے خلاف فیصلہ کرے۔ہاں اگر کوئی شخص غائب ہو تو ضروری ہے کہ اس کا قائم مقام یعنی اس کے وکیل کو حاضر کرے۔اس کا وکیل بھی حاضر نہ ہو تو فیصلے کو موقوف رکھا جائے گا۔

سوال نمبر 4: (الف) مضاربت کا لغوی وشرعی معنی تحریر کرکے اس کی مشروعیت کی حاجت، دلیل اور مال مضاربت کا حکم ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) مضاربت مطلقہ میں مضارب کون کون سے کام کرسکتا ہے؟ واضح کریں؟ (۵)

(ج) **ولا تجوز الهبة فيما يقسم الامحوزة مقسومة وهبة المشاع فيما لا يقسم جائزة۔**

مذکورہ مسئلہ کی وضاحت ہدایہ کی روشنی میں اس انداز سے کریں کہ احناف وشوافع کا موقف بالدلائل واضح ہوجائے؟

جواب: (الف) مضاربت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

جواب: حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

مشروعیت کی حاجت: مضاربت مشروع ہے اور اس کے مشروع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جانبین کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔وہ اس طرح کہ کچھ لوگ مالدار ہوتے ہیں مگر وہ تصرف کرنے کے معاملے میں غبی ہوتے ہیں یعنی کاروبار نہیں کرسکتے۔کچھ کام تو کرسکتے ہیں مگر مال سے ان کا ہاتھ خالی ہوتا ہے۔اس حاجت نے شرع کا دروازہ کھٹکھٹایا تو شرع نے اجازت دے دی۔اس جیسی شرکت کو جائز قرار دے دیا کہ غبی وذکی اور فقیر وغنی دونوں کی مصلحت اور حاجت پوری ہوجائے۔

دلیل: اس پر دلیل یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا لوگ

معاملہ کرتے تھے۔آپ نے منع نہ فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عقد مضاربت کے معاملات فرماتے تھے۔

مال مضاربت کا حکم: مال مضاربت جو مضارب کی طرف سونپا جاتا ہے وہ مال مضارب کے پاس بطور امانت ہوتا ہے، کیونکہ مضارب اس مال پر مالک کی اجازت سے قبضہ کرتا ہے، وہ مال کسی کا بدل نہیں ہوتا۔گویا یہ مضارب اس مال میں بحیثیت وکیل ہے، کیونکہ وہ اس مال میں مالک کی اجازت سے تصرف کرتا ہے۔جب نفع ہو تو مضارب اس نفع میں شریک ہوگا، کیونکہ مضارب کام کرنے کی وجہ سے نفع کا مالک ہے۔لہٰذا وہ نفع میں شریک ہوگا۔

(ب) مضاربت مطلقہ میں مضارب کا تعین:

اگر عقد مضاربت مطلقہ ہو تو پھر مضارب وہ تمام کام کرسکتا ہے جو عادۃً ایک تاجر کرتا ہے مثلاً بیع کرسکتا ہے خواہ نقد ہو یا ادھار اسی طرح فروخت کرسکتا ہے۔وکیل بنانا، سفر کرنا اور بضاعت پر مال دینا، یہ سب کام کرسکتا ہے۔البتہ وہ آگے کسی اور کو مال مضاربت پر نہیں دے سکتا۔ہاں اگر رب المال کی طرف سے اجازت ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ان کاموں کے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقد مطلق ہے، اس سے مقصود نفع حاصل کرنا ہے اور نفع تجارت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔پھر تاجروں کی طرح یہ بھی تمام کام کرسکتا ہے۔

(ج) مذکورہ مسئلہ کی وضاحت: احناف کے نزدیک قابل تقسیم چیزوں میں ہبہ جائز نہیں ہے۔ہاں اگر ان میں تقسیم ہونے کی صلاحیت ہے وہ محوزہ میں یعنی واہب کی ملک سے فارغ ہو اور تقسیم شدہ ہو تو ہبہ درست ہے۔اگر ملکیت اور حقوق سے فارغ نہ ہو اور نہ ہی مقسوم ہو تو پھر درست نہیں ہے۔ہبہ مشاع غیر مقسوم چیزوں میں جائز ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں صورتوں میں ہبہ مشاع جائز ہے خواہ مقسوم ہو یا غیر مقسوم۔ان کی دلیل یہ ہے کہ ہبہ بیع کی طرح ایک عقد تملیک ہے۔تو جس طرح بیع مشاع اور غیر مشاع دونوں صورتوں میں صحیح ہے اسی طرح ہبہ بھی درست ہے۔ہماری دلیل یہ ہے کہ قبضہ منصوص علیہ ہے۔جس طرح ہدایت ہے: "**لاتجوز الهبة حتى تفيض**" جب قبضہ منصوص علیہ ہوا تو

پھر اس پر کمال قبضہ شرط ہے اور مشاع کمال قبضہ کو قبول نہیں کرتا' کیونکہ اس میں کمال قبضہ کی صلاحیت نہیں ہے۔ لہٰذا ہبہ مشاع مقسوم چیزوں میں جائز نہ ہوگا۔

اس لیے بھی کہ مشاع میں ہبہ کے عقد کو جائز قرار دینا یہ واہب پر ایسی چیز لازم قرار دینا ہے، جس کا وہ التزام نہیں کرسکتا اور وہ تقسیم ہے اور یہ تجویز جائز نہیں، کیونکہ اس میں نقصان کی زیادتی ہے۔ اسی لیے ہے قبضہ سے پہلے ہبہ منع ہے۔ بخلاف ان چیزوں کے جو غیر مقسوم ہوں وہاں ہبہ مشاع جائز ہے، کیونکہ وہاں قبضہ ممکن ہے۔

سوال نمبر 5: اَلْاِجَارَةُ عَقْدٌ يَرُدُّ عَلَى الْمَنَافِعِ بِعَوْضٍ لِاَنَّ الْاِجَارَةَ فِي اللُّغَةِ بَيْعُ الْمَنَافِعِ وَالْقِيَاسُ يَابٰى جَوَازَهٗ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) قیاس کے اعتبار سے تو اجارہ، ناجائز ہونے کی وجہ اور جواز کی صور ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ج) اجارہ فاسدہ میں کون سی اجرت واجب ہوتی ہے؟ واضح کریں؟ (۵)

(د) غصب کا لغوی و شرعی معنی بیان کر کے اس کا حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

''اور اجارہ عقد ہے جو منافع پر عوض کے ساتھ منعقد ہوتا ہے' کیونکہ اجارۃ لغت میں منافع کی بیع کو کہتے ہیں اور قیاس اس کے جواز کا انکار کرتا ہے''۔

(ب) اجارۃ فاسدہ میں اجرت کا تعین:

اجارہ فاسدہ میں اجرت مثل واجب ہے۔ اس کے ناجائز ہونے کی وجہ عدم انتفاع ہے۔

قیاساً اجارہ کے عدم جواز اور احتیاجاً جواز کی وجوہات:

عقد اجارہ کی صورت میں خواہ منافع بھی ہوے لیکن منافع معدوم ہوے اور معدوم شیء کی بیع صحیح نہیں ہے۔ ہم اسے جائز قرار دیتے ہیں کہ لوگ اس کے محتاج ہیں۔ اجارہ کی صحت پر آثار بھی شاہد ہیں۔ جس کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مزدور کو اس کا پسینہ

خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔

(د) غصب کا لغوی و شرعی معنیٰ:

جواب: حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

حکم: مغصوبہ چیز اگر غاصب کے ہاتھ میں ہلاک ہوگئی تو اس پر اسی کی مثل تاوان واجب ہے۔ اگر وہ چیز مثلی نہ ہو تو پھر اس کی قیمت واجب ہے۔ غاصب پر عین مغصوب کو واپس کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿الورقة الرابعة: البلاغة﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقیوں میں سے کوئی سے دوسوال حل کریں۔

السوال الاوّل: والفصاحة فی الکلام خلوصه من ضعف التالیف و تنافر الکلمات و التعقید مع فصاحتها.

(الف) مع فصاحتها کو الکلمات سے حال بنانا جائز نہیں۔ عدم جواز کی وجہ تحریر کریں؟ اس صورت میں معنی کیا ہوگا؟ (۱۲)

(ب) کریم متی امدحه امدحه والوریٰ معنی
واذا ما لمته لمته وحدی

۱-شعر کا ترجمہ کریں؟ ۲-محل استشہاد واضح کریں؟

۳-"اذا ما لمته" میں "اذا" لانے کا نکتہ کیا ہے؟ وضاحت کے ساتھ بیان کریں؟ (۱۲)

(ج) مدح کے مقابلہ میں ذم آتا ہے پھر شاعر نے مقابلہ میں ذم کی بجائے ملامت کیوں ذکر کی؟ (۱۰)

السوال الثانی: (الف) فائدہ خبر، لازم فائدہ خبر، ابتدائی، طلبی، انکاری میں سے ہر ایک کی تعریف کریں اور مثال دیں۔ (۱۵)

(ب) وما مثله فی الناس الا مملکا   ابو امه حی ابوه یقاربه.

۱-شعر کا ترجمہ کریں اور بتائیں شعر کس کا ہے؟

۲-شعر کی اصل عبارت کس طرح ہے؟

۳-شعر میں واقع خلل خوب واضح کریں؟ (۱۸)

السوال الثالث: وعلی ابصارهم غشاوة ای نوع من الاغطیة غیر مایتعارفه الناس وهو غطاء التعامی عن ایات الله وفی المفتاح انه للتعظیم

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح کریں؟ ای نوع سے کیا اشارہ کیا گیا؟ اور هو ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ (۱۰)

(ب) غشاوۃ پر تنوین تعظیم کے لیے ہے یا نوع کے لیے؟ مصنف کا مختار کیا ہے اس پر دلیل کیا ہے؟ دونوں قولوں میں راجح کون سا ہے؟ رجحان پر کم از کم دو دلیلیں دیں؟ (۱۳)

(ج) له حاجب ای مانع عظیم فی کل امر یشینه ای یعیبه ۔ ۱-شعر میں محل استشہاد واضح کریں؟ ۲-ای مانع عظیم سے کیا اشارہ کیا گیا؟ ۳-خط کشیدہ الفاظ پر حرکات لگائیں؟ (۱۰)

السوال الرابع: (الف) مسندالیہ کو حذف کرنے، معرفہ بالعلم لانے، معرفہ باسم الاشارۃ لانے کے تین تین فائدے مع مثال لکھیں؟ (۱۲)

(ب) درج ذیل میں معرفہ لانے کی وجوہات تحریر کریں؟

اولئك علی هدی من ربهم الذین کذبوا شعیبا

فغشیهم من الیم ماغشیهم   راودته التی هو فی بیتها

(ج) تلخیص مکمل مفتاح کا خلاصہ ہے یا اس کی مخصوص قسم کا بر تقدیر ثانی مکمل مفتاح کی طرف نسبت کیوں کی گئی؟ نیز مفتاح العلوم کے مصنف کا نام لکھیں اور اس کو سکاکی کہنے کی وجہ بیان کریں؟ (۱۱)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2015ء

﴿چوتھا پرچہ: بلاغت﴾

سوال نمبر 1: والفصاحة فی الکلام خلوصه من ضعف التالیف وتنافر الکلمات و التعقید مع فصاحتها .

(الف) مع فصاحتها کو الکلمات سے حال بنانا جائز نہیں؟ عدم جواز کی وجہ تحریر کریں؟ اس صورت میں معنیٰ کیا ہوگا؟

(ب) کریم متی امدحه امدحه والوریٰ معنی
واذا مالمته لمته وحدی

۱- شعر کا ترجمہ کریں؟ ۲- محل استشہاد واضح کریں؟

۳- ''اذا مالمته'' میں ''اذا'' لانے کا نکتہ کیا ہے؟ وضاحت کے ساتھ بیان کریں؟ (۱۲)

(ج) مدح کے مقابلہ میں ذم آتا ہے پھر شاعر نے مقابلہ میں ذم کی بجائے ملامت کیوں ذکر کی؟

جواب: (الف) حال نہ بنانے کی وجہ: مع فصاحتھا خلوصہ کی ضمیر سے حال ہے، الکلمات سے حال نہیں ہے' کیونکہ اگر اس کو الکلمات سے حال بنائیں تو اگرچہ ذوالحال اور حال میں لفظی مطابقت ہو جاتی ہے مگر معنیٰ درست نہیں بنتا، کیونکہ پھر معنیٰ ہوگا کہ فصاحت فی الکلام یہ ہے کہ کلام کی ضعف تالیف، تعقید اور تنافر کلمات درانحالیکہ وہ کلمات فصیحہ سے خالی ہونا۔ جب کلام کلمات فصیحہ سے خالی ہوگئی تو وہ کیسے فصیح ہوگی؟ اس صورت میں فصیح کلام ایسے کلمات پر مشتمل ہوگی جو غیر فصیحہ ہوں اور کوئی بھی عاقل غیر فصیحہ کلمات پر مشتمل کلام کو فصیح نہیں کہتا۔

(ب) شعر کا ترجمہ:

میرا کریم وممدوح ایسا ہے کہ جب میں اس کی مدح کرتا ہوں تو میں مدح اس حال میں کرتا ہوں کہ مخلوق میرے ساتھ ہوتی ہے اور جب میں اس کی ملامت کرتا ہوں تو اکیلا ہی ملامت کرتا ہوں۔

محل استشہار: اس شعر میں محل استشہار ''امدحہ امدحہ'' ہے۔

اذ لانے کی وجہ:

اذا اور اس کے ساتھ فعل ماضی کا استعمال ایک لطیف اعتبار کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ اعتبار لطیف یہ کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت کا وہم ڈالنا ہے کہ گویا دعویٰ ثابت اور متحقق ہے کہ ملامت صرف شاعر کی طرف سے ہی ہوتی ہے کسی اور کی طرف سے نہیں۔ کوئی دوسرا ملامت میں شریک نہیں ہوتا۔

(ج) ذم کی بجائے ملامت ذکر کرنے کی وجہ:

ذم سے عدول اس لیے کیا کیونکہ شاعر نے اس شعر کو طویل مقبوض کے وزن پر بنایا ہے جس کے ارکان یہ ہیں: فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن۔ ارکان ثانی یہ ہیں: فعولن مفاعیلن فعول مفاعیلن۔ اگر ملامت کی جگہ مذمت یعنی لمته کی جگہ ذممته کا استعمال کرتا تو وزن شعر برقرار نہ رہتا۔

صاحب تجرید نے اس کا جواب یوں دیا ہے:

''عدل عن الذم (الی الملامة) استارة الی انه لاینبغی ان یخطر بالبال لعلومقام الممدوح عن ان یخطر ذمه ببال احد'' .

بعض علماء نے اس جواب دیا ہے کہ ذم کی جگہ ملامت ذکر کر کے شاعر نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ کبھی کبھی مدح کا مقابلہ ملامت سے بھی ہو جاتا ہے خواہ عموماً مدح کا مقابل ذم ہے۔ دوسرا یہ بتانا مقصود تھا کہ ذم کی بجائے ملامت میں زیادہ عزت نفس مجروح ہوتی ہے' کیونکہ اس میں زیادہ عیب' بے عزتی اور لا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ شاعر نے ملامت کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ میرے ممدوح کی جب کوئی ملامت نہیں کرتا تو

مذمت بطریق اولیٰ نہیں کرتا ہوگا' کیونکہ ملامت خاص ہے اور مذمت عام ہے۔ خاص کی نفی تو عام کی نفی کو مستلزم ہے مگر عام کی نفی سے خاص منتفی ہو یہ ضروری نہیں۔ یہاں ملامت کی نفی سے مذمت کی نفی بھی ہوگی لیکن اگر ملامت کا ذکر کرتا تو ضروری نہیں تھا کہ اس سے ملامت کی نفی بھی ہو جاتی۔

سوال نمبر 2: (الف) فائدہ خبر، لازم فائدہ خبر، ابتدائی، طلبی، انکاری میں سے ہر ایک کی تعریف کریں اور مثال دیں؟

(ب) وما مثله فی الناس الامملكا   ابو امه حی ابو ه يقاربه

۱-شعر کا ترجمہ کریں اور بتائیں شعر کس کا ہے؟   ۲- شعر کی اصل عبارت کس طرح ہے؟

۳-شعر میں واقع خلل خوب واضح کریں؟

جواب: (الف) فائدہ خبر: مخبر کا اگر اپنی خبر سے مقصود مخاطب کو فائدہ دینا ہو تو یہ فائدہ خبر ہے جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ، اس کو کہنا جو زید کی ضاربیت کو نہیں جانتا۔

لازم فائدہ خبر: مخبر کا اپنی خبر سے مقصود اگر مخاطب کو اس بات کا فائدہ دینا ہو کہ میں خبر کو جانتا ہوں تو یہ لازم فائدہ خبر ہے جیسے: اَنْتَ حَضَرْتَ اَمْسِ، حالانکہ مخاطب کو اپنی کل کی حاضری کا پتہ تھا۔

ابتدائی: جب کلام تاکید سے خالی ہو تو اس کو ابتدائی کہتے ہیں' کیونکہ وہ طلب یا انکار کے لیے نہیں چلائی گئی جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ۔

طلبی: جب کلام کو مؤکد کرنا مستحسن ہو تو اس کو طلبی کہتے ہیں' کیونکہ وہ کلام طلب کرنے کے لیے چلائی گئی ہے جیسے: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ، جو قیام زید میں متردد ہو۔

انکاری: جب کلام کو مؤکد کر کے لانا واجب ہو تو اسے انکاری کہتے ہیں جیسے: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اس کو کہنا جو قیام زید کا منکر ہو۔

(ب) شعر کا ترجمہ:

اس کی مثل لوگوں میں کوئی زندہ نہیں، جو اس کے مشابہ اور قریب ہو مگر بادشاہ کہ اس

بادشاہ کی ماں کا باپ اس ممدوح کا باپ ہے۔

شاعر کا نام: فرزدق

شعر کی اصل عبارت: مامثله فی الناس حی يقاربه الا مملكا ابو امه ابوه

خلل کی وضاحت: اس شعر میں چند وجوہ سے معنی مرادی سمجھنے میں خرابی آرہی ہے۔

☆ مبتدا یعنی ابو امه اور اس کی خبر یعنی ابوه کے درمیان حی اجنبی کا فاصلہ ہے۔

☆ موصوف یعنی حی اور اس کی صفت يقاربه کے درمیان ابوه اجنبی کا فاصلہ ہے۔

☆ مبدل منه یعنی مثله اور اس کے بدل یعنی حی کے درمیان تو بہت ہی فاصلہ ہے۔

☆ مستثنیٰ یعنی مملکا مستثنیٰ منه یعنی حی پر مقدم ہے۔

سوال نمبر 3: وعلیٰ ابصارهم غشارة ای نوع من الاغطية غير مايتعارفه الناس وهو غطاء التعامی عن ايات الله وفی المفتاح انه للتعظيم

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ و تشریح کریں؟ ای نـــوع سے کیا اشارہ کیا گیا؟ اور ھو ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

(ب) غشاوۃ پر تنوین تعظیم کے لیے ہے یا نوع کے لیے؟ مصنف کا مختار کیا ہے اس پر دلیل کیا ہے؟

دونوں قولوں میں راجح کون سا ہے؟ رجحان پر کم از کم دو دلیلیں دیں؟ (۱۳)

(ج) له حاجب ای مانع عظيم فی كل امر يشينه ای يعيبه ۱-شعر میں محل استشہاد واضح کریں۔ ۲-ای مانع عظیم سے کیا اشارہ کیا گیا؟ ۳-خط کشیدہ الفاظ پر حرکات لگائیں؟

جواب: (الف) ترجمہ و تشریح: اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے یعنی پردہ کی ایک قسم جو اس کا غیر ہے جس کو لوگ جانتے ہیں۔ وہ اللہ کی آیات سے اندھا ہونے کا پردہ ہے اور مفتاح میں ہے کہ وہ تنوین تعظیم کے لیے ہے۔

یہاں سے ماتن علیہ الرحمۃ مسندالیہ کو نکرہ کر کے لانے کی ایک غرض (یعنی نوعیۃ پر دلالت کروانا) کی مثال دے رہے ہیں۔ شارح علامہ تفتازانی غشاوۃ کی معنوی تحقیق

کرکے بتایا ہے کہ اس جگہ پردہ سے خاص قسم کا پردہ مراد ہے وہ پردہ نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان متعارف ہے۔یعنی کپڑے وغیرہ کا۔ پھر اس پردے کا تعین فرمایا اور ساتھ ہی علامہ سکاکی کا موقف بیان کردیا کہ انہوں نے غشاوۃ میں تنوین کو تعظیم کے لیے بنایا ہے نوع کے لیے نہیں۔

نوع سے اشارہ: نوع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ غشارۃ میں تنوین نوعیت کے لیے ہے۔ایک خاص طرح کی نوع مراد لینے کے لیے۔

ھوضمیر کا مرجع: ھوضمیر کا مرجع نوع ہے۔

(ب) غشاوۃ کی تنوین میں اختلاف، مختار مصنف اور دلیل:

علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمہ کے نزدیک غشاوۃ پر تنوین نوعیت کے لیے ہے جبکہ علامہ سکاکی کے نزدیک تعظیم کے لیے ہے۔

مصنف کے نزدیک وحدت نوعی مراد ہے یعنی تنوین نوع کے لیے ہے۔ یہ معنی مراد لینا راجح اس لیے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قول عذاب عظیم کے زیادہ مناسب ہے' کیونکہ غشاوۃ کی تنکیر کو نوعیت پر محمول کرنے سے تعظیم کا فائدہ زیادہ حاصل ہوتا ہے بخلاف اس کے کہ جب اس کی صراحت کی جائے اور اس کو تعظیم پر محمول کیا جائے، اس سے تعظیم کا فائدہ زیادہ حاصل نہیں ہوتا۔

(ج) شعر میں محل استشہاد: مذکورہ شعر میں لفظ حَاجِبٌ ہے کہ اس پر جو تنوین ہے، وہ عظمت پر دال ہے۔

مانع عظیم سے اشارۃ: اس سے ایک تو حاجب کا معنی بیان کرنا مقصود ہے کہ حاجب کا معنی ہے مانع یعنی رکاوٹ اور دوسرا اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ حاجب کی صفت مقدم ہے جس پر حاجب کی تنوین جو تعظیم کے لیے ہے دلالت کرتی ہے۔علاوہ ازیں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس میں تنوین تعظیم کی ہے۔

خط کشیدہ عبارت پر اعراب: یُشِیْنُہٗ یَعِیْبُہٗ

سوال نمبر 4: (الف) مسندالیہ کو حذف کرنے، معرفہ بالعلم لانے، معرفہ باسم

الاشارۃ لانے کے تین تین فائدے مع مثال لکھیں؟

(ب) درج ذیل میں معرفہ لانے کی وجوہات تحریر کریں؟

اولئک علی ھدی من ربھم   الذین کذبو اشعیبا

فغشیھم من الیم ماغشیھم   راودتہ التی ھو فی بیتھا

(ج) تلخیص مکمل مفتاح کا خلاصہ ہے یا اس کی مخصوص قسم کا بر تقدیر ثانی مکمل مفتاح کی طرف نسبت کیوں کی گئی؟ نیز مفتاح العلوم کے مصنف کا نام لکھیں اور اس کو سکاکی کہنے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: (الف) مسندالیہ کو حذف کرنے کی وجوہات:

۱- ظاہری کلام پر بناء کرتے ہوئے عبث سے بچنے کے لیے' کیونکہ قرینہ کی موجودگی میں ذکر بے فائدہ ہے۔

۲- دو دلیلوں میں سے اقوی کی طرف عدول کرتے ہوئے بھی حذف کردیا جاتا ہے۔

دونوں صورتوں کی مثال جیسے: قَالَ لِیْ کَیْفَ اَنْتَ؟ قُلْتُ عَلِیْلٌ اصل میں اَنَا عَلِیْلٌ تھا۔

۳- یا اس لیے تاکہ ضرورت کے وقت انکار کرسکے جیسے: فَاسِقٌ فَاجِرٌ کہنا اس وقت جب زید کا ذکر ہو چکا ہو۔

معرفہ بالعلم لانے کے تین فوائد:

۱- تاکہ ابتداء ہی مسندالیہ کو سامع کے ذہن میں اس کے خاص نام کے لیے حاضر کردیا جائے جیسے: قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

۲- عظمت و تعظیم بیان کرنے کے لیے جیسے: رَکِبَ عَلِیٌّ۔

۳- اس کی اہانت کرنے کے لیے جب لفظ اہانت پر دال ہو جیسے: رُجِمَ اِبْلِیْسٌ۔

معرفہ بالاسم الاشارہ لانے کے تین فوائد:

۱- سامع کی عبارت پر دلالت کرنے کے لیے جیسے

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

۲۔مسندالیہ کو ماعدا سے ممتاز کے لیے جیسے

هذا ابو الصقر فردا فی محاسنه

من نسل شیبان بین الضال و السلم

۳۔رتبے کے لحاظ سے مسندالیہ کے قرب وبعد اور توسط کی طرف اشارہ کرنے کے لیے جیسے: ذَالِكَ اَوْ ذَاكَ اَوْ هٰذَا زَيْدٌ

(ب) مثالوں کی وضاحت:

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ: اس میں مسندالیہ کو معرفہ بصورت اسم اشارہ اس لیے لایا گیا تا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہو جائے کہ مسندالیہ اپنے مابعد کے لائق تب ہوگا جب اس میں وہ صفات پائی جائیں، جو اس سے پہلے مذکور ہیں۔

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا ۔ اس میں مسندالیہ کو معرفہ بصورت اسم موصول اس لیے لایا گیا تا کہ غیر خبر کی شان اور عظمت بیان ہو جائے۔

فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ: اس میں مسندالیہ کو معرضہ بصورت موصول لایا گیا اس کی عظمت اور ہیئت کو بیان کرنے کے لیے۔

رَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا: اس میں مسندالیہ کو معرفہ بصورت موصول مسندالیہ کی تصریح کو قبیح جانتے ہوئے لایا گیا۔

(ج) تلخیص:

تلخیص مکمل مفتاح کا خلاصہ نہیں ہے بلکہ اس کی تیسری قسم کا خلاصہ ہے۔ تلخیص اگرچہ بعض مفتاح کا خلاصہ ہے مگر اس کا نام تلخیص المفتاح اس لیے رکھا گیا کہ اس کا نام اصل کے نام کے موافق ہو جائے۔ یا اس لیے کہ قسم ثالث باقی تمام قسموں سے اعظم، بڑی اور عمدہ ہے۔ گویا یہی حصہ پوری کتاب ہے۔

مفتاح کے مصنف کا نام: علامہ ابو یعقوب السکاکی

سکاکی کہنے کی وجہ:

نیشاپور کی بستی سکاکہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو سکاکی کہا جاتا ہے۔

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة العالية (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿الورقة الخامسة: الفلسفة و المناظر﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے　،　کل نمبر 100　،

نوٹ: دونوں قسموں سے دو دو سوال حل کریں۔

(القسم الاوّل: الفلسفة)

السّوال الاوّل: الهيولیٰ لاتتجرد عن الصّورة

(الف) صاحب کتاب نے اس دعوے پر جو دلیل دی اسے تحریر کریں؟ (۱۵)

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریف لکھیں؟ (۱۰)

هيولی ۔ صورة جسمية ۔ سطح جوهری ۔ خطاجوهری

السوال الثانی: قوة مدركة اور قوة محركة کی تعریف مع اقسام بیان کریں؟ نیز واضح کریں کہ قوت مدرکہ کس کا خاصہ ہے؟ (۲۵)

السوال الثالث: فی اثبات كثرة العقول

صاحب ہدایۃ الحکمۃ نے کثرت العقول کے اثبات پر جو دلیل دی ہے اسے قلمبند کریں؟ (۲۵)

القسم الثانی: المناظرة

السّوال الرابع: المنع طلب الدليل على مقدمة معينة ويسمى ذالك الطلب مناقضة و نقضا تفصيليا ايضا كما يسمى منعا ترك اضافة المقدمة الى ضمير الدليل لانه يوهم ظاهره ان المطلوب طلب دليل على

مقدمة ذالك الدليل المطلوب وليس الامر كذلك

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۵)

(ب) عبارت مذکورہ کی تشریح ایسے انداز میں قلمبند کریں کہ مفہوم کلام واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(ج) مقدمہ کی علم مناظرہ کے مطابق تعریف کریں؟ نیز مقدمہ کی اقسام بیان کریں؟ (۱۰)

السوال الخامس: والمدعی من نصب نفسه لاثبات الحكم بالدليل او التنبيه

(الف) عبارت کا اُردو میں ترجمہ کریں اور لفظ والمدعی بطور صیغہ متعین کریں؟ (۵)

(ب) مصنف نے لفظ ما کے بجائے لفظ من اختیار کیا ہے اس کی وجہ بیان کریں؟ (۵)

(ج) لاثبات الحکم سے بقول شارح ایک اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے اعتراض کی تقریر مع توضیح جواب تحریر کریں؟ (۱۰)

(د) مخطوطہ الفاظ ماقبل کی قید بن رہے ہیں۔ ان قیود کے فوائد بیان کریں؟ (۵)

السوال السادس: منع۔ نقض اور معاوضہ کی تعریف اور معارضہ کی اقسام مع وجہ حصر تحریر کریں؟ (۲۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پانچواں پرچہ: مناظرہ وفلسفہ﴾

القسم الاوّل :......مناظرة

السوال الاول :الهيولى لاتتجرد عن الصورة

(الف) صاحب کتاب نے اس دعوے پر جو دلیل دی اسے تحریر کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریف لکھیں؟

هيولى ۔ صورة جسمية ۔ سطح جوهرى ۔ خطاجوهرى

جواب: (الف) مذکورہ دعویٰ پر دلیل: ہیولیٰ صورت سے مجرد ہو کر نہیں پایا جاتا۔ ہماری یہ بات مان لو تو ٹھیک ہے اگر نہیں مانتے تو ہم دلیل دیتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ اگر ہیولیٰ صورت جسمیہ کے بغیر پایا جائے تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ ذات وضع ہو کر پایا جائے گا یا بغیر ذات وضع ہو کر۔ پہلی صورت باطل ہے کہ ہیولیٰ صورت جسمیہ کے بغیر ذات وضع کے ساتھ پایا جائے، کیونکہ اگر وہ ذات وضع ہو کر پایا جاتا ہے تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ وہ تقسیم کو قبول کرتا ہے یا نہیں۔ بصورت اوّل باطل ہے، کیونکہ وہ ذات وضع ہے اور ہر ذات وضع تقسیم کو قبول کرتا ہے اور تقسیم کو قبول کرنا بھی باطل ہے، کیونکہ اگر وہ تقسیم کو قبول کرتا ہے تو تین حال سے خالی نہ ہوگا کہ وہ صرف ایک جہت میں تقسیم کو قبول کرے گا تو یہ خط ہوگا یا پھر وہ دو جہتوں میں تقسیم کو قبول کرے گا تو یہ سطح جوھری ہے یا پھر تین جہتوں میں تقسیم کو قبول کرے گا تو یہ جسم ہے۔ یہ تینوں صورتیں باطل ہیں۔ اس کا خط یعنی خط جوہری ہونا تو اس لیے باطل ہے کہ اگر ہم خط جوہری کو تسلیم کریں تو پھر ہم اس خط کو طرفین کے درمیان رکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ خط تلاقی طرفین سے مانع ہے یا نہیں۔ بصورت ثانی باطل ہے، کیونکہ تداخل لازم آئے گا جو کہ باطل ہے۔ اگر وہ خط تلاقی طرفین سے مانع نہ ہو تو پھر اس کی تقسیم ہو جائے گی، کیونکہ اس خط کی وہ جانب جو ایک طرف کو ملی ہوئی ہے وہ غیر ہے اس کے

جو دوسری طرف کو ملی ہوئی ہے۔ لہٰذا خط کا عرضاً تقسیم ہونا لازم آیا جو کہ باطل ہے۔ جب عرض میں تقسیم ہونا باطل ٹھہرا تو پھر خط جوہری کا وجود ہی باطل ہوا...... بصورت ثانی یعنی اگر وہ دو جہتوں میں قابل تقسیم ہو تو اسے سطح جوہری کہتے ہیں۔ اس کا سطح جوہری ہونا بھی باطل ہے، کیونکہ اگر جودِ سطح جوہری کو تسلیم کیا جائے تو پھر اس کو دو جسموں کی دو طرفوں کے درمیان رکھتے ہیں۔ دو طرفوں کے درمیان رکھنے سے وہ دو سطحوں کے درمیان آجائے' کیونکہ جسم کی طرف جسم کی سطح ہوتی ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ وہ سطح جوہری طرفین کو ملنے سے مانع ہے یا نہیں۔ بصورت ثانی باطل ہے، کیونکہ اس طرح ان کا ایک دوسرے کے اندر تداخل لازم آئے گا اور تداخل باطل ہے۔ اگر بصورت اوّل یعنی اگر وہ تلاقی طرفین سے مانع ہو تو یہ بھی باطل ہے' کیونکہ اس صورت میں سطح کا عمق میں تقسیم ہونا لازم آئے گا جو کہ باطل ہے۔ اس لیے کہ ہر سطح صرف طول اور عرض میں تقسیم کو قبول کرتی ہے۔ لہٰذا جب دونوں صورتیں باطل ہوئیں تو پھر اس کا خط سطح جوہری ہونا بھی باطل ہو گیا۔

تیسری صورت کو اگر وہ تین جہتوں میں تقسیم کو قبول کرے تو وہ جسم ہو گا۔ ہیولیٰ کا جسم ہونا بھی باطل ہے' کیونکہ اگر یہ جسم ہوا تو ہر جسم ہیولیٰ اور صورت سے مرکب ہوتا ہے۔ جس طرح ہیولیٰ کو صورت سے مجرد تسلیم کیا تھا' اس کا صورت کے ساتھ پایا جانا لازم آرہا ہے۔ لہٰذا پتہ چلا کہ ہیولیٰ صورت سے مجرد ہو کر ذات وضع کے ساتھ نہیں پایا جاتا۔

بصورت ثانی یعنی اگر وہ صورت جسمیہ سے مجرد ہو کر غیرات وضع ہو کر پایا جائے تو یہ بھی باطل ہے' کیونکہ اگر وہ غیر ذات وضع ہو گا تو اس کی دو صورتیں ہیں کہ وہ اس صورت کے ساتھ مقترن ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو یہ باطل ہے، کیونکہ پھر تو وہ ہیولیٰ ہی نہیں رہے گا۔ حالانکہ ہم نے اسے ہیولیٰ فرض کیا تھا کہ ہر ہیولیٰ صورت جسمیہ کا محل ہوتا ہے اگر اقتران صورت ہو۔ یہ بھی باطل ہے' کیونکہ اقتران کی صورت میں ہیولیٰ تین حال سے خالی نہ ہو گا کہ وہ کبھی بھی چیز میں حاصل نہیں ہو گا یا تمام چیزوں میں حاصل ہو گا یا بعض میں ہو گا اور بعض میں نہیں۔ کسی بھی چیز میں نہ ہو یا تمام میں ہو تو یہ دونوں صورتیں باطل ہیں' کیونکہ ہیولیٰ مقترن بالصورۃ ہو کر جسم ہو گیا اور ہر جسم کسی نہ کسی چیز میں ضرور ہوتا ہے۔ تمام چیزوں

میں ایک جسم کا ہونا بھی محال ہے۔ تیسری صورت کہ بعض میں ہو اور بعض میں نہ ہو یہ بھی باطل ہے کہ اس صورت میں ترجیح بلا مرجح لازم آتا ہے۔

جب ہیولیٰ کا صورت جسمیہ کا بغیر ذات وضع ہو کر پایا جانا بھی باطل اور غیر ذات وضع ہو کر پایا جانا بھی باطل ہوا۔ پھر ثابت ہو گیا کہ ہیولیٰ صورت سے مجرد ہو کر نہیں پایا جاتا اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفیں:

__ہیولیٰ وصورت جسمیہ:__ ہر جسم دو جزؤں سے مرکب ہوتا جن میں سے ایک نے دوسری میں حلول کیا ہو، محل کو ہیولیٰ کہتے ہیں اور حال کی صورت جسمیہ۔

__سطح جوہری:__

ہیولیٰ کو اگر سطح تسلیم کریں تو یہ سطح جوہری ہے۔

__خط جوہری: ہیولیٰ__ کو اگر خط تسلیم کریں تو یہ خط جوہری ہے۔

السوال الثانی: قوۃ مدرکۃ اور قوۃ محرکۃ کی تعریف مع اقسام بیان کریں؟

نیز واضح کریں کہ **قوت مدرکہ کس کا خاصہ ہے؟**

جواب: قوت مدرکہ: حیوان ناطق کا حواس خمسہ میں سے کسی چیز کو معلوم کرنا۔

اقسام: قوت مدرکہ دو حال سے خالی نہیں کہ وہ دماغ سے خارج ہو گی یا دماغ کے بیچ سے حاصل ہو گی۔ بصورت اوّل قسم اوّل اور بصورت ثانی قسم ثانی۔ یوں قوت مدرکہ کی دو اقسام ہوئیں۔ ان میں سے ہر ایک کی پانچ پانچ قسمیں ہیں: قسم اوّل کی پانچ اقسام درج ذیل ہیں:

۱- قوت سامعہ: سننے کی قوت

۲- قوت باصرہ: دیکھنے کی قوت

۳- قوت شامہ: سونگھنے کی وقت

۴-قوت ذائقہ: چکھنے کی صورت

۵-قوت لامسہ: چھونے کی قوت

اسی طرح قسم ثانی کی پانچ قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-خیال۔۲-وہم۔۳-حس مشترک۔۴-حافظہ۔۵-متصرفہ

نوٹ: پہلی قسم کی پانچ اقسام کو حواس خمسہ ظاہرہ جبکہ دوسری قسم کی پانچ اقسام کو حواس خمسہ باطنہ کہتے ہیں۔

قوت محرکہ کی تعریف:

وہ قوت ہے جو عضلات میں پائی جاتی ہے۔

اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں:

۱-قوت باعثہ۔۲-قوت فاعلہ۔

السوال الثالث: فی اثبات کثرۃ العقول

صاحب ہدایۃ الحکمۃ نے کثرت العقول کے اثبات پر جو دلیل دی ہے اسے قلمبند کریں؟

جواب: اس کی دلیل یہ ہے کہ افلاک کے لیے کسی مبدا اور مؤثر کا بلاواسطہ ہونا ضروری ہے۔ وہ مؤثر تین حال سے خالی نہ ہوگا کہ وہ عقل واحد ہوگا یا فلک واحد ہوگا یا پھر عقول کثیرہ یوں گی۔ پہلی صورت یعنی عقل واحد کا افلاک کے لیے مؤثر ہونا باطل ہے کہ افلاک متعدد ہیں یعنی ۹-واحد سے صرف معلول واحد ہی صادر ہوسکتا ہے۔ لہٰذا عقل واحد سے جمیع افلاک کا صدور محال ہوا۔ اسی طرح فلاک واحد کا مؤثر ہونا بھی باطل ہے، کیونکہ افلاک واحد کو مؤثر ماننے کی دوصورتیں ہیں:

۱-حاوی مؤثر وعلت ہو وجود محوی کے لیے

۲-محوی موثر وعلت ہو وجود حاوی کے لیے

دوسری صورت باطل ہے، کیونکہ محوی ادنیٰ واصغر ہوتا ہے اور حاوی اشرف واعظم ہوتا ہے۔ ادنیٰ کا اشرف کے لیے علت ہونا باطل ہے۔ پھر حاوی کا وجود محوی کے لیے علت

ہونا بھی باطل ہوا، کیونکہ اگر حاوی وجود محوی کے لیے علت ہوتو وجوہ محوی کا وجوب وجود حاوی کے وجوب سے متاخر ہوگا۔ اس لیے وجود معلوم کا وجوب وجود علت کے وجوب سے متاخر ہوتا ہے۔ اس سے یہ لازم آئے گا کہ حاوی کے موجود ہوتے ہوئے محوی کا عدم ممتنع لذاتہ نہ ہو بلکہ ممکن ہو، کیونکہ اگر حاوی کے موجود ہوتے ہوئے محوی کا عدم ممکن نہ ہوتو پھر اس کا وجود حاوی کے وجود کے ساتھ لازم ہوگا جبکہ ہم نے اسے مؤخر فرض کیا تھا۔ یہ خلاف مفروض ہوا۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ حاوی کے موجود ہوتے ہوئے محوی کا عدم ممکن ہے، اس سے خلا کا ممکن ہونا لازم آیا جو کہ باطل ہے۔ پتہ چلا کہ افلاک میں مؤثر نہ تو عقل واحد ہے اور نہ ہی فلک واحد تو تیسری صورت ثابت ہوگئی کہ افلاک میں مؤثر عقول کثیرہ ہیں اور یہی ہمارا مطلوب تھا۔

(القسم الثانی :المناظرۃ)

السوال الرابع: المنع طلب الدليل على مقدمة مغينة ويسمى ذالك الطلب مناقضة و نقضا تفصيليا ايضا كما يسمى منعا ترك اضافة المقدمة الى ضمير الدليل لانه يوهم ظاهره ان المطلوب طلب دليل على مقدمة ذالك الدليل المطلوب وليس الامر كذلك

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت مذکورہ کی تشریح ایسے انداز میں قلمبند کریں کہ مفہوم کلام واضح ہو جائے؟

(ج) مقدمہ کی علم مناظرہ کے مطابق تعریف کریں؟ نیز مقدمہ کی اقسام بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: منع مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنا ہے۔ اس طلب کا نام مناقضہ اور نقض تفصیلی بھی رکھا جاتا ہے۔ مقدمہ کی اضافت دلیل کی ضمیر کی طرف چھوڑ دی گئی اس لیے کہ اس کا ظاہر وہم ڈالتا ہے کہ مطلوب اسی دلیل کے مقدمہ میں دلیل طلب

کرنا ہے حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔

(ب) تشریح العبارۃ: مصنف یہاں سے منع کی تعریف اور اس کے دوسرے نام بیان کر رہے ہیں۔ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ منع کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنے کو منع کہتے ہیں۔ منع کو مناقضہ بھی کہتے ہیں اور نقض تفصیلی بھی۔ اضافۃ المقدمہ الخ سے ایک سوال کا جواب دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مقدمہ تو دلیل کا ہوتا ہے تو پھر مقدمہ کی وضاحت دلیل کی ضمیر کی طرف کرتے ہوئے علی مقدمۃ کہنا چاہیے۔ مقدمہ کی دلیل میں ضمیر کی اضافت کو کیوں ترک کیا؟ اس کا جواب دیا کہ اگر دلیل کی ضمیر کی طرف اضافت ہو جاتی تو پھر وہم ہوتا کہ شاید اسی خاص دلیل کے مقدمہ پر دلیل طلب کرنا منع کہلاتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ منع خاص دلیل کے مقدمہ پر دلیل طلب کرنے میں بند نہیں ہے۔

(ج) مقدمہ کی تعریف: جس پر دلیل کی صحت موقوف ہو، مقدمہ کہلاتا ہے۔

اقسام مقدمہ: مقدمہ کی دو اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- مقدمہ الکتاب: وہ کلام ہے جو مقصد سے قبل ذکر کیا جائے، اس کا مقصد سے ربط ہوتا ہے اور وہ مقصد میں نافع ہوتا ہے۔

۲- مقدمۃ العلم: یہ وہ مقدمہ ہے جس پر علم میں شروع ہونا وجہ البصیرت موقوف ہو جیسے: تعریف، موضوع اور غرض۔

السوال الخامس: والمدعی من نصب نفسه لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیه

(الف) عبارت کا اُردو میں ترجمہ کریں اور لفظ والمدعی بطور صیغہ متعین کریں؟

(ب) مصنف نے لفظ ما کے بجائے لفظ من اختیار کیا ہے اس کی وجہ بیان کریں؟

(ج) لاثبات الحکم سے بقول شارح ایک اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے اعتراض کی تقریر مع توضیح جواب تحریر کریں؟

(د) مخطوطہ الفاظ ماقبل کی قید بن رہے ہیں۔ ان قیود کے فوائد بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: مدعی وہ شخص ہے جو دلیل یا تنبیہ کے ساتھ کسی حکم کو ثابت کرنے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرے۔

المدعی: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افتعال۔ اس کا معنیٰ ہے: دعویٰ کرنے والا۔

(ب) مَا کی جگہ مَنْ لانے کی وجہ: لفظ ما عام ہے جو ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کو شامل ہوتا ہے جبکہ مَنْ صرف ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے۔ چونکہ مناظرہ صرف ذوی العقول کے درمیان ہوتا ہے تو غیر ذوی العقول کو نکالنے کے لیے لفظ مَا کی بجائے مَنْ استعمال کیا ہے۔ گویا لفظ مَنْ سے یہ بتا دیا کہ مناظرہ صرف ذوی العقول کے درمیان متحقق ہوتا ہے۔

(ج) لاثبات الحکم سے سوال اور اس کا جواب:

یہاں سے مصنف ایک سوال مقدر کا جواب دے رہے ہیں۔ سوال کی تقریر یہ ہے کہ مدعی اپنا دعویٰ دلیل سے ثابت کرتا ہے مگر تنبیہ سے نہیں کرتا، پھر لفظ تنبیہ کا استعمال درست نہیں؟ اس کا جواب دیا کہ اس جگہ عبارت مقدر ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے: "لاثبات تمکین الحکم بالدلیل او بالدلیل او التنبیه" یعنی اپنے حکم کو پختہ کرنا، حکم کی پختگی جس طرح دلیل سے ہوتی ہے اس طرح تنبیہ سے بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا لفظ تنبیہ کا استعمال درست ہوا۔

(د) قیود کے فوائد: مدعی کی تعریف میں بالدلیل او التنبیه کی قیود کا اضافہ کر کے مصنف نے دعویٰ کی دو اقسام کی طرف اشارہ کر دیا۔ ایک وہ دعویٰ ہے جو دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوتا اور ایک وہ دعویٰ ہے جو محض تنبیہ سے ثابت ہو جاتا ہے۔

السوال السادس: منع، نقض اور معارضہ کی تعریف اور معارضہ کی اقسام مع وجہ حصر تحریر کریں؟

جواب: منع کی تعریف:

مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنا، منع کہلاتا ہے۔

نقض: مستدل کی دلیل کے مکمل ہونے پر اس کو ایسی بات سے باطل قرار دینا جس

سے مستدل کی دلیل کا فساد نمایاں ہو جائے، گویا وہ فساد یا محال کو مستلزم ہے۔

معارضہ کی تعریف واقسام:

جواب: حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿الورقة السادة: الادب العربی﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول.....دیوان حماسه

السوال الاول: (الف) درج ذیل کا ترجمہ کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟ (۲۰)

لولا اميمة لم اجزع من العدم   ولم اقاس الدجى فى حندس الظلم

داو ابن عم السوء بالنأى والغنى   كفى بالغنى والنأى عنه مداويا

الا ان خير الودود تطوعت   به النفس لاوداتي وهو متعب

نزلت على ال المهلب شاتيا   غريبا عن الاوطان فى زمن محل

(ج) لم اقاس، داو، تطوعت اور شاتیاً ہفت اقسام کیا ہیں؟ (۱۰)

السوال الثانی: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں؟ (۲۰)

لكنه حوض من اودى باخوته   ريب الزمان فامسى بيضة البلد

نهل الزمان وعل غير مصرد   من ال عتاب وال الاسود

طلبت فلم ادرك بوجهي وليتني   قعدت فلم ابغ الندى بعد سائب

فجنت اليه والرماح تنوشه   كوقع الصياصي فى النسيج الممدد

(ب) درج ذیل میں مفردات کی جموع وجموع کے مفردات لکھیں؟ (۱۰)

حوض، اخوة، ريب، زمان، بيضة، البلد، وجه، رماح، صياصي۔

السوال الثالث: علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض لکھیں۔ حماسہ کا مصنف کون ہے، اس کتاب کو حماسہ کیوں کہا گیا؟ صاحب حماسہ طبقات شعراء میں سے کس طبقے کا تھا؟ (۳۰)

(القسم الثانی ......متنبی)

السوال الرابع: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے۔

وقی الامیر ھوی العیون فانه　　مـالا یـزول بـاسـه وسخـائـه
طبع الحدید فکان من اجناسه　　وعـلـی الـمـطبوع مـن ابـائـه

خط کشیدہ الفاظ کے مفرد لکھیں" وعلی المطبوع "میں علی کس کا نام ہے اس سے کون مراد ہے؟ (۱۰)

السوال الخامس: (الف) اشعار کا ترجمہ وتشریح کریں خط کشیدہ لفظ ترکیب میں کیا بن رہا ہے؟ (۱۰)

کـفـل الـثـنـاء لـه بـردحیـاتـه　　لـمـا انـطوی فـکـانـه منشور
وکـانـمـا عیسی بـن مریم ذکره　　وکـان اذر شـخـصـه الـمـقبور
والشمس فی کبد السماء مریضة　　والارض واجـفـة تـکـاد تـمـور

(ب) آذر سے مراد کون ہے؟ شمس، شخص، ارض، کبد، ذکر کی جموع لکھیں؟ (۱۰)

السوال السادس: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟ (۱۰)

وما تاب حتی غادر الکر وجهه　　جـریـحا و خلی جفنه النقع ارمدا
فـان کان ینجی من علی ترهب　　تـربـت الامـلاک مثـنـی وموحدا
ومـاقـتـل الاحرار کا لعفو عنهم　　ومن لک بالحر الذی یحفظ الیدا

(ب) الاملاک، وجه، جفن، نقع، الاحرار، حر، الید
مندرجہ بالا مفردات کی جموع، جموع کے مفردات لکھیں؟ (۱۰)

پرچہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت سال 2015ء

﴿چھٹا پرچہ: ادب عربی﴾

القسم الاوّل......دیوان حماسه

السوال الاول: (الف) درج ذیل کا ترجمہ کری کہ مفہوم واضح ہو جائے؟

لولا امیـمة لـم اجـزع من العدم　　ولـم اقاس الدجی فی حندس الظلم
داو ابـن عم السوء بالنأی والغنی　　کـفـی بـالـغـنـی والنأی عنه مداویا
الا ان خیـر الـودود تـطـوعـت　　بـه الـنـفـس لاوداتـی وهو متعب
نـزلـت عـلـی ال الـمهلب شاتیا　　غـریـبـا عـن الاوطان فی زمن محل

(ج) لم اقاس، داو، تطوعت اور شاتیًا ہفت اقسام کیا ہیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

☆ اگر امیمہ نہ ہوتی تو میں فقر سے نہ گھبراتا اور رات کی شدید تاریکیوں میں مشقت نہ جھیلتا۔

☆ چچا کے برے لڑکے کی دوری اور بے رخی کا علاج کر' کیونکہ اس کے لیے دوری اور بے رخی کا علاج کرنا مناسب ہے۔

☆ خبردار! بہترین دوست وہ ہے جس کے لیے دل آمادہ ہو، نہ وہ دوستی کہ جس سے دل رنجیدہ ہو۔

☆ میں موسم سرما میں قحط سالی کے دور میں وطن سے دور ال مہلب کا مہمان بنا۔

(ب) کلمات کا ہفت اقسام سے تعلق:

۱ – لم اقاس......ناقص یائی
۲ – داو......ناقص یائی

۳-تطوعت......اجوت واوی

۴-شاتیا......ناقص یائی۔

السوال الثانی: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں؟

لكنه حوض من اودى باخوته　　ريب الزمان فامسى بيضة البلد

نهل الزمان وعل غير مصرد　　من ال عتاب وال الاسود

طلبت فلم ادرك بوجهي وليتني　　قعدت فلم ابغ الندى بعد سائب

فجئت اليه والرماح تنوشه　　كوقع الصياصي في النسيج الممدد

(ب) درج ذیل میں مفردات کی جموع وجموع کے مفردات لکھیں؟

حوض، اخوة، ريب، زمان، بيضة، البلد، وجه، رماح، صياصي۔

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

۱- مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ میرے بھائی دنیا سے رخصت ہوگئے اور احباب نے بھی علیحدگی اختیار کرلی تو میں کمزور ہو چکا ہوں۔

۲- زمانے کی تمام مشکلات ومصائب آل عتاب وآل اسود پر حملہ آور ہوئیں انہوں نے ان کا خون چوس لیا اور انہیں قریب المرگ بنادیا۔

۳- سائب کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد میں نے بذریعہ سفر اس جیسا فیاض وسخی تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔

۴- میں ممدوح کے پاس آیا تو وہ تیروں کی لپیٹ میں تھا جس طرح بنا ہوا کپڑا، کپڑا بنانے والے کے آلات کی ضد میں ہوتا ہے۔

(ب) مفرد کے جمع وجمع کے مفرد:

مفرد	جمع	جمع	مفرد
حَوْضٌ	اَحْوَاضٌ	اِخْوَةٌ	اَخٌ
رَيْبٌ (مصدر)	رَيْبٌ (مصدر)	رِمَاحٌ	رِمْحٌ
زَمَانٌ	اَزْمِنَةٌ	صَيَاصِيٌّ	صِيصَةٌ
بَيْضَةٌ	بَيْضَاتٌ		
بَلَدٌ	بِلَادٌ		
وَجْهٌ	وُجُوْهٌ		

السوال الثالث: علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض لکھیں، حماسہ کا مصنف کون ہے، اس کتاب کو حماسہ کیوں کہا گیا؟ صاحب حماسہ طبقات شعراء میں سے کس طبقے کا تھا؟

جواب: تعریف، موضوع اور غرض ونام مصنف حماسہ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

حماسہ کی وجہ تسمیہ:

اس کتاب میں چونکہ "حماسہ" تمام موضوعات اور ابواب سے بڑا اور اہم ہے، کیونکہ یہ بہادری اور شجاعت کے موضوع پر مشتمل ہے۔ شجاعت وبہادری اہل عرب کے ہاں پسندیدہ موضع ہے، اس اہم جزء پر ہی پوری کتاب کا نام رکھ دیا۔

صاحب حماسہ کا طبقہ:

ان کا طبقہ "اسلامی شعراء" ہے۔

القسم الثانی ......متنبی

السوال الرابع: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں کہ مفہوم واضح ہوجائے؟

وقى الامير هوى العيون فانه　　مالا يزول بباسه وسخائه

طبع الحديد فكان من اجناسه　　وعلى المطبوع من ابائه

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے مفرد لکھیں "وعلی المطبوع" میں علی کس کا نام ہے اس سے کون مراد ہے؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار ومفہومہا:

۱- امیر کو آنکھوں کی خواہش ومحبت سے بچایا جائے، کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جو اس کی شجاعت وبہادری سے بھی ختم نہیں ہوتی۔

۲- لوہے کو ڈھالنے سے اس کی اصل جنس ظاہر ہو گئی، علی اپنے اباء واجداد کے حسب ونسب اور دیگر اوصاف سے ڈھالا گیا ہے۔

(ب) جمع کے مفرد:

عیون کا مفرد عین ہے جبکہ اجناس کا مفرد جنس ہے۔

"علی" سے مراد:

اس سے مراد سیف الدولہ ہے، کیونکہ اس کا اصل نام "علی" ہے۔

السوال الخامس: (الف) اشعار کا ترجمہ وتشریح کریں خط کشیدہ لفظ ترکیب میں کیا بن رہا ہے؟

كفل الثناء له برد حياته　　لما انطوى فكانه منشور

وكانما عيسى بن مريم ذكره　　وكان اذر شخصه المقبور

والشمس فى كبد السماء مريضة　　والارض واجفة تكاد تمور

(ب) آذر سے مراد کون ہے؟ شمس، شخص، ارض، کبد، ذکر کی جموع لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمة الاشعار:

پہلے اور دوسرے اشعار کا ترجمہ حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

۳- آفتاب آسمان کے درمیان بیمار ہے اور زمین پریشان ہے کہ لرزہ براندام ہو جائے۔

ترکیب لما انطوى:

لما حرف شرط، انطوى فعل وفاعل جملہ فعلیہ ہو کہ شرط آئندہ جملہ اس کی جزاء۔

شرط اور جزاء مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(ب) آذر سے مراد:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا مراد ہے جو بت پرست اور مشرک تھا۔

مفردات کی جموع:

شَمْسٌ کی جمع شُمُوْسٌ　　شَخْصٌ کی جمع اَشْخَاصٌ

اَرْضٌ کی جمع اَرْضُوْنَ　　كِبْدٌ کی جمع اَكْبَادٌ

ذِكْرٌ کی جمع اَذْكَارٌ

السوال السادس: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟

وما تاب حتى غادر الكر وجهه　　جريحا و خلى جفنه النقع ارمدا

فان كان ينجى من على ترهب　　ترهبت الاملاك مثنى وموحدا

وماقتل الاحرار كا لعفو عنهم　　ومن لك بالحر الذى يحفظ اليدا

(ب) الاملاك، وجه، جفن، نقع، الاحرار، حر، اليد

مندرجہ بالا مفردات کی جموع، جموع کے مفردات لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمة الاشعار: (۱) اس نے توبہ نہیں کی حتی کہ اس پر مشکلات و مصائب کا نزول ہوا اور اس کے چہرے کو زخمی کر دیا اور غبار نے اسے آشوب چشم کا سرمہ لگا دیا۔

☆ اگر راہب بن کر وہ علی (سیف الدولہ) سے نجات حاصل کرتا تو تمام حکمران راہب بننا پسند کرتے۔

☆ آزاد لوگوں کو قتل کرنا، ان کو معاف کرنے کی مثل نہیں ہے اور آزادی کی نعمت کو یاد رکھنے کی تجھے کوئی ضمانت دیتا۔

مفہوم: شاعر نے اپنے ان اشعار میں اپنے ممدوح سیف الدولہ علی کے کمالات و محاسن بیان کیے ہیں جنہیں خواص وعوام سب پسند کرتے ہیں۔

(ب) مفرد کے جموع اور جموع کے مفرد:

سوالات	جوابات
املاک	ملک
وجہ	وجوہ
جفن	اجفان
نقع	نقاع
احرار	حر
حر	احرار
ید	ایدی

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

(القسم الاوّل ...... تفسیر)

سوال نمبر 1: اٰمین اسم الفعل الذی هو استجب وعن ابن عباس رضی الله عنهما سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن معناه فقال افعل بنی علی الفتح کاین لالتقاء الساکنین وجاء مدالفه وقصرها۔

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۵)

(۲) لفظ "آمین" جزو قرآن ہے یا نہیں؟ بصورت دیگر اسے سورۃ الفاتحہ کے آخر میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اپنا مؤقف مدلل تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) نماز آمین بالجہر کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

(۴) سورۃ الفاتحہ کی فضیلت میں قاضی بیضاوی نے جو احادیث مبارکہ بیان کی ہیں ان میں سے کوئی ایک حدیث مبارک نقل کریں؟ (۵)

سوال نمبر 2: ومما رزقنهم ینفقون الرزق فی اللغة الحظ قال الله تعالٰی وتجعلون رزقکم أنکم تکذبون والعرف خصصه بتخصیص الشیء بالحیوان وتمکینه من الانتفاع به۔

(۱) کلام الٰہی وکلام مفسر کا ترجمہ کر کے اغراض مفسر سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) حرام کے رزق ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں معتزلہ اور اشاعرہ کے درمیان اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر3: **ومایضل به الا الفاسقين ای خارجين عن حد الايمان كقوله تعالىٰ ان المنافقين هم الفاسقون .**

(۱) فاسق کا لغوی و اصطلاحی معنی کرنے کے بعد بتائیں کہ معتزلہ کے نزدیک فاسق مؤمن ہے یا کافر؟ تفسیر بیضاوی کی روشنی میں جواب دیں؟ (۱۰)

(۲) قاضی بیضاوی نے فسق کے تین درجے ذکر کیے ہیں، آپ ان کے نام مع تعریفات تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر4: **فذبحوها فيه اختصار والتقدير فحصلوا البقرة المنعوتة فذبحوها وما كادوا يفعلون**

(۱) **وما كادوا يفعلون** کے تحت قاضی بیضاوی نے جو وجوہات بیان کی ہیں ان کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

(۲) کاد کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے؟ قاضی بیضاوی کے مختار معنی پر ہونے والے اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

(القسم الثانی ......اصول تفسیر)

سوال نمبر5: درج ذیل میں کسی تین اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) نزول قرآن کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں؟ (۱۰)

(۲) نزول کے اسباب متعدد ہوتے ہیں یا نہیں؟ بصورت اول ان میں سے کوئی تین سبب سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۳) روایت بالماثور کے اسباب ضعف کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً بیان کریں؟ (۱۰)

(۴) تفسیر بالرائے کے جواز و عدم جواز میں اختلاف مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۰)

(سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر و اصول تفسیر﴾

(القسم الاول ......تفسیر)

سوال نمبر1: **آمين اسم الفعل الذى هو استجب وعن ابن عباس رضى الله عنهما سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن معناه فقال افعل بنى على الفتح كاين لالتقاء الساكنين وجاء مدالفه وقصرها .**

(۱) کلام باری و کلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) لفظ ''امین'' جزو قرآن ہے یا نہیں؟ بصورت دیگر اسے سورۃ الفاتحہ کے آخر میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اپنا مؤقف مدلل تحریر کریں؟

(۳) نماز آمین بالجہر کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟

(۴) سورۃ الفاتحہ کی فضیلت میں قاضی بیضاوی نے جو احادیث مبارکہ بیان کی ہیں ان میں سے کوئی ایک حدیث مبارک نقل کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ: آمین اسم فعل ہے جو استجب کے معنی میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے معنی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: افعل (یعنی اے خدا میرا کام کردے) اس کو مبنی بر فتح قرار دیا گیا جس طرح کہ این کو التقائے ساکنین کی وجہ سے اور اس کے الف پر مد اور قصر دونوں پڑھ سکتے ہیں۔

<u>(ب) آمین کا جزء قرآن ہونا:</u>

لفظ آمین بالاتفاق قرآن کریم کا جز نہیں ہے۔

<u>سورۃ فاتحہ کے آخر میں پڑھنے کا حکم</u>: اس کو سورۃ فاتحہ کے آخر میں پڑھنا سنت ہے،

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کے ختم ہو جانے کے بعد آمین کی تعلیم دی اور کہا: آمین کی حیثیت سورۃ فاتح کے اندر ایسی ہے جو مہر کی حیثیت خط کے اندر ہے۔ یعنی جس طرح مہر لگانے سے خط فساد سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح آمین سے سورۃ فاتح جو کہ دعا بھی ہے زائل ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے آمین رب العالمین کی مہر ہے جس کو لگا کر اللہ نے اپنے بندے کی دعا کو مہر بند کر دیا۔

(ج) آمین بالجہر کے بارے میں اختلاف: عند الشوافع آمین کو بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ دلیل: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتے تو آپ امین کہتے تھے اور اپنی آواز کو اس کے ساتھ بلند کرتے۔

عند الاحناف نماز میں آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔

دلیل: حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آمین آہستہ سے کہی۔

(د) سورۃ فاتحہ کی فضیلت پر حدیث پاک:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی قوم کا فیصلہ فرما دیتا ہے، پھر اس قوم کا کوئی بچہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سنتے ہی اس قوم سے چالیس سال تک عذاب اٹھا لیتا ہے۔

سوال نمبر2: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ الرزق فی اللغة الحظ قال الله تعالیٰ و تجعلون رزقكم أنكم تكذبون والعرف خصصه بتخصيص الشیء بالحیوان وتمكينه من الانتفاع به .

(۱) کلام الٰہی وکلام مفسر کا ترجمہ کر کے اغراض مفسر سپرد قلم کریں؟

(۲) حرام کے رزق ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں معتزلہ اور اشاعرہ کے درمیان اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''اور اس سے جو ہم نے ان کو رزق دیا خرچ کرتے ہیں''

رزق لغت میں ''حصہ'' کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اپنے جھوٹ بولنے کو اپنا حصہ اور نصیب بناتے ہو۔ عرف نے کسی شئی کو حیوان کے ساتھ خاص کرنے اور حیوان کو اس کے نفع پر قادر کر دینے کے ساتھ رزق کو خاص کر دیا ہے۔

اغراض مفسر: علامہ مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبارت چلا کر رزق کا لغوی معنیٰ بیان کیا پھر لغوی معنیٰ میں دلیل دی، بعد ازاں رزق کا اصطلاحی معنیٰ بیان کیا۔

(ب) حرام کے رزق ہونے یا ہونے میں اختلاف:

معتزلہ کا مذہب: ''معتزلہ کے نزدیک حرام رزق نہیں ہے۔

دلائل: معتزلہ نے اپنے مؤقف پر درج ذیل دلائل دیئے ہیں۔

دلیل نمبر۱: رزق کے مفہوم میں تمکین من الانتفاع ہے یعنی اللہ بندوں کو اس شئی سے نفع دینے پر قادر کر دے اور حرام شرعاً ممنوع الانتفاع ہے۔ جو چیز شرعاً ممنوع الانتفاع ہو وہ قبیح ہوتی ہے، کیونکہ منع کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ناہی کی حکمت مقتضی ہے منہی عنہ کے قبیح ہونے کے لیے۔ لہٰذا حرام قبیح ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اوپر بندوں کو متمکن نہیں کرے گا۔ لہٰذا حرام کے اندر رزق کے معنیٰ نہیں پائے جاتے، کیونکہ رزق کہتے ہی تمکین من الانتفاع کو ہیں۔

دلیل نمبر۲: دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کی نسبت اپنی طرف کر کے رَزَقْنَا فرمایا۔ اب اگر حرام کو رزق کہیں تو پھر حرام کی نسبت اللہ کی طرف ہوگی اور یہ جائز نہیں ہے۔

دلیل نمبر۳: اللہ تعالیٰ نے مَارَزَقْنَا کے انفاق کی وجہ سے مومنوں کی مدح فرمائی ہے۔ اگر حرام کو رزق کہیں تو پھر انفاق حرام بھی موجب مدح ہونا چاہیے حالانکہ حرام کو خرچ کرنا مدح کا باعث نہیں ہے۔

اشاعرہ کا مذہب:

اشاعرہ کے نزدیک حرام رزق ہے۔

دلیل: حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت عمرو بن مرۃ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے بارے میں بدبختی نے فیصلہ کر دیا ہے میں تو نہیں جانتا کہ مجھ کو سوائے اپنے ہاتھوں سے دف بجانے کے کسی اور وسیلے کے رزق ملے۔ لہٰذا آپ مجھے اپنے گانوں کی اجازت فرمائیں جن میں فحش گوئی نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا' کیونکہ دوں گا۔ اس میں کوئی عزت اور نعمت نہیں ہے۔ اے دشمن خدا تو نے جھوٹ بولا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے حلال رزق دیا۔ تو نے وہ رزق حاصل کیا' جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے۔ اس حدیث پاک میں جس طرح گانے کی کمائی کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے' اسی طرح حرام کا رزق ہونا بھی ثابت ہے۔

اللہ نے جو رزق کا اسناد اپنی طرف کیا ہے وہ تعظیم کے لیے کیا ہے یا انفاق پر ابھارنے کے لیے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر حرام رزق نہ ہوتا تو لمبی عمر حرام کے ساتھ غذا دیا جاتا ہے اس کو رزق نہ کہنا چاہیے حالانکہ ایسا نہیں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔۱۲

سوال نمبر3: وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ ای خارجين عن حدالايمان كقوله تعالىٰ: اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۔

(۱) فاسق کا لغوی و اصطلاحی معنی کرنے کے بعد بتائیں کہ معتزلہ کے نزدیک فاسق مومن ہے یا کافر؟ تفسیر بیضاوی کی روشنی میں جواب دیں؟

(۲) قاضی بیضاوی نے فسق کے تین درجے ذکر کیے ہیں' آپ ان کے نام مع تعریفات تحریر کریں؟

جواب: (الف) فسق کا لغوی معنیٰ: اعتدال سے نکل جانا' صراط مستقیم سے نکل جانا۔

اصطلاحی معنیٰ: اللہ کے حکم سے نکلنا بوجہ ارتکاب کبیرہ گناہ کے۔

معتزلہ کے نزدیک فاسق کا حکم: عندالمعتزلہ فاسق نہ مومن ہے اور نہ کافر بلکہ دونوں کے درمیان واسطہ ہے' کیونکہ ایمان تصدیق' اقرار اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے۔ کفر حق کو جھٹلا

نا اور اس کا انکار کرنا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ایک تیسری قسم بنا ڈالی جو نہ مومن ہے اور نہ کافر۔

(ب) فسق کے درجے: فسق کے تین درجے ہیں' جو درج ذیل ہیں:

۱-التغابی: جو کبیرہ گناہ کا کبھی کبھی ارتکاب کرے اور اسے قبیح خیال کرے۔

۲-انهماك: جو لاپرواہی کے عالم میں کبیرہ کے مرتکب ہونے کا عادی بن جائے۔

۳-جحود: جو کبیرہ گناہ کو درست خیال کر کے اس کا ارتکاب کرے۔

سوال نمبر4: فذبحوها فيه اختصار والتقدير فحصلوا البقرة المنعوتة

فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ

(۱) وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ کے تحت قاضی بیضاوی نے جو وجوہات بیان کی ہیں ان کی وضاحت کریں؟

(۲) کاد کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے؟ قاضی بیضاوی کے مختار معنی پر ہونے والے اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) وجوہات کا بیان:

☆ ان کے ٹال مٹول کے لمبا ہونے کی وجہ۔

☆ قاتل کے نمایاں ہونے میں رسوائی کے ڈر سے۔

☆ اس گائے کی ثمن زیادہ ہونے کی وجہ سے۔

(ب) کاد کا معنیٰ: کا افعال مقاربہ سے ہے۔ خبر کو حصول کے قریب کرنے کے لیے موضوع ہے۔ جب اس پر حرف نفی داخل ہوتا ہے تو اس کا معنیٰ عندالبعض مطلقاً اثبات ہوتا ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر۔ بعض نے کہا: اگر ماضی پر داخل ہوا اثبات کے لیے ہوتا ہے اور اگر مضارع پر داخل ہو تو نفی کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ اس کا حکم باقی افعال کی طرح ہے۔ اس معنی پر اعتراض ہوتا ہے کہ اگر ماضی منفی پر داخل ہونے کی صورت میں نفی والا معنیٰ مراد لیں تو یہ معنیٰ فَذَبَحُوْهَا کے منافی ہوگا کہ وہ اثبات پر دلالت کرتا ہے جبکہ ما کا دوا منفی پر؟ اس کا جواب دیا: نفی اور اثبات کا اجتماع لازم نہیں آ رہا' کیونکہ نفی کا زمانہ اور ہے اور فعل ذبح کا زمانہ اور ہے۔ اعترا

ض تو تب ہوتا ہے جب دونوں کا زمانہ ایک ہو۔

القسم الثانی ......اصول تفسیر

سوال نمبر 5: درج ذیل میں کسی تین اجزاء کا جواب دیں۔

(ا) نزول قرآن کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں؟(۱۰)

(۲) نزول کے اسباب متعدد ہوتے ہیں یا نہیں؟ بصورت اول ان میں سے کوئی تین سبب سپرد قلم کریں؟

(۳) روایت بالماثور کے اسباب ضعف کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً بیان کریں؟

(۴) تفسیر بالرائے کے جواز وعدم جواز میں اختلاف مع الدلائل قلمبند کریں؟

جواب: (الف) نزول قرآن کی ابتداء: چالیس سال عمر ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت کا حکم دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں جا کر تنہاء اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ سترہ (۱۷) رمضان المبارک کو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو پڑھنے کا کہا تو آپ نے فرمایا: ''مَا اَنَا بِقَارِئٍ'' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو سینے سے لگایا اور تین مرتبہ چمٹایا تو آپ نے پڑھنا شروع ہو گئے۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جسے امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں باب کیف بدء الوحی کے تحت نقل فرمایا۔ قرآن مجید کا رمضان میں نزول نص قرآن سے ثابت ہے۔

(ب) نزول قرآن کے اسباب: جی ہاں! نزول قرآن کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

نمبر۱- اگر کسی آیت کی تفسیر میں دو روایتیں ہوں۔ ایک میں نَزَلَتِ الْاٰیَةُ فِیْ کَذَا کے الفاظ ہوں اور دوسری روایت میں صراحۃً کسی واقعہ کو سبب نزول قرار دیا گیا ہو، دوسری

روایت پر اعتماد کیا جائے گا اور پہلی روایت کو راوی کے اجتہاد پر محمول کیا جائے گا۔

نمبر۲- اگر کسی آیت کی تفسیر میں دو مختلف روایتیں ہوں، دونوں میں یہ الفاظ مستعمل ہوں ''نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيٰتُ فِيْ كَذَا'' لیکن دونوں میں الگ الگ معاملات ذکر کیے گئے ہوں، درحقیقت دونوں میں تضاد نہیں بلکہ دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہوتے ہیں' کیونکہ اس سے کسی کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ یہ معاملہ اس آیت کا سبب نزول ہے بلکہ منشاء یہ ہوتا ہے کہ یہ معاملہ آیت کے حکم اور مفہوم میں داخل ہے۔

نمبر۳- بعض دفعہ دو روایتیں جو شان نزول کے بارے میں متضاد ہوتی ہیں اور سند کے اعتبار سے دونوں درست ہوتی ہیں لیکن کسی ایک روایت کے حق میں کوئی وجہ ترجیح پائی جاتی ہے مثلاً ایک کی سند دوسری کے مقابلہ میں قوی ہوتی ہے یا ایک کا راوی ایسا ہوتا ہے جو واقعہ کے وقت موجود ہوتا ہے' ایسی روایت کو اختیار کیا جائے گا۔

(ج) روایت بالماثورہ کے اسباب ضعف: وہ پانچ ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- صحیح احادیث کا غیر صحیح احادیث سے مل جانا، جو بغیر تحقیق کے صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منسوب ہوں۔

۲- اسرائیلی روایات کی بھرمار جو اسلامی عقائد سے متصادم ہوں۔

۳- بعض منحرف اصحاب مذہب کی من گھڑت باتیں جن کو صحابہ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو جیسے اہل روافض حضرات' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے آپ بری الذمہ ہیں۔

۴- عباسی خلفاء کی خوشامد کی خاطر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیے گئے اقوال جن کی نسبت درست نہیں۔

۵- اسلام دشمن افراد کی احادیث اور صحابہ کرام کے خلاف سازشیں جن کی وجہ سے انہوں نے جھوٹی احادیث گھڑ لیں...... لہٰذا روایت بالماثورہ کے اسباب ضعف پانچ ہوئے۔

(د) تفسیر بالرائے کے جواز وعدم جواز میں اختلاف:

اس مسئلہ میں دو مذاہب ہیں:

پہلا مذہب: عدم جواز کا ہے جو تفسیر سماع پر موقوف ہے۔

دوسرا مذہب: کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہے' یہ جمہور کا مذہب ہے۔

مانعین کے دلائل: تفسیر بالرائے بغیر علم کے اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور اس کی حدیث شریف میں بھی سخت وعید وارد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھ پر جھوٹ باندھنے سے بچو۔

ارشاد ربانی ہے: "وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ" اس میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اور تفسیر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تفسیر قرآن کا کسی دوسرے کو کوئی حق نہیں ہے۔

جمہور کے دلائل: قرآن نے تدبر کی تعلیم دی ہے اور تدبر صرف اسرار قرانی میں ہوسکتا ہے جب اس میں غوطہ زن ہوں گے اور اس کے معانی میں اجتہاد کریں گے۔

لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ عوام ۲۔ علماء

عوام کو علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور رجوع کرنے کا حکم بھی ہے۔ علماء ایسے ہوں جو احکام قرآنی کا استنباط کر سکتے ہوں۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ
لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ

☆ اگر اجتہاد کے ساتھ تعبیر ناجائز ہوئی تو اجتہاد سرے سے ہی ناجائز ہوتا۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے شک قرآن کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہے۔ اس کے باوجود ان کی تفسیر میں کئی طرح کے اقوال واختلاف ہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنیادی تفسیر پڑھائی ہے جبکہ بقیہ انہوں نے اپنی خداداد فطری صلاحیتوں اور عقل سلیم سے حاصل کیا ہے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا کی:

"اے اللہ! ان کو دین میں فقاہت عطا فرما"۔

یہ دعا بھی اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

الاختيار السنوى النهائى تحت اشراف تنظيم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

(القسم الاوّل...... حديث)

سوال نمبر 1: عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايقام الحدود فى المساجد ولايقاد بالولد الوالد .

(۱) حدیث مبارک پر اعراب لگائیں اور سلیس اُردو میں ترجمہ کریں، نیز مساجد میں حدود قائم کرنے سے منع کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ نیز اس میں اگر اختلاف ائمہ ہو تو مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: عن عكرمة قال اتى على بزنادقة فاحر قهم فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لم احر قهم لنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتعذ بوا بعذاب الله ولقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟ نیز زنادقہ کے عقائد کے بارے میں مختلف اقوال سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسی سزا کیوں دی؟ وجہ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: عن انس قال ان كان النبى صلى الله عليه وسلم ليخالطنا حتى يقول لاخ لى صغير يا ابا عمير مافعل النغير كان له نغير يلعب به فمات .

(۱) حدیث مبارک کا ترجمہ سپردِ قلم کریں، نیز مزاح کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) حدیث مبارک سے ثابت ہونے والے کوئی تین مسائل کی نشاندہی کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی ......اصول حدیث

سوال نمبر 4: (۱) خبر واحد کا لغوی و اصطلاحی معنی اور حکم قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) قوت وضعف کے اعتبار سے خبر واحد کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: اختلفت اقوال العلماء فی تعریف الحسن

(۱) حسن کی تعریف میں محدثین کا اختلاف تحریر کرنے کے بعد مصنف کے مختار قول کی تعیین کریں؟ (۱۰)

(۲) حدیث قدسی اور قرآن کے درمیان فرق کی کوئی دو صورتیں بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (۱) حدیث موضوع کی پہچان کے کوئی تین طریقے تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) وضع کی کوئی پانچ وجوہات سپردِ قلم کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿دوسرا پرچہ......حدیث واصول حدیث﴾

(القسم الاوّل......حدیث)

سوال نمبر 1: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایُقَامُ الْحُدُوْدُ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَا یُقَادُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ .

(۱) حدیث مبارک پر اعراب لگائیں اور سلیس اُردو میں ترجمہ کریں، نیز مساجد میں حدود قائم کرنے سے منع کرنے کی وجہ تحریر کریں؟

(۲) خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ نیز اس میں اگر اختلاف ائمہ ہو تو مع الدلائل سپردِ قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں ترجمہ درج ذیل ہے۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مساجد میں حدیں قائم نہ کی جائیں اور بیٹے کو قتل کرنے کے سبب باپ کو قصاصاً قتل نہ کیا جائے''۔

وجہ ممانعت: زنا اور چوری وغیرہ کی حدیں مساجد میں قائم نہیں کی جائیں گی، کیونکہ مساجد صرف فرض نماز اور اس کے تابع نفلی عبادت، ذکر اور تدریس علوم کے لیے بنائی جاتی ہیں۔

(ب) خط کشیدہ کی وضاحت اور اس میں اختلاف:

اگر والد نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا، تو قصاصاً باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا یعنی باپ سے قصاص نہیں لیا جائے۔

مذکورہ مسئلہ میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر باپ

اپنے بیٹے کو ذبح کرے تو اس سے قصاص لیں گے' کیونکہ یہ بلاشبہ قتل عمل ہے اور یہ جرم ہونے کی حیثیت سے زیادہ شدید ہے' کیونکہ اس میں قطع رحمی بھی پائی گئی ہے۔ یہ ایسے ہو گیا جیسے کسی شخص نے اپنی بیٹی سے زنا کیا تو اس پر حد لازم ہے۔ اگر تلوار سے مارے تو قصاص نہیں ہے' کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ اس نے ادب سکھانے کے لیے مارا ہو قتل کے ارادہ سے نہ مارا ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی آئمہ فقہ کا وہی مؤقف ہے جو حدیث کا ظاہر ہے اور یہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف حجت ہے۔

سوال نمبر2: عن عكرمة قال اتى على بزنادقة فاحرقهم فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لم أحرقهم لنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بدل دينه فاقتلوه

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟ نیز زنادقہ کے عقائد کے بارے میں مختلف اقوال سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسی سزا کیوں دی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مرتدین لائے گئے تو آپ نے انہیں جلا دیا۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں فرمایا: اگر میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے: تم اللہ کے عذاب جیسا عذاب نہ دو۔ میں انہیں قتل کرتا' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا دین بدلے اسے قتل کرو۔

زنادقہ کے عقائد: زنادقہ کے عقائد میں مختلف اقوال ہے کچھ نے کہا: ☆ زندیق شخص بقاء زمانہ کا قائل ہوتا ہے ☆ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ☆ خالق کو نہیں مانتا ☆ ان کا عقیدہ ہے کہ حلال اور حرام مشترک ہیں۔ کچھ نے کہا کہ زندیق وہ ہے جو کسی شیء کی حرمت کا قول نہیں کرتا اور مذکورہ باتوں کا قائل ہوتا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ زندیق وہ ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور خالق کی

وحدانیت کا منکر ہے۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زندیق اصل میں مجوسیوں کی ایک قوم کو کہتے ہیں جو زردشت مجوسی کی تیار کردہ کتاب ژند کے پیروکار ہیں۔ اب وہ شخص ہے جو آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو اور اللہ کی ربوبیت کا منکر ہو۔

(ب) ایسی سزا دینے کی وجہ:

بعض محدثین فرماتے ہیں کہ یہ عبداللہ بن سباء کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ ہیں جن کا تعلق سبائیہ سے تھا۔ انہوں نے فتنہ پردازی اور اُمت کو گمراہ کرنے کے لیے اسلام ظاہر کیا اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں۔ آپ نے انہیں گرفتار کیا اور انہیں توبہ کا موقع وحکم دیا مگر انہوں نے توبہ نہ کی۔ آپ نے ان کے لیے گڑھے کھدوائے' ان میں آگ جلائی اور انہیں اس میں جلا دیا۔

سوال نمبر3: عن انس قال ان كان النبى صلى الله عليه وسلم ليخالطنا حتى يقول لاخ لى صغير ياابا عمير مافعل النغير كان له نغير يلعب به فمات.

(۱) حدیث مبارک کا ترجمہ سپرد قلم کریں، نیز مزاح کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں؟

(۲) حدیث مبارک سے ثابت ہونے والے کوئی تین مسائل کی نشاندہی کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ گھل مل جایا کرتے تھے (یعنی خوش طبعی فرمایا کرتے تھے) حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی کو فرماتے: ''اے ابوعمیر وہ چڑیا کہاں گئی؟'' اس کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلتا تھا، پس وہ مر گئی تھی۔

مزاح کا لغوی واصطلاحی معنیٰ: مزاح کا لغوی معنیٰ ہے: مخول کرنا' خوش طبعی کرنا۔ اصطلاحی معنی ہے: بغیر انداز کے کسی کے ساتھ خوش طبعی کرنا، اس کے ساتھ مذاق کرنا، بغیر تکلیف کے کسی کو خوش کرنا۔ اگر دوسرے کو ایذا پہنچے تو اس کو سخریہ، یا مسخرہ کہتے ہیں۔

(ب) حدیث پاک سے ثابت ہونے والے مسائل:

۱- اگر کسی کی دل آزاری کے بغیر خوش طبعی کر سکتے ہیں۔

۲- چھوٹے بچوں کی کنیت رکھنا جائز ہے۔

۳- کلام میں سجع کی رعایت کرنا جائز ہے۔

۴- بچوں کا پرندوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے جب کہ انہیں اذیت نہ دی جائے۔

۵- مدینہ منورہ میں شکار کرنا جائز ہے۔

۶- اسماء کی تصغیر جائز ہے۔

(القسم الثانی ...... اصول حدیث)

سوال نمبر 4: (۱) خبر واحد کا لغوی واصطلاحی معنی اور حکم قلمبند کریں؟

(۲) قوت وضعف کے اعتبار سے خبر واحد کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ تحریر کریں؟

جواب: (الف) خبر کا لغوی اور اصطلاحی معنی: لغت میں خبر واحد وہ خبر ہے جس کو ایک شخص روایت کرے اور اصطلاح میں وہ خبر ہے جس میں متواتر کی شرائط جمع نہ ہوں۔

حکم: خبر واحد علم نظری کا فائدہ دیتی ہے۔ علم نظری سے مراد وہ علم ہے جو غور وفکر اور استدلال پر موقوف ہو۔

(ب) خبر واحد کی اقسام: خبر واحد کی قوت وضعف کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

۱- مقبول۔ ۲- مردود

مقبول کی تعریف: ما ترجح صدق المخبر به: جس حدیث میں خبر دینے والا کے صدق کو ترجیح حاصل ہو۔ حدیث مقبول پر عمل کرنا اور اس سے دلیل پکڑنا واجب ہے۔

مردود کی تعریف: مالم یترجح صدق المخبر به: جس حدیث میں خبر دینے کا صدق راجح نہ ہو۔ اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس پر عمل واجب ہے۔

سوال نمبر 5: اختلفت اقوال العلماء فی تعریف الحسن

(۱) حسن کی تعریف میں محدثین کا اختلاف تحریر کرنے کے بعد مصنف کے مختار قول کی

تعیین کریں؟

(۲) حدیث قدسی اور قرآن کے درمیان فرق کی کوئی دو صورتیں بیان کریں؟

جواب: (الف) حسن کی تعریف میں اختلاف:

حسن کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسن کی تعریف یوں کی ہے: ''وہ حدیث ہے جس کا مخرج معلوم ہو اور اس کے رجال متحد ہوں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں تعریف کی ہے: ''وہ حدیث ہے جس کی سند میں ایسا راوی نہ جس پر جھوٹ کی تہمت ہو اور وہ حدیث شاذ بھی نہ ہو''۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ پوری تعریف یوں کی ہے: وہ حدیث صحیح ہے جس کے راوی کا ضبط خفیف ہو یعنی اس کا ضبط قلیل ہو۔

حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کو مختار قرار دیا ہے۔

(ب) حدیث قدسی اور قرآن کے درمیان فرق کی صورتیں:

حدیث قدسی اور قرآن کریم میں فرق کی بہت سی وجوہات ہیں جس میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

☆ قرآن کریم کے الفاظ اور معانی دونوں من جانب اللہ ہیں جبکہ حدیث قدسی کا مفہوم اللہ کی طرف سے ہے لیکن الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

☆ قرآن کے ثبوت میں تواتر شرط ہے جبکہ حدیث قدسی کے ثبوت میں تواتر شرط نہیں ہے۔

☆ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث قدسی وحی غیر متلو۔

سوال نمبر 6: (۱) حدیث موضوع کی پہچان کے کوئی تین طریقے تحریر کریں؟

(۲) وضع کی کوئی پانچ وجوہات سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) حدیث موضوع کی پہچان کے طریقے:

۱- واضع وضع کا اقرار کرے۔

۲- وضع کے اقرار کے قائم مقام کوئی چیز پائی جائے جیسے کوئی اپنے شیخ سے روایت کرے تو اس کی پیدائش کا سوال کیا جائے گا۔ وہ جو تاریخ بتائے وہی تاریخ اس کے شیخ کی وفات کی بنتی ہو یا اس کا شیخ اس تاریخ سے پہلے ہی فوت ہو جائے۔ وہ حدیث بھی صرف اسی کے پاس ہو۔

۳- راوی میں کوئی قرینہ پایا جائے مثلاً راوی رافضی ہو اور حدیث اہل بیت کے بارے میں ہو۔

(ب) وضع کی پانچ وجوہات:

۱- تقرب الی اللہ: حدیث وضع کر کے لوگوں کو نیکیوں میں رغبت دلائی جائے اور فعل منکر سے خوف دلایا جائے۔

۲- انتصار المذہب: مذہب کی تقویت کے لیے جھوٹی احادیث گھڑ لینا جیسا کہ خوارج وغیرہ لوگ کرتے ہیں۔

۳- اسلام میں طعن کرنے کے لیے جیسا کہ زنادقہ وغیرہ کرتے ہیں۔

۴- کسب اور طلب رزق کے لیے۔

۵- شہرت کا قصد کرتے ہوئے۔

۶- حکمرانوں اور بڑے لوگوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ومن باع نخلا او شجرا فيه ثمر فثمرته للبائع الا ان يشترط المبتاع

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۳)

(۲) مذکورہ مسئلہ کے جواز پر عقلی ونقلی دلائل سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: خيار الشرط جائز في البيع للبائع و المشترى ولهما الخيار ثلاثة ايام فما دونها

(۱) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مسئلہ مذکورہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ثابت ہو جائے؟ (۱۳)

(۲) خیار شرط کی مدت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: من اشترى شيئا مما ينقل ويحول لم يجز له بيعه حتى يقبضه

(۱) عبارت کا ترجمہ کر کے مذکورہ مسئلہ کو دلائل سے ثابت کریں۔ (۱۳)

(۲) بیع العقار قبل القبض کے جواز وعدم جواز کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 4: بيع ضربة القانص، بيع النحل، بيع القز، بيع عظام الميتة کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ حکم اور علت واضح ہو جائیں؟ (۳۴)

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا اَوْ شَجَرًا فِيْهِ ثَمَرٌ فَثَمَرَتُهٗ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(۲) مذکورہ مسئلہ کے جواز پر عقلی ونقلی دلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں: اور جس شخص نے کھجور کے درخت کی بیع کی یا ایسے درخت کی کہ اس میں پھل موجود ہو تو اس کا پھل بائع کے لیے مگر یہ کہ مشتری شرط لگا دے۔

(ب) دلائل برمذکورہ مسئلہ:

نقلی دلیل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من اشتری ارضا فیھا نخل والثمرۃ للبائع الآان یشترط البتاع ''یعنی جس نے زمین خریدی کہ اس میں کھجوروں کے درخت ہوں تو پھل بائع کے لیے ہیں مگر یہ کہ مشتری شرط لگا لے۔

عقلی دلیل: پھل کا درخت کے ساتھ خلقۃً اتصال ہے مگر اتصال قطع کے لیے ہے بقا کے لیے نہیں ہے تو یہ کھیت کی طرح ہوا یعنی زمین بیچنے کی طرح۔ لہٰذا ذکر کیے بغیر عقد میں داخل نہ ہوگا۔

سوال نمبر2: خیار الشرط جائز فی البیع للبائع و المشتری و لھما الخیار ثلاثۃ ایام فما دونھا

(۱) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مسئلہ مذکورہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

ثابت ہو جائے۔

(۲) خیار شرط کی مدت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) تشریح العبارت: مذکورہ عبارت میں خیار شرط کے بارے میں بتایا گیا ہے، پھر خیار شرط کی مدت کا بیان کیا گیا ہے۔ خیار شرط کا حکم یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ یہ خیار بائع اور مشتری دونوں کو حاصل ہوتا ہے۔ عندالاحناف اس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے۔

خیار شرط جائز ہے، اس پر یہ حدیث مبارکہ دلالت کرتی ہے کہ ایک صحابی حضرت حبان بن منقذ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ بیع میں دھوکہ ہو جاتا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: جب تم بیع کرو تو یہ الفاظ کہہ لیا کرو: ''لاخلابۃ ولی الخیار ثلاثۃ ایام ''اس طرح صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان سے بچانے کے لیے یہ الفاظ جو خیار شرط پر دلالت کرتے ہیں، کو مقرر فرمایا۔ اس حدیث سے خیار شرط کا ثبوت ملتا ہے۔

(ب) مدتِ خیار میں آئمہ کا اختلاف:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک خیار شرط کی مدت تین دن تک ہے، اس سے زائد جائز نہیں اور یہی مذہب امام شافعی اور امام زفر رحمہا اللہ کا ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک خیار شرط کی مدت تین دن سے زائد بھی جائز ہے۔

صاحبین کی دلیل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے خیار کو دو ماہ تک جائز قرار دیا۔ اس پر عقلی دلیل یہ ہے کہ خیار شرط حاجت کے لیے ہوا کرتی ہے کہ اس کی مدد سے نقصان سے بچا جا سکے۔ لہٰذا اس کے لیے زیادہ سے زیادہ مدت ہونی چاہیے۔

امام صاحب کی دلیل: یہ ہے کہ خیار شرط عقد کے تقاضا کے خلاف ہے، کیونکہ عقد کا مقتضی لزوم ہے لیکن ہم نے قیاساً اس کو جائز قرار دیا ہے، حقیقۃً یہ عقد کے خلاف ہے۔

لہٰذا اسی مدت پر عمل ہوگا جو حدیث کے اندر موجود ہے اور وہ تین دن ہے۔

سوال نمبر3: من اشتری شیئا مما ینقل ویحول لم یجزلہ بیعہ حتی یقبضہ

(ا) عبارت کا ترجمہ کر کے مذکورہ مسئلہ کو دلائل سے ثابت کریں؟

(۲) بیع العقار قبل القبض کے جواز و عدم جواز کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ و دلائل: جس شخص نے ایسی چیز خریدی جو منتقل ہوتی ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف یا تبدیل ہونے والی ہے تو اس کی بیع جائز نہیں حتیٰ کہ اس پر قبضہ کر لے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بیع سے منع فرمایا ہے جس پر قبضہ نہ ہو۔ دوسرا اس میں یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ قبضہ کرنے سے پہلے بیع کرنے کی صورت میں مبیعہ ہلاک ہو جائے یا عقد ہی فسخ ہو چکا ہو۔ لہٰذا ان خرابیوں کی وجہ سے قبل القبض بیع جائز نہیں ہے۔

بیع العقاد قبل القبض میں اختلاف:

قبضہ سے پہلے زمین کی بیع امام صاحب اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ کے نزدیک جائز ہے جبکہ امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے جس میں قبضہ کرنے سے پہلے بیع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اس کو منقولی چیزوں پر قیاس کرتے ہیں کہ جس طرح منقولی چیزوں میں قبل القبض بیع جائز نہیں ہے، اسی طرح یہاں بھی جائز نہیں ہے۔ عقار کی بیع اجارہ کی طرح ہے جس طرح اجارہ کی بیع قبل القبض شائز نہیں ہے، اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے۔

شیخین کی دلیل: یہ ہے کہ بیع کا رکن ایسے شخصوں سے صادر ہوا جو بیع کے اہل ہیں یعنی وہ عاقل و بالغ ہیں۔ دوسری بات کہ اس میں کوئی دھوکہ بھی نہیں ہے' کیونکہ عقار کا ہلاک ہونا نادر ہے بخلاف منقولی چیزوں کے کہ ان کا ہلاک ہونا نادر نہیں ہے۔ اس طرح دونوں میں فرق واضح ہو گیا۔

سوال نمبر 4: بیع ضربۃ القانص، بیع النحل، بیع القز، بیع عظام المیتۃ

کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ حکم اور علت واضح ہو جائیں؟

جواب: بیع ضربۃ القانص: اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی ایک مرتبہ جال پھینکنے پر بیع کرے اور یوں کہے کہ جال میں جتنے شکار پھنس گئے، اتنی قیمت میں ہوں گے۔ ایسی بیع جائز نہیں ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں مبیعہ مجہول ہے' کیونکہ یقین سے معلوم نہیں ہے کہ جال میں کتنے شکار پھنسیں گے اور مجہول شئی کی بیع منع ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں دھوکا ہے' کیونکہ یہ ممکن ہے کہ جال میں کوئی شکار بھی نہ پھنسے۔ حدیث شریف میں بیع غرر سے منع فرمایا گیا ہے۔

۲۔ بیع النحل: شہد کی مکھی کی بیع کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہے شیخین کے نزدیک جائز نہیں جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرط یہ ہے کہ مکھیاں بائع کی حفاظت اور اس کی تحویل میں جمع ہوں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مکھیاں جائیداد ہیں اور حقیقتاً اور شرعاً دونوں طرح ان سے انتفاع کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کی بیع جائز ہوگی۔ شیخین کی دلیل یہی ہے کہ ان مکھیوں کی حیوانیت کے ہم بھی قائل ہیں لیکن آپ یہ تو دیکھیں کہ یہ حشرات الارض اور زمین کے کیڑے مکوڑوں میں سے ہیں۔ حشرات الارض مثلاً سانپ اور بچھو وغیرہ کی بیع ناجائز ہے۔ لہٰذا ان کی بیع بھی ناجائز ہے۔

۳۔ بیع القز:

اس سے مراد ریشم کے کیڑوں کی بیع ہے۔ یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے۔ امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں ہے' کیونکہ وہ حشر الارض ہے جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے' کیونکہ جائیداد ہے۔

۴۔ بیع عظام المیتۃ:

مردہ کی ہڈیوں کی بیع جائز ہے، کیونکہ ان میں زندگی نہیں ہوتی اور یہ پاک ہوتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأھل السنۃ باکستان

الشھادۃ العالیۃ "السنۃ الثانیۃ" للطلاب

الموافق سنۃ ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿چوتھا پرچہ: بلاغت﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات **مجموع الأرقام:۱۰۰**

نوٹ: سوال نمبر 4 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:

قیل و من الکرھۃ فی السمع نحو الجرشی وفیہ نظر

(۱) عبارت کا سیاق وسباق بیان کرتے ہوئے مذکورہ عبارت کی تشریح کریں، نیز "وفیہ نظر" کی مکمل وضاحت مع توجیہات ورد سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) مطول کی روشنی میں تنافر کلمات اور تعقید کی تعریفات قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: وار تفاع شان الکلام فی الحسن والقبول بمطابقتہ للاعتبار المناسب و انحطاطہ ای انحطاط شان بعد مھا ای بعدم مطابقۃ الکلام للاعتبار المناسب ۔

(۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ اور غرض بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) الکلام سے مراد کون سا کلام مراد ہے؟ مطلق کلام یا مقید بالفصاحۃ؟ مطول روشنی میں وجہ بھی قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) کلام ابتدائی، طلبی اور انکاری کی تعریف، امثلہ اور موقع ومحل سپرد قلم کریں؟ نیز اس کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۱۵)

(۲) مؤکدات حکم کون سی اشیاء ہیں اور غیر منکر کو منکر قرار دیکر کلام مؤکد لانے کی مثال تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: کسی پانچ اجزاء کا جواب دیں؟ 8x5

(۱) فائدۃ الخبر، لازم فائدۃ الخبر کی تشریح سپرد قلم کریں؟ (۲) مطول کی روشنی میں ذکی، فطین اور غبی کے درمیان فرق کی تحقیق سپرد قلم کریں؟ (۳)۔ اعتبار مناسب سے کیا مراد ہے؟ اس کا دوسرا نام بھی لکھیں؟ (۴)۔ حال، مقتضائے حال اور مطابقت مقتضائے حال کی تعریفات تحریر کریں؟ (۵)۔ کلمہ بلیغ کیوں نہیں ہوتا؟ تفصیلاً تحریر کریں۔ (۶) اضمار قبل الذکر کا کیا حکم ہے؟ مصنف کی بیان کردہ وضاحت سپرد قلم کریں؟

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چوتھا پرچہ: بلاغت﴾

نوٹ: سوال نمبر 4 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:

قیل و من الکرهة فی السمع نحو الجرشی وفیه نظر

(۱) عبارت کا سیاق وسباق بیان کرتے ہوئے مذکورہ عبارت کی تشریح کریں؟ نیز "وفیہ نظر" کی مکمل وضاحت مع توجیہات ورڈ سپرد قلم کریں؟

(۲) مطول کی روشنی میں تنافر کلمات اور تعقید کی تعریفات قلمبند کریں؟

جواب (الف) عبارت کی تشریح: بعض لوگوں نے فصاحت فی المفرد کی تعریف اس طرح کی ہے کہ مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس سے خالی ہونے کے ساتھ ساتھ کراھت فی السمع سے بھی خالی ہونا ضروری ہے۔ کراھت فی السمع کا مطلب یہ ہے کہ کان اس کو سننے سے ایسے بیزار ہوں جیسے ناپسندیدہ آوازوں کو سننے سے بیزار ہوتے ہیں۔

"لفظ" اصوات کے قبیلہ سے ہے اور بعض اصوات سے نفس لذت پاتا ہے اور بعض کو ناپسند کرتا ہے جیسے ابو الطیب کے شعر میں ہے کریم الجرشی شریف النسب، کراھت فی السمع کو مستلزم ہے۔

فیہ نظر کہہ کر اس بات کو واضح کر دیا کہ اس میں تو کراھت فی السمع کی قید لگانے کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ یہ فائدہ تو غرابت کی قید سے حاصل ہو جاتا ہے۔ غرابت کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے۔ کراھت فی السمع کا تعلق تو نغمہ کے ساتھ ہے بہت سارے لفظ فصیح ایسے ہوتے ہیں کہ نغمہ کی وجہ سے ناپسندیدہ ہو جاتے ہیں اور غیر فصیح نغمہ آواز کے حسن کی وجہ سے لذت والے ہو جاتے ہیں۔

اگر یہ کلمہ ثقل کی طرف لے جاتا ہے تو تنافر کے تحت داخل۔ اگر پھر بھی کراھت فی السمع کی ضرورت نہ رہی اور اگر اس میں تنافر نہ ہو تو یہ فصیح ہے۔

قائل کہتا ہے کہ لفظ قبیل اصوات سے ہے' یہ بات فاسد ہے' کیونکہ لفظ صوت نہیں ہے بلکہ اس کی کیفیت ہے۔ ان دونوں وجہوں کا ضعف ظاہر ہے۔ اس جیسی مثالیں تو قرآن پاک میں بھی ہیں جیسے لفظ ضیزی وغیرہ۔ اس لیے کہ کبھی اخلال بالفصاحۃ کے اسباب کو وہ چیز عارض ہوتی ہے جو سببیت کے مانع ہو تو لفظ فصیح ہو جاتا ہے۔ مفرد الفاظ مقام کے مختلف ہونے کے اعتبار سے متفاوت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ضیزی وغیرہ ہیں۔

(ب) تنافر کلمات: کلام کے اندر ایسے وصف کا ہونا جس کی وجہ سے کلام کی ادائیگی مشکل ہو۔

تعقید: کلام کا کسی فعل کی وجہ سے اس طرح مشکل ہونا کہ اس کا معنیٰ مرادی ظاہر الدلالت نہ ہو یعنی اس کا معنیٰ جلدی سے معلوم نہ ہوتا ہو۔

سوال نمبر 2: وَارْتِفَاعُ شَانِ الْكَلَامِ فِي الْحُسْنِ وَالْقُبُوْلِ بِمُطَابَقَتِهٖ لِلْاِعْتِبَارِ الْمُنَاسِبِ وَانْحِطَاطُهٗ اَيْ اِنْحِطَاطُ شَانٍ بِعَدَمِهَا اَيْ بِعَدَمِ مُطَابَقَةِ الْكَلَامِ لِلْاِعْتِبَارِ الْمُنَاسِبِ ۔

(۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ اور غرض بیان کریں؟

(۲) الکلام سے مراد کون سا کلام مراد ہے؟ مطلق کلام یا مقید بالفصاحۃ؟ مطول روشنی میں وجہ بھی قلمبند کریں؟

جواب (الف) اعراب وترجمہ وغرض: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ کریں:

"اور کلام کی شان کا بلند ہونا حسن اور قبول میں، کلام کا اعتبار مناسب کے مطابق ہونے کے سبب ہے۔ اس کا اگر جانا یعنی شان کلام کا اگر جانا اعتبار مناسب کی عدم مطابقت کی وجہ سے ہے۔

الغرض! شارح کا انحطاط کے بعد والی عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لفظ شان

مضاف یعنی انحطاط اور مضاف الیہ یعنی "ہ" ضمیر کے درمیان مقدر ہے۔ کلام کا پست ہونا یہ ہے کہ اس کی شان پست ہو۔ بعد مہا کے بعد والی عبارت سے "ھا" ضمیر کا مرجع بیان کرنا مقصود ہے یعنی شان کلام کا گرنا اور پست ہونا یہ ہے کہ کلام اعتبار مناسب کے مطابق نہ ہو۔

(ب) کلام سے مراد: کلام سے مراد کلام فصیح ہے کیونکہ یہ ماسبق کی طرف اشارہ ہے، اس لیے کہ غیر فصیح کلام کیلیے تو ارتفاع شان ہوتا ہی نہیں ہے۔

سوال نمبر3: (ا) کلام ابتدائی، طلبی اور انکاری کی تعریف، امثلہ اور موقع محل سپرد قلم کریں؟ نیز اس کی وجہ تسمیہ لکھیں؟

(۲) مؤکدات حکم کون سی اشیاء ہیں اور غیر منکر کو منکر قرار دیکر کلام مؤکد لانے کی مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) جزاء اوّل کا جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) مؤکداتِ حکم اشیاء:

اِنَّ، جملہ اسمیہ، لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ، جملہ کا تکرار اور الفاظ کا تکرار وغیرہ۔

غیر منکر کو منکر قرار دینے کی مثال جیسے:

جَاءَ شَقِيقٌ عَارِضًا رُمْحَهُ   اِنَّ بَنِي عَمِّكَ فِيهِمْ رِمَاحٌ

سوال نمبر4: کسی پانچ اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) فائدۃ الخبر، لازم فائدۃ الخبر کی تشریح سپرد قلم کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(۲) مطول کی روشنی میں ذکی، فطین اور غبی کے درمیان فرق کی تحقیق سپرد قلم کریں؟

جواب: ذکی: ذکاء کا مفہوم ہے نفس کی قوت کا شدید ہونا ہے جیسے اکتساب افکار کے لیے تیار کیا گیا ہو، اس قوت کو ذہن کہتے ہیں۔

فطانۃ: فطین کا مادہ ہے بمعنی باشعور ہونا اور اغیار کے کلام کو سمجھنے میں تیز ہونا۔

غبی: غباوت سے ہے، جس کا معنیٰ ہے کند ذہن اور غیر شعور ہونا۔

(۳)۔ اعتبار مناسب سے کیا مراد ہے؟ اس کا دوسرا نام بھی لکھیں؟

جواب: وہ امر جس کا متکلم اعتبار کرے اس حال میں وہ سلیقہ کا اعتبار مناسب ہو یا بلغاء کی ترکیب سے تتبع کے اعتبار سے مناسب ہو۔

دوسرا نام: اس کا دوسرا نام مقتضی الحال ہے۔

(۴)۔ حال، مقتضائے حال اور مطابقت مقتضائے حال کی تعریفات تحریر کریں؟

جواب: حال ومقتضاء حال: حال سے مراد وہ شئی ہے جو متکلم کو ایک مخصوص انداز پر کلام کو لانے کی دعوت دے حتیٰ کہ اس کلام کے ساتھ جس سے اصل معنیٰ ادا کیا جارہا ہے، کسی خصوصیت کا اعتبار ہو اور یہ خصوصیت مقتضاء حال ہے مثلاً مخاطب کا منکر حکم ہونا ایک حال ہے جو تقاضا کرتا ہے کہ کلام کو تاکید کے ساتھ لایا جائے اور تاکید حال کا مقتضا ہے۔

مطابقۃ: یہ مراد ہے کہ حال اگر تاکید کا تقاضا کرے تو کلام مؤکدہ اور اگر تاکید کا تقاضا نہ کرے تو کلام غیر مؤکدہ حذف مسندالیہ کا تقاضا کرے تو مسندالیہ محذوف ہو وغیرہ

(۵)۔ کلمہ بلیغ کیوں نہیں ہوتا؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: عرب سے مسموع نہیں ہے کہ انہوں نے کلمہ بلیغ کہا ہو۔

(۶) اضمار قبل الذکر کا کیا حکم ہے؟ مصنف کی بیان کردہ وضاحت سپرد قلم کریں؟

جواب: حکم: جمہور کے نزدیک منع ہے۔ ضَرَبَ غُلَامُهُ زَيْدًا غیر فصیح ہے باوجود اس جیسی مثالیں اخفش اور ابن جنی نے جائز قرار دی ہے، کیونکہ فعل مفعول بہ کے تقاضا میں فاعل کی طرح شدید ہے۔ ان کی دلیل ہے:

جزى ربه عنى عدى بن حاتم

جزاء الكلاب العاديات و قد فعل

اس کا ردّ یہ ہے کہ ربہ میں ضمیر کا مرجع الجزاء ہے تو تقدیر رب الجزاء ہوئی۔

☆☆☆☆☆

الاختیار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالیة "السنة الثانیة" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات **مجموع الأرقام:۱۰۰**

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل ......فلسفه

سوال نمبر1: (۱) بسائط عنصریہ کی تعداد اور نام لکھ کر بتائیں کہ ان میں کون وفساد کی صلاحیت ہے یا نہیں؟ تفصیلاً وضاحت کریں؟ (۱۵)

(۲) "فصل فی ان الفلك بسیط" ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں مذکورہ دعویٰ پر دلیل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر2: (۱) ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں علت ومعلول کی تعریف کریں؟ نیز علت کی اقسام اربعہ کی تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) علت نامہ کی موجودگی میں معلول کا پایا جانا کیا ہے؟ صاحب کتاب نے جو دلیل دی ہے وہ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر3: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں۔ (۲۵)

(۱) حس مشترک (۲) عقل ہیولانی (۳) حرکت مستقیمہ (۴) جزء لایتجزیٰ (۵) حرکت

القسم الثانی......مناظره

سوال نمبر4: (۱) رشیدیہ کے مصنف، متن اور ماتن کا نام تحریر کریں؟ نیز علم مناظرہ کی تعریف، موضوع اور غرض سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) مناظرہ کی تعریف پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کا ردّ قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر5: (۱) نقض کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں؟ نیز نقض اجمالی اور نقض تفصیلی میں فرق بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) خصم کا مؤاخذہ کب دلیل سے ہوگا اور کب تنبیہ سے؟ وضاحت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر6: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریف کریں؟ (۲۵)

(۱) منع (۲) نقض (۳) شاہد (۴) دعویٰ (۵) مقدمہ (۶) مجادلہ

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ﴾

القسم الاوّل ...... فلسفہ

سوال نمبر 1: (ا) بسائط عنصریہ کی تعداد اور نام لکھ کر بتائیں کہ ان میں کون وفساد کی صلاحیت ہے یا نہیں؟ تفصیلاً وضاحت کریں؟

(۲) ''فصل فی ان الفلک بسیط'' ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں مذکورہ دعویٰ پر دلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) بسائط عنصریہ کی تعداد: بسائط عنصریہ چار ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-آگ ۲-پانی ۳-مٹی ۴-ہوا

یہ کون وفساد کو قبول کرتے ہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ بات مشاہدے کی ہے کہ ان میں ہر ایک دوسرے سے بدل جاتا ہے۔ پانی، ہوا اور ہوا پانی بن جاتا ہے۔ پانی پتھر اور پتھر پانی کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جس طرح پانی کو ابالیں تو ہوا بن کر اڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گلاس میں ٹھنڈا پانی ہو تو اس کے باہر ہوا پانی بن جاتی ہے۔ ہوا آگ کی صورت اختیار کر لیتی ہے جیسا کہ آگ کی بھٹی میں ایسا ہوتا ہے اور آگ بھی ہوا کی صورت اختیار کر لیتی ہے جیسا کہ چراغ میں اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ آگ ہوا میں تبدیل ہو تو ہر شیء راکھ ہو جائے۔

(ب) مذکورہ دعویٰ پر دلیل: فلک بسیط ہے کیونکہ فلک ناقابل حرکت مستقیم ہے اور جو ناقابل حرکت مستقیمہ ہو وہ بسیط ہوتا ہے۔ لہٰذا فلک بھی بسیط ہے۔

سوال نمبر 2: (ا) ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں علت ومعلول کی تعریف کریں؟ نیز علت کی اقسام اربعہ کی تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) علت تامہ کی موجودگی میں معلول کا پایا جانا کیا ہے؟ صاحب کتاب نے جو دلیل دی ہے وہ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: علت کی تعریف: علت وہ شئے ہے جو خود موجود ہو اور اس کے وجود سے اس کے غیر کا وجود حاصل ہو یعنی معلول کا وجود۔

معلول کی تعریف: وہ شئی ہے جس کا وجود علت کی وجہ سے حاصل ہو۔

علت کی اقسام اربعہ:

علت مادیہ' علت صوریہ' علت فاعلیہ' علت غائیہ

۱-علت مادیہ: جو معلول کی جز ہو مگر اس کے پائے جانے سے معلول کا پایا جانا بالفعل واجب نہ ہو جیسے مٹی کوزہ کے لیے علت مادیہ ہے۔

۲-علت صوریہ: جو معلول کی جزء ہو اور اس کے پائے جانے سے معلول کا پایا جانا بالفعل واجب ہو جیسے صورتِ کوزہ' کوزہ کے لیے۔

۳-علت فاعلیہ: وہ علت ہے جو معلول کی جزء نہ ہو اور اس کے پائے جانے سے معلول پایا جائے جیسے: کوزہ بنانے والا کوزہ کے لیے۔

۴-علت غائیہ: جو معلول کی جزء نہ ہو اور اس کے لیے معلول موجود ہو جیسے: کوزہ بنانے کی غرض سے یعنی پانی کے لیے استعمال ہونا۔

(ب) علت تامہ کی موجودگی میں معلول کا حکم: جب علت تامہ پائی جائے تو معلول کا پایا جانا واجب ہوتا ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر علت تامہ کے پائے جانے سے معلول کا پایا جانا ضروری نہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: یا ممتنع ہوگا یا ممکن۔ پہلی صورت محال ہے' کیونکہ جو ممتنع ہوتا ہے وہ پایا نہیں جاتا اور دوسری صورت بھی محال ہے کہ وہ ممکن ہو، کیونکہ اگر اس کا پایا جانا ممکن ہوتا تو اپنے وجود میں کسی مرجح کا محتاج ہوتا۔ اس طرح وہ سب امور نہ پائے گئے جو اس کے متحقق ہونے میں معتبر ہوں تو یہ خلاف مفروض ہے' کیونکہ ہم نے تمام امور کا پایا جانا تسلیم کیا تھا۔ جب دونوں صورتیں باطل ہو گئیں تو پھر معلول کا پایا جانا علت تامہ کی پائے جانے کے وقت ثابت ہوگیا اور یہی ہمارا دعویٰ تھا۔

سوال نمبر3: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(۱) حس مشترک (۲) عقل ہیولانی (۳) حرکت مستقیمہ (۴) جزء لایتجزیٰ (۵) حرکت

جواب: حس مشترک: وہ قوت ہے جو دماغ کے جوف اوّل میں پائی جاتی ہے اور ان تمام صورتوں کا ادراک کرتی ہے جو حواس خمسہ ظاہرہ میں مرتسم ہوں۔

عقل ہیولانی:

نفس ناطقہ جو تمام معقولات سے خالی اور ان کو حاصل کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

حرکت مستقیمہ: جب جسم کے اجزاء قسری شکل پر ہوں گے تو ان میں ہر ایک شکل طبعی کا مطالبہ کرے گا اور شکل قسری کو چھوڑے گا، ایسی حرکت کو حرکت مستقیمہ کہتے ہیں۔

جزء الذی لایتجزی: وہ جوہر ہے جو اشارہ حقیقیہ کا قابل ہو اور تقسیم کا قابل نہ ہو۔

حرکت: حرکت سکون کی ضد ہے یعنی کسی شئی کا آہستہ آہستہ اپنی قوت سے فعل کی طرف نکلنا۔

القسم الثانی......مناظرہ

سوال نمبر4: (۱) رشیدیہ کے مصنف، متن اور ماتن کا نام تحریر کریں؟ نیز علم مناظرہ کی تعریف، موضوع اور غرض سپرد قلم کریں؟

(۲) مناظرہ کی تعریف پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کا ردّ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) مصنف کا نام: علامہ عبدالرشید

متن کا نام: شریفیہ۔ ماتن کا نام: میر سید شریف جرجانی

مناظرہ کی تعریف، موضوع اور غرض:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) تعریف مناظرہ پر وارد ہونے والے اعتراض:

پہلا اعتراض: آپ کی بیان کردہ مناظرہ کی تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں، کیونکہ

مناظرہ کی تعریف میں "اظہار الصواب" کی قید ہے جبکہ مناظرہ میں کبھی ایسے نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ متخاصمین میں سے ہر ایک کا دوسرے پر الزام ہی دیتا ہے۔ یہ اظہار حق تو نہ ہوا بلکہ مد مقابل کو چپ کرانا ہوا، حالانکہ یہ بھی مناظرہ ہے لیکن تعریف اس پر صادق نہیں آرہی۔

دوسرا اعتراض: مناظرہ کی تعریف متخاصحین کا لفظ مذکور ہے اور متخاصحین خصوصت سے ماخوذ ہے، جس کا معنیٰ ہے کہ ایک کا قول دوسرے کے مخالف ہو۔ اس طرح یہ تعریف اشراقیوں کے مناظرہ پر صادق نہ آئی، کیونکہ وہاں پر ایک کی بات دوسرے کے مخالف نہیں ہوتی بلکہ ایک کا مافی الضمیر دوسرے کے ماضی الضمیر کے مخالف ہوتا ہے، تعریف مناظرہ اس پر صادق نہ آئی حالانکہ یہ بھی مناظرہ ہے۔

اعتراضات کا جواب:

اعتراض اوّل کا جواب: پہلا اعتراض تعریف مناظرہ پر تب ہو جب ہم اس کو مناظرہ کہیں، ہم کہتے ہیں کہ وہ مناظرہ نہیں ہے' کیونکہ مناظرہ ہوتا ہی اظہار حق کے لیے۔ جب وہ مناظرہ ہی نہیں تو تعریف نہیں صادق آئی تو کوئی بات نہیں ہے۔ تعریف مناظرہ جامع ہے۔

دوسرے سوال کا جواب:

اشراقیوں کے ساتھ مناظرے میں اگرچہ ایک کی بات دوسرے کے مخالف نہیں لیکن مافی الضمیر تو مخالف ہے۔ لہٰذا مناظرے کی تعریف اشراقیوں کے مناظرے پر صادق آتی ہے' لہٰذا جامع ہوئی۔

سوال نمبر5: (۱) نقض کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں نیز نقض اجمالی اور نقض تفصیلی میں فرق بیان کریں؟

(۲) خصم کا مؤاخذہ کب دلیل سے ہوگا اور کب تنبیہ سے؟ وضاحت کریں؟

جواب: (الف) نقض کا لغوی واصطلاحی معنی: نقض کا لغوی معنی توڑنا ہے اور اصطلاح میں نقض یہ ہے کہ مستدل کی دلیل پوری ہونے پر اس کو ایسی بات سے رد کرنا جس سے

مستدل کی دلیل سے استدلال کا فساد واضح ہو یعنی یہ واضح ہو کر دلیل فساد یا محال کو مستلزم ہے۔

نقض اجمالی اور نقض تفصیلی میں فرق:

اصل منع کا دوسرا نام نقض ہے اور منع میں مقدمہ معینہ پر دلیل کا مطالبہ ہوتا ہے، کیونکہ سائل یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ مقدمہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا تم اس پر دلیل قائم کرو۔ جبکہ نقض میں ابطال پایا جاتا ہے اور ابطال میں دعویٰ ہے اور دعویٰ دلیل کے بغیر مسموع نہیں ہوتا۔ لہٰذا نقض بھی دلیل کے بغیر قابل قبول نہ ہوگا۔

نقض تفصیلی یعنی منع دلیل کے مکمل ہونے سے پہلے مقدمہ کی کسی جز پر ہوتی ہے۔ مگر نقض تکمیل دلیل کے بعد اور دلیل پر وارد ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں میں فرق واضح ہو گیا۔

(ب) خصم کا مؤاخذہ:

خصم کا مؤاخذہ دلیل کے ساتھ تب ہوتا ہے جبکہ وہ اسی شئی کا دعویٰ کرے جو نظری ومجہول ہو جیسا کہ کوئی دعویٰ کرے کہ عالم حادث ہے تو مدمقابل یہ کہے: ''یہ بات تو کس دلیل سے کہہ رہا ہے'' وہ کہے اس لیے کہ عالم متغیر ہے۔ ہر متغیر حادث ہوتا ہے۔ لہٰذا عالم بھی حادث ہوا۔

تنبیہ کے ساتھ مؤاخذہ اس وقت ہوگا جب وہ ایسی شئی کا دعویٰ کرے جو بدیہی ہو۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریف کریں۔

(۱) منع (۲) نقض (۳) شاہد (۴) دعویٰ (۵) مقدمہ (۶) مجادلہ

جواب: منع، نقض اور مقدمہ کی تعریفات حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔ نقض کی تعریف تو اس پرچہ میں سوال نمبر 5 کے تحت بھی گزر گئی ہے۔

شاہد: جو چیز دلیل کے معیار پر دلالت کرے، اس کو شاہد کہتے ہیں۔

دعویٰ: وہ قضیہ ہے جو کسی پر حکم مشتمل ہے۔

مجادلہ: وہ جھگڑا جو اظہار حق کے لیے نہ ہو بلکہ محض مدمقابل کو الزام دینے کے لیے ہو۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطلاب

المواقف سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿چھٹا پرچہ: عربی ادب﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل: ...... ديوان حماسه

سوال نمبر 1: درج ذیل اشعار میں سے کسی پانچ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث سپرد قلم کریں؟ ۵x۵=۲۵

۱ ولما رأيت الخيل زورا كانها　　جداول زرع ارسلت فاسبطرّت

۲ فجاشت الى النفس اول مرة　　فردت على مكرو ههافاستقرّت

۳ علام تقول الرمح يثقل عاتقى　　اذاانا لم اطعن اذا الخيل كرّت

۴ فلوشهدت ام القديد طعاننا　　بمرعش خيل الا رمنى ارنّت

۵ عشية ارمى جمعهم بلبانه　　ونفسى قدو طنتها فاطمانت

۶ ولاحقة الأطال اسندت صفها　　الى صف اخرى من علىٰ فاقشعرت

سوال نمبر 2: درج ذیل اشعار میں سے کسی پانچ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی بحث سپرد قلم کریں؟ ۵x۵=۲۵

۱ حمدت الٰهى بعد عروة اذنجا　　خراش وبعض الشر اهون من بعض

۲ فوالله ماانسى قتيلا رزئته　　بجانب قوسىٰ ماشيت على الارض

۳ على انها تعفوا الكلوم و انما　　نوكل بالادنى وان جل مايمضى

۴ ولما رأيت الشيب لاح بياضه　　بمفرق رأسى قلت للشيب مرحبا

۵ ولو خفت انی ان کفت تحیتی — تنکب عنی رمت ان یتنکبا

۶ ولکن اذا ماحل کرہ فسامحت — بہ النفس یوما کان للکرہ اذھبا

القسم الثانی:.....دیوان متنبی

سوال نمبر3: درج ذیل اشعار میں سے پانچ کا ترجمہ اور خط کشیدہ الفاظ کا اعراب مع وجہ بیان کریں؟ ۵×۵=۲۵

۱ اسد فرائسها الاسود یقودها — اسد تصیر لہ الاسود ثعالبا

۲ فی رتبة حجب الوری عن نیلها — وعلی فسموہ علی الحاجبا

۳ کالشمس فی کبد السماء و ضوئها — یغشی البلاد مشارقا و مغاربا

۴ ماکنت احسب قبل دفنک فی الثری — ان الکواکب فی التراب تغور

۵ ماکنت امل قبل نعشک ان اری — رضوی علی ایدی الرجال تسیر

۶ خرجوا بہ ولکل باک خلفه — صعقات موسی یوم دک الطور

سوال نمبر4: کسی ایک جزء کا جواب تحریر کریں؟ (۲۵)

(۱) علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض سپرد قلم کریں؟ نیز طبقات شعراء میں صاحب حماسہ کا طبقہ بیان کریں؟ (۲۵)

(۲) دیوان متنبی کا مصنف کون ہے؟ اس کے مختصر حالات ذکر کریں؟ نیز اسے متنبی کہنے کی وجہ تفصیلاً قلمبند کریں۔ ۲۵

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چھٹا پرچہ......ادب عربی﴾

القسم الاوّل......دیوان حماسہ

سوال نمبر1: درج ذیل اشعار میں سے کسی پانچ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث سپرد قلم کریں؟

۱ ولما رأیت الخیل زورا کانها — جداول زرع ارسلت فاسبطرّت

۲ فجاشت الی النفس اول مرة — فردت علی مکروهها فاستقرّت

۳ علام تقول الرمح یثقل عاتقی — اذا انا لم اطعن اذا الخیل کرّت

۴ فلوشهدت ام القدید طعاننا — بمرعش خیل الا رمنی ارنّت

۵ عشیة ارمی جمعهم بلبانه — ونفسی قد وطنتها فاطمانت

۶ ولاحقة الآطال اسندت صفها — الی صف اخری من عدی فاقشعرت

جواب: ترجمۃ الاشعار

۱-اور جب میں نے دیکھا گھوڑوں کو میدان جنگ سے پلٹتے ہوئے گویا وہ چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں جن کو چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ بھر گئی ہیں۔

۲-میرا نفس پہلی بار گھبرایا اسے ناپسندیدہ چیز پر لوٹا دیا گیا تو وہ ٹھہر گیا۔

۳-اے نفس! تو کیسے کہے گا کہ نیزوں نے میرا کندھا بھاری کر دیا جب میں نیزہ زنی نہ کروں جس وقت شاہ سوار حملہ کر رہے ہوں۔

۴-اگر ام قدیر حاضر ہوتی مقام برعش میں ارمنی شاہ سواروں کے ساتھ، ہماری نیزہ زنی کے وقت تو چیخ پڑتی۔

۵-جس شام دور کرر ہا تھا ان کی جماعت کو اپنی جان اور اپنے گھوڑے کے سینے سے میں نے اپنے نفس کو آمادہ کیا تو وہ مطمئن ہو گیا۔

۶-اور کتنے ہی باریک کمر والے گھوڑے کہ میں نے ان کی ایک صف کو دوسری صف سے ملا دیا تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:

اُرْسِلَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول از باب افعال

فَرُدَّتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ

یُنْقِلُ: صیغہ واحد مرکز عائب فعل مضارع معروف صحیح از باب افعال

شَہِدَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف صحیح از باب سَمِعَ یَسْمَعُ

اِطْمَأَنَّتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید باہمزہ وصل از مضاعف رباعی از باب افعیعال۔

اِقْشَعَرَّتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف رباعی مجرد باہمزہ از باب افعلال۔

سوال نمبر2: درج ذیل اشعار میں سے کسی پانچ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی بحث سپرد قلم کریں؟

١ حمدت الٰهی بعد عروة اذ انجا — خراش وبعض الشر اهون من بعض

٢ فوالله ما انسی قتیلا رزئته — بجانب قوسیٰ ما مشیت علی الارض

٣ علی انها تعفوا الكلوم و انما — نوكل بالادنی وان جل ما يمضی

٤ ولما رأيت الشيب لاح بياضه — بمفرق رأسی قلت للشيب مرحبا

٥ ولو خفت انی ان كففت تحيتی — تنكب عنی رمت ان يتنكبا

٦ ولكن اذا ما حل كره فسامحت — به النفس يوما كان للكره اذهبا

جواب: ترجمۃ الاشعار:

۱-میں نے اللہ کی حمد کی جب عروہ کے بعد خراش نے نجات پائی اور بعض مصیبتیں بعض سے آسان ہوتی ہیں۔

۲-خدا کی قسم جب تک میں زمین پر چلتا رہوں گا تو میں اس مقتول کو نہیں بھولوں گا جس کی وجہ سے مجھے قوسیٰ کی جانب میں تکلیف میں مبتلا کر دیا۔

۳-زخم مٹ جاتے ہیں اور ہم کو سپرد کیا جاتا ہے ادنی مصیبتوں کی جانب اگرچہ جو ماضی میں گزر چکی ہیں وہ بڑی مصیبتیں ہوں۔

۴-اور جب میں نے بڑھاپے کو دیکھا کہ اس کی سفیدی ظاہر ہو گئی ہے۔ میرے سر کے مختلف حصوں میں تو میں نے بڑھاپے کو خوش آمدید کہا۔

۵-اور اگر مجھے امید ہوتی کہ اگر میں نے اسے خوش آمدید نہ کہا تو وہ مجھ سے منہ پھیر لے گا تو میں ارادہ کرتا کہ وہ پہلو تہی کرے۔

۶-مگر جب کوئی ناگوار شئی کسی دن آپڑے پھر طبیعت اسے قبول کرے تو طبیعت کا اسے قبول کر لینا اس ناپسندیدہ چیز کو دور کر دیتا ہے۔

خط کشیدہ کی لغوی تحقیق:

۱-شَرٌّ: یہ واحد ہے اور اس کی جمع ہے۔ بمعنی برا، مکروہ، ناپسند

۲-قَتِیْلًا: اس کی جمع قتلی ہے۔ بروزن فعیل بمعنی: مقتول۔

۳-کُلُوْم: کلم کی جمع ہے بمعنی زخمی کرنا۔

۴-مفرقٌ: جمع مفارق ہے۔ مختلف جگہیں

۵-تحیۃٌ: جمع تحیات ہے۔ سلام خوش آمدید

۶-کُرْہٌ: مصدر از باب سَمِعَ یَسْمَعُ۔ ناپسند ہونا

القسم الثانی......دیوان متنبی

سوال نمبر3: درج ذیل اشعار میں سے پانچ کا ترجمہ اور خط کشیدہ الفاظ کا اعراب مع وجہ بیان کریں؟

١ اسد فرائسها الاسود يقودها — اسد تصير له الاسود ثعالبا

۲ فی رتبة حجب الورى عن نيلها	وعلى فسموه على الحاجبا
۳ كالشمس فی كبد السماء و ضوئها	يغشى البلاد مشارقا و مغاربا
۴ ماكنت احسب قبل دفنك فی الثرى	ان الكواكب فی التراب تغور
۵ ماكنت امل قبل نعشك ان ارى	رضوى على ايدى الرجال تسير
۶ خرجوا به ولكل باك خلفه	صعقات موسى يوم دك الطور

جواب: ترجمۃ الاشعار:

۱- وہ ایسے شیر ہیں جن کے گھوڑے بھی ایسے شیر ہیں جن کے سامنے شیر بھی لومڑ بن جاتے ہیں۔

۲- میرا ممدوح رتبے میں اس قدر بلند ہے کہ مخلوق اس کے پانے سے عاجز ہے، اسی وجہ سے لوگوں نے اس کا نام علی حاجب رکھ دیا ہے۔

۳- میرا ممدوح سورج کی طرح آسمان کے جگر میں ہے۔ اس کی روشنی نے شہروں کو ڈھانپ رکھا ہے مشارق و مغارب کی صورت میں۔

۴- میں نہیں گمان کرتا تھا کہ تیرے زمین میں دفن ہونے سے پہلے کہ ستارے بھی زمین میں چھپ جاتے ہیں۔

۵- میں امید نہیں رکھتا تھا تیری لاش سے پہلے کہ میں دیکھوں گا عظیم پہاڑ کو لوگوں کے ہاتھوں میں چلتے ہوئے۔

۶- وہ میرے ممدوح کو لے کر نکلے اس حال میں کہ ہر ایک اس کے پیچھے رو رہا تھا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا بے ہوش ہونا اس دن جس دن طور (پہاڑ) ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا۔

خط کشیدہ اعراب و وجہ اعراب:
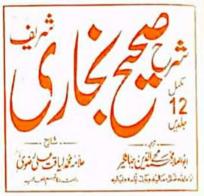
یَقُوْدُ: فعل مضارع، نواصب و جوازم سے خالی ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

ثَعَالِبًا: منصوب لفظاً خبر تَصِيْرُ فعل ناقص کی۔

وَضُوْءَ ا: عطف علی شمس۔

یَغْشٰی: فعل مضارع معروف از باب افعال مرفوع تقدیرًا لخلو من الجوازم والنواصب

تَغُوْرُ: فعل مضارع مرفوع لخلو من الجوازم والنواصب۔

اَنْ اَرٰی: فعل مضارع منصوب بہ ان ناصبہ۔

اَلرِّجَالِ: مجرور بوجہ مضاف الیہ

سوال نمبر 4: کسی ایک جزء کا جواب تحریر کریں؟

(ا) علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض سپرد قلم کریں، نیز طبقات شعراء میں صاحب حماسہ کا طبقہ بیان کریں؟

(۲) دیوان متنبی کا مصنف کون ہے؟ اس کے مختصر حالات ذکر کریں؟ نیز اسے متنبی کہنے کی وجہ تفصیلاً قلمبند کریں؟

جواب: (الف) علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

طبقہ کا تعین:

صاحب حماسہ کا تعلق طبقۂ اسلامی شعراء سے ہے۔

(ب) دیوان متنبی کا مصنف: احمد بن حسین بن الحسن بن عبد الصمد

والد کا نام: حسین

جو محلّہ کندہ میں اپنے اونٹ پر پانی لاد کر پلایا کرتے تھے، اس قوم کے لوگ ان کو عبد السقاء کہا کرتے تھے۔ ان کے والد بچپن میں انتقال کر گئے تھے۔

پرورش: مصنف ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا اور اس کی والدہ بھی بچپن میں ہی انتقال کر گئیں اور اس کی نانی نے پرورش کی۔

علم و فضل: متنبی بڑا ذہین شخص تھا اس کی ذہانت کا اعتراف بہت سارے مؤرخین نے کیا ہے۔

وفات: اس نے اپنے اشعار میں ایک عورت کی بہت ہی نازیبا الفاظ میں ہجو کی تھی۔ اس عورت کے ماموں کے پاس جب وہ اشعار پہنچے تو اس نے موقعہ پا کر اس کو قتل کر دیا۔

متنبی کہنے کی وجہ: اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس لیے اسے متنبی (جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا) کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... تفسیر﴾

سوال نمبر 1: الم وسائر الالفاظ التی یتھجا بھا اسماء مسمیاتھا الحروف التی رکبت منھا الکلم لدخولھا فی حد الاسم واعتوار ما یختص بہ من التعریف والتنکیر والجمع والتصغیر ونحو ذلک علیھا وبہ صرح الخلیل وابو علی

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز حروف بدل کی تعداد کے بارے میں قاضی بیضاوی نے جو بحث کی ہے وہ سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) حروف مقطعات کے بارے میں مصنف نے کتنے اور کون کون سے اقوال ذکر کیے ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ تعلیل للحکم السابق وبیان ما یقتضیہ

(۱) یہاں ختم وغشاوۃ کے حقیقی معانی مراد ہیں یا کچھ اور؟ تفسیر بیضاوی کی روشنی میں جواب دیں۔ (۱۰)

(۲) مذکورہ آیت سے معتزلہ کو کیا اضطراب لاحق ہوا؟ وجہ بھی سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: وھو بکل شیء علیم فیہ تعلیل کانہ قال ولکونہ عالما بکنہ الاشیاء کلھا خلق ما خلق علی ھذا النمط الاکمل والوجہ الانفع واستدلال بان من کان فعلہ علی ھذا النسق العجیب والترتیب الانیق کان علیما

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کے اعراب کے بارے میں نافع ابوعمرو اور کسائی کا قول نقل کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) صحت حشر کتنے مقدمات پر مبنی ہے؟ آپ ان میں سے کسی دو کی تشریح سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 4: مما تنبت الارض من الاسناد المجازی واقامۃ القابل مقام الفاعل ومن

للتبعیض من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها

(۱) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) تفسیر بیضاوی کی روشنی میں "بقل" اور "فوم" کی تشریح کریں، نیز خط کشیدہ ترتیب کی وجہ سپردِ قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

﴿القسم الثانی...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی تین اجزاء کے جواب تحریر کریں؟

(۱) قتال اور شراب کے بارے میں نازل ہونے والا پہلا کلام زینت قرطاس کریں؟ (۱۰)

(۲) اسباب نزول کی معرفت کے فوائد قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۳) معجزہ الہیہ کی کل کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ (۱۰)

(۴) کیا قرآن مجید کا حرفی ترجمہ کرنا جائز ہے؟ اس کے اسباب ضرور سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2017

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

﴿القسم الاوّل...... تفسیر﴾

سوال نمبر 1: الم وسائر الالفاظ التی یتہجابها اسماء مسمیاتها الحروف التی رکبت منها الکلم لدخولها فی حد الاسم واعتوار ما یختص به من التعریف والتنکیر والجمع والتصغیر ونحو ذلك علیها وبه صرح الخلیل وابو علی

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز حروف بدل کی تعداد کے بارے میں قاضی بیضاوی نے جو بحث کی ہے وہ سپرد قلم کریں؟

(ب) حروف مقطعات کے بارے میں مصنف نے کتنے اور کون کون سے اقوال ذکر کیے ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: الم اور باقی حروف تہجی اسماء ہیں اور ان کے مسمیات حروف ہیں جن سے کلام مرکب ہوتا ہے۔ (اسماء ہونے پر دلیل) کیونکہ یہ الفاظ اسم کی تعریف کے تحت داخل ہیں، وہ چیزیں جو اسم کے ساتھ ہیں یعنی تعریف وتنکیر، جمع، تصغیر اور اس کی مثل ان پر پے در پے آنے کی وجہ سے۔

حروف بدل کی تعداد: حروف بدل کی تعداد گیارہ ہے جیسا کہ امام سیبویہ نے اس کا ذکر کیا اور ابن

جنی نے اس کو اختیار کیا۔ ان کا مجموعہ "اجد طویت منہا" ہے۔ ان میں چھ مشہور ہیں جن کا مجموعہ "اھطمین" ہے۔

بعض نے سات اور بھی زیادہ کیے ہیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک اٹھارہ ہو گئے۔

(ب) حروف مقطعات کے بارے میں اقوال: ☆ بعض نے کہا: یہ سورتوں کے نام ہیں۔

☆ بعض نے کہا: یہ قرآن کے اسماء ہیں۔

☆ بعض نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں۔ ☆ بعض نے کہا: یہ ایک راز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں مخفی رکھا ہے۔

سوال نمبر2: ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ تعلیل للحکم السابق وبیان ما یقتضیہ

(الف) یہاں ختم وغشاوۃ کے حقیقی معانی مراد ہیں یا کچھ اور؟ تفسیر بیضاوی کی روشنی میں جواب دیں۔

(ب) مذکورہ آیت سے معتزلہ کو کیا اضطراب لاحق ہوا؟ وجہ بھی سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ختم اور غشاوہ کا مرادی معنی: اس جگہ ختم اور غشاوۃ حقیقی معنی پر محمول نہیں بلکہ مجازی معنی پر محمول ہیں۔ ختم کا معنی ہے کسی شئی پر مہر لگا کر اس کو بند کر دینا اور اس کو چھپا دینا۔ تو شئی پر مہر لگا کر اس کو محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ غشاوۃ فعالۃ کے وزن پر ہے جس کا معنی ہے وہ چیز جو کسی چیز کو ڈھانپ دے۔ مراد اس سے پردہ ہے جیسے عمامہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ختم اور غشاوہ سے ان کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے نفوس میں ایسی ہیئت پیدا ہو جاتی ہے جس وجہ سے وہ کفر و معاصی کو پسند کرتے ہیں۔ ایمان اور اطاعت کو قبیح سمجھتے ہیں۔ اپنے آباء واجداد کی تقلید میں منہمک ہو جانے کی وجہ سے اور نظر صحیح سے اعراض کرنے کی وجہ سے۔ پس ان کے دل ایسے ہو جاتے ہیں کہ ان میں حق نافذ نہیں ہوتا۔ ان کے کان حق کو سننے سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ تو گویا ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا کر بند کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) اضطراب: جب ختم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی تو وہ مضطرب ہو گئے۔ اضطراب کی وجہ یہ ہے کہ معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ قبیح افعال کا بندہ خود خالق ہے، اللہ نہیں۔ اب جب ختم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ان کا حق کو قبول نہ کرنا، یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگائی۔ حق تک نہ پہنچنا اس سبب سے ہے کہ اللہ نے ان کے کانوں پر پردہ کر دیا یعنی اللہ کی ذات مانع ٹھہری حالانکہ یہ قبول حق اور توصل حق تک رکاوٹ بننا قبیح ہے۔ لہٰذا ختم کا اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا بھی قبیح ٹھہرا۔ یوں معتزلہ مضطرب ہو گئے کہ یہ آیت تو ان کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

سوال نمبر3: وهو بكل شيء عليم فيه تعليل كانه قال ولكونه عالما بكنه الاشياء كلها خلق ما خلق على هذا النمط الاكمل والوجه الانفع واستدلال بان من كان فعله على هذا النسق العجيب والترتيب الانيق كان عليما

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کے اعراب کے بارے میں نافع ابوعمرو اور کسائی کا قول نقل کریں؟

(ب) صحت حشر کتنے مقدمات پر مبنی ہے؟ آپ ان میں سے کسی دو کی تشریح سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور وہ ہر شئی کو جانتا ہے، اس آیت میں تعلیل ہے (کہ تمام اشیاء کی حقیقتوں کو جانتا ہے) گویا اس نے کہا: اس نے تمام اشیاء کی حقیقت کے عالم ہونے کی وجہ سے پیدا کیا، اس نے جو پیدا کیا اس کامل طریقے، انفع وجہ پر۔ اس میں اس بات پر استدلال ہے کہ وہ ذات جس کا فعل اس عجیب طریقہ اور عجیب ترتیب پر ہے، وہ علیم ہے۔

خط کشیدہ کا اعراب: نافع، ابوعمرو اور کسائی نے وھو ھا کو ساکن کر کے پڑھا ہے۔

(ب) صحتِ حشر کے مقدمات: صحت حشر کے تین مقدمات ہیں:

نمبر۱: تمام ابدان کے مواد جمع اور حیات کے قابل ہیں۔ اس پر بطور برہان اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول: "وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ" سے اشارہ فرمایا: افتراق اور اجتماع کا تعاقب اور موت و حیات کا ان پر واقع ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابدان بذات ان چیزوں کے قابل ہیں۔

نمبر۲و۳: یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے مواقع کو جانتا ہے۔ لہٰذا ان کے اجتماع اور احیاء پر قادر ہے۔

سوال نمبر4: مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنَ الْاِسْنَادِ الْمَجَازِىْ وَاِقَامَةِ الْقَابِلِ مَقَامَ الْفَاعِلِ وَمِنْ لِلتبعيضِ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا

(الف) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) تفسیر بیضاوی کی روشنی میں "بقل" اور "فوم" کی تشریح کریں، نیز خط کشیدہ ترتیب کی وجہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔ ترجمہ درج ذیل ہے:

"اس سے جو زمین اگاتی ہے یہ اسناد مجازی ہے اور قابل (زمین) کو فاعل (حقیقی) کے قائم مقام کیا گیا ہے۔ من تبعیض کے لیے ہے۔ کچھ ساگ، ککڑی، گندم، مسور اور پیاز۔

(ب) بقل: جو بھی سبز چیز زمین اگائے بقل کہلاتی ہے لیکن مراد وہ سبزیاں ہیں جنہیں کھایا جاتا ہے۔

فوم: حطہ یعنی گندم کو کہتے ہیں۔ روٹی کو بھی کہا جاتا ہے۔ بعض نے اس کا معنی تھوم سے کیا

ہے۔

ترتیب کی وجہ: ترتیب نظم کی وجہ یہ ہے کہ اولاً اس چیز کا ذکر کیا جو بنفسہ کھائی جاتی ہے آگ پر پکائے بغیر، اس کے بعد وہ چیز ذکر کی جو بنفسہ نہیں کھائی جاتی بلکہ آگ پر پکا کر یا معالجہ کے طور پر کھایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جوان کے مناسب تھا اور اس کو قبول کرتے تھے۔ اس کا ذکر کرتے گئے۔

﴿القسم الثانی...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی تین اجزاء کے جواب تحریر کریں؟

(۱) قتال اور شراب کے بارے میں نازل ہونے والا پہلا کلام زینت قرطاس کریں؟

(۲) اسباب نزول کی معرفت کے فوائد قلمبند کریں؟

(۳) معجزہ الہیہ کی کل کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

(۴) کیا قرآن مجید کا حرفی ترجمہ کرنا جائز ہے؟ اس کے اسباب ضرور سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) پہلا کلام شراب کے بارے میں: یسئلونك عن الخمر و المیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما

قتال کے بارے میں پہلا کلام: اذن للذین یقتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر ۔ الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا الله ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبیع وصلوات ومسجد یذکر فیها اسم الله کثیراً ولینصرن الله من ینصره ، ان الله لقوی عزیزo

(۲) اسباب نزول کی معرفت کے فوائد: ☆ سبب نزول کی معرفت کے بغیر کسی بھی آیت کی تفسیر ممکن نہیں۔

☆ قرآن کریم کے معانی کو سمجھنے کے لیے سبب نزول کی معرفت اہم ذریعہ ہے۔

☆ سبب نزول کی معرفت آیت کے مفہوم و مدلول کو متعین کرنے کا آلہ ہے۔

علاوہ ازیں ان سے احکام کی حکمتیں معلوم ہوتی ہیں اور تخصیص حکم معلوم ہوتا ہے۔

سبب نزول سے حصر والا ازالہ دفع ہو جاتا ہے اور ابہام رفع ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۳) معجزہ الہی کی شرائط: پانچ ہیں:

۱- اس کلام پر صرف باری تعالیٰ ہی قادر ہو۔

۲- وہ کام خلاف عادت ہو۔

۳- نبوت کا دعویٰ کرنے والا خلاف عادت کام و کلام کو اپنے دعویٰ پر دلیل بنائے اور اس کو دوبارہ پیش کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہو۔

۴۔معجزہ مدعی نبوت کے دعویٰ کے مطابق ہو مخالف نہ ہو۔

۵۔کوئی بھی شخص اس معجزے کی مثل لانے پر قادر نہ ہو۔

(۴) قرآن کا حرفی ترجمہ کرنا: قرآن پاک کا حرفی ترجمہ جائز ہے، کیونکہ ہر کوئی لغت عربی کو نہیں سمجھ پاتا۔علاوہ ازیں عدم ممانعت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تمام کائنات قرآن کریم کے فیوض و برکات سے مستفید ہو سکے۔

☆☆☆

صورت بیان کریں؟ (۲+۳+۵=۱۰)

(۲) مرسل کے حکم میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ تفصیلاً سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: اذا کان سبب الطعن فی الراوی مخالفته للثقات وھو السبب السابع فینتج عن مخالفته للثقات خمسة انواع من علوم الحدیث

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ پانچوں انواع کے صرف نام تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) شاذ کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں نیز متن اور شاذ میں سے کسی ایک میں شذوذ کی مثال تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 6: (۱) صحابی کی تعریف تحریر کریں اور بتائیں کہ صحابی کی معرفت کتنے اور کون کون سے امور کے ذریعے ہوتی ہے؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) مبادلہ کا مطلب لکھیں نیز مبادلہ سے مراد کتنے اور کون کون سے صحابہ ہیں؟ تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2017

دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث

﴿القسم الاوّل ...... حدیث﴾

سوال نمبر 1: عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(۲) اپنے غلام یا غیر کے غلام کے قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائیگا یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے: حضرت سمرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے اور جس نے اپنے غلام کے اعضاء کاٹے ہم اس کے کاٹیں گے۔

(ب) اختلاف آئمہ: اس مسئلہ میں آئمہ کا اتفاق ہے کہ غلام کے بدلے مولیٰ کو قتل نہیں کیا جائے گا اور مذکورہ حدیث زجر پر محمول ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... حدیث﴾

سوال نمبر1: عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) اپنے غلام یا غیر کے غلام کے قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائیگا یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر2: عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اذا زنت امة احدکم فتبین زناها فلیجلدها الحد ولا یثرب علیها ثم ان زنت فلیجلدها الحد ولا یثرب ثم ان زنت الثالثة فتبین زناها فلیبعها ولو بحبل من شعر

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظ ذکر کرنے کا فائدہ سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) آقا اپنے غلام یا باندی پر خود حد جاری کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام شافعی اور احناف کا مذہب مع دلائل لکھیں؟ (۲۰)

سوال نمبر3: عن انس قال لم یکن شخص احب الیهم من رسول الله صلی الله علیه وسلم وکانوا اذا رأوه لم یقوموا لما یعلمون من کراهیته لذلک

(۱) حدیث کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خط کشیدہ عبارت ترکیب میں کیا واقع ہو رہی ہے؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) کیا مذکورہ حدیث قیام تعظیمی کے جواز پر دلالت کر رہی ہے؟ نیز آپ اس بارے میں اپنا موقف تفصیلاً مع الدلائل لکھیں؟ (۲۰)

﴿القسم الثانی...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر4: (۱) مرسل کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں، نیز فقہاء و اصولیین کے نزدیک مرسل کی

صورت بیان کریں؟ (۲+۳+۵=۱۰)

(۲) مرسل کے حکم میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ تفصیلاً سپردقلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: اذا کان سبب الطعن فی الراوی مخالفته للثقات وھو السبب السابع ینتج عن مخالفته للثقات خمسة انواع من علوم الحدیث

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ پانچوں انواع کے صرف نام تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) شاذ کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں نیز متن اور شاذ میں سے کسی ایک میں شذوذ کی مثال تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 6: (۱) صحابی کی تعریف تحریر کریں اور بتائیں کہ صحابی کی معرفت کتنے اور کون کون سے امور کے ذریعے ہوتی ہے؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) عبادلہ کا مطلب لکھیں، نیز عبادلہ سے مراد کتنے اور کون کون سے صحابہ ہیں؟ تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2017

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

﴿القسم الاوّل...... حدیث﴾

سوال نمبر 1: عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهٗ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهٗ جَدَعْنَاهُ

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(۲) اپنے غلام یا غیر کے غلام کے قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائیگا یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف): اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے: حضرت سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے اور جس نے اپنے غلام کے اعضاء کاٹے ہم اس کے کاٹیں گے۔

(ب) اختلاف آئمہ: اس مسئلہ میں آئمہ کا اتفاق ہے کہ غلام کے بدلے مولیٰ کو قتل نہیں کیا جائے گا اور مذکورہ حدیث زجر پر محمول ہے۔

کسی دوسرے کا غلام قتل کرنے میں اختلاف ہے، امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک آزاد کو قتل کیا جائے گا، اسی طرح آزاد کے بدلے غلام کو بھی قتل کیا جائے گا۔ باقی تین آئمہ ثلاثہ کے نزدیک غلام کے بدلے آزاد کو قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "الحر بالحر والعبد بالعبد۔" ہماری دلیل اوپر والی حدیث پاک ہے۔

سوال نمبر2: عن ابی هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا زنت امة احدكم فتبين زناها فليجلدها الحد ولايثرب عليها ثم ان زنت فليجلدها الحد ولا يثرب ثم ان زنت الثالثة فتبين زناها فليبعها ولو بحبل من شعر

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ ذکر کرنے کا فائدہ سپرد قلم کریں؟

(۲) آقا اپنے غلام یا باندی پر خود حد جاری کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام شافعی اور احناف کا مذہب مع دلائل لکھیں۔

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم میں سے کسی کی کنیز زنا کرے اور اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو اسے حد لگائے اور سرزنش نہ کرے، پھر اگر زنا کرے تو وہ اسے حد لگائے اور زجر نہ کرے، اس کے بعد اگر تیسری بار زنا کرے اور اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو مالک وہ اسے بیچ دے اگرچہ بالوں کی ایک رسی کے بدلے۔

خط کشیدہ الفاظ ذکر کرنے کا فائدہ:

مذکورہ حکم کنیز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آزاد عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ پھر ان الفاظ کو اس لیے ذکر کیا کہ موہ کنیزیں زجر و توبیخ کا نشانہ بنتی ہیں اس لیے اس کا خصوصی طور پر ذکر کیا۔

(ب) حد جاری کون کرے؟ شوافع کے نزدیک مولیٰ کو اپنی باندی پر حد جاری کرنے کا اختیار ہے اور دلیل یہی حدیث ہے۔ احناف کے نزدیک حد حاکم لگائے گا۔ مذکورہ حدیث کا مطلب عندالاحناف یہ ہے کہ وہ حد جاری کرنے کا سبب اور وسیلہ بنے اور اسے حاکم کے پاس لے جائے تا کہ وہ اس پر حد جاری کرے۔

سوال نمبر3: عن انس قال لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانوا اذا راوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك

(۱) حدیث کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خط کشیدہ عبارت ترکیب میں کیا واقع ہو رہی ہے؟

(۲) کیا مذکورہ حدیث قیام تعظیمی کے جواز پر دلالت کر رہی ہے؟ نیز آپ اس بارے میں اپنا مؤقف تفصیلاً مع الدلائل لکھیں۔

جواب (الف) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ

وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا وہ جب حضور کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیام کو ناپسند کرتے ہیں۔

خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب: یہ عبارت لم یکن کی خبر واقع ہو رہی ہے۔

(ب) قیام تعظیمی: بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ مجلس میں آنے والے شخص کے لیے قیام سنت ہے، انہوں نے اس حدیث کو دلیل بنایا: "قوموا الی سیدکم" بعض کے نزدیک یہ مکروہ و بدعت ہے اور ممنوع ہے۔ جیسا کہ اوپر والی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیام صحابہ کو ناپسند کرتے تھے۔

حدیث ابوامامہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت کھڑے ہوا کرو، کیونکہ یہ عجمیوں کی عادت ہے۔

راجح مؤقف یہ ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اہل علم و فضل کے لیے قیام جائز ہے جس طرح کہ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس پر دال ہے۔ امام محی السنہ محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل فضل کی آمد پر ان کے لیے قیام مستحب ہے۔ اس بارے میں احادیث موجود ہیں۔ اس بارے میں صراحۃً منع پر کوئی حدیث نہیں ہے۔

﴾القسم الثانی...... اصول حدیث﴿

سوال نمبر 4: (۱) مرسل کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں، نیز فقہاء و اصولیین کے نزدیک مرسل کی صورت بیان کریں۔

(۲) مرسل کے حکم میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ تفصیلاً سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) مرسل کا لغوی و اصطلاحی معنی: لغوی معنی "چھوڑا ہوا" اور اصطلاحی معنی ہے: وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد راوی منقطع ہو یعنی راوی حذف ہو۔

مرسل کی صورت: یہ ہے کہ تابعی خواہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ روایت کرتے ہوئے یہ کہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا، یوں کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایسا کیا گیا۔ عندالمحدثین یہ صورت مرسل کی ہے۔ باقی فقہاء و علماء اصولِ فقہ کے نزدیک مرسل کا مفہوم اس سے عام ہے، ان کے نزدیک ہر منقطع مرسل ہے خواہ یہ انقطاع جس طریقے سے بھی ہو۔

(۲) مرسل کا حکم: مرسل کے حکم میں علماء کے تین اقوال ہیں:

نمبر۱: ضعیف اور مردود: یہ قول جمہور محدثین، اکثر فقہاء اور اصولیوں کا ہے۔

نمبر۲: آئمہ ثلاثہ (امام اعظم، امام مالک، امام احمد رحمہم اللہ) اور علماء کی ایک جماعت کے نزدیک حدیث مرسل صحیح ہے اور اس سے استدلال صحیح ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ روایت کرنے والا ثقہ ہو اور وہ ثقہ سے

ہی روایت کرتا ہو۔

نمبر۳: امام شافعی اور دیگر بعض علماء کے نزدیک مرسل کے مقبول ہونے کے لیے چار شرائط ہیں:

۱۔ ارسال کرنے والا کبار تابعین سے ہو۔ ۲۔ مرسل نے جس سے ارسال کیا ہے وہ بھی ثقہ ہو۔ ۳۔ جب دوسرے حفاظ حدیث اسی حدیث کو مرسل روایت کریں تو اس کی مخالفت نہ کریں۔ ۴۔ مذکورہ باتوں میں سے کوئی ایک: (i) وہ حدیث دوسرے طریق سے مروی ہو۔ (ii) یا وہ حدیث دوسری مرسل اسانید کے ساتھ مروی ہو۔ (iii) یا وہ حدیث کسی صحابی رسول کے قول کے مطابق ہو۔ (iv) یا اس کے موافق اور مقتضی پر اکثر علماء حدیث نے فتویٰ دیا ہو۔ (v) یا مرسل روایات اکثر علماء اس کے موافق فتویٰ دیتے ہوں۔

سوال نمبر5: اذا کان سبب الطعن فی الراوی مخالفته للثقات وھو السبب السابع فینتج عن مخالفته للثقات خمسة انواع من علوم الحدیث

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ پانچوں انواع کے صرف نام تحریر کریں؟

(۲) شاذ کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں نیز متن اور شاذ میں سے کسی ایک میں شذوذ کی مثال تحریر کریں؟

جواب: (۱) جب کسی راوی میں طعن کا سبب اس کا ثقہ راویوں کی مخالفت کرنا ہو (اور یہ ساتواں سبب ہے) تو اس کی ثقات کی مخالفت سے علوم حدیث کی پانچ انواع بنتی ہیں۔

نام: المدرج، المقلوب، المزید فی متصل الاسانید، المضطرب اور المصحف۔

(ب) شاذ کا لغوی و اصطلاحی معنی: شاذ کا لغوی معنی ہے: ''علیحدہ ہونے والا'' یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے جبکہ اصطلاح میں مقبول راوی کی وہ روایت ہے جو اس نے اپنے سے افضل اور اوثق راوی کے خلاف بیان کی ہو۔

متن میں شذوذ کی مثال: وہ حدیث ہے جو امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہما اللہ سے مروی ہو جیسے: عبد الواحد بن زیادۃ عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ مرفوعًا اذا صلی احدکم الفجر فلیضطجع عن یمینه۔

سوال نمبر6: (۱) صحابی کی تعریف تحریر کریں اور بتائیں کہ صحابی کی معرفت کتنے اور کون کون سے امور کے ذریعے ہوتی ہے؟

(۲) عبادلہ کا مطلب لکھیں، نیز عبادلہ سے مراد کتنے اور کون کون سے صحابہ ہیں؟ تحریر کریں؟

جواب: (۱) صحابی کی تعریف: وہ شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی استمرار ایمان کے ساتھ معیت اختیار کی ہو۔

صحابی کی معرفت کے امور: صحابی کی معرفت کے پانچ طریقے ہیں:

۱-تواتر یعنی تواتر سے ثابت ہو کہ وہ صحابی رسول ہیں جیسے عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۲-شہرت یعنی اس کی صحابیت کا ثبوت مشہور روایات سے ہو جیسے ضمار بن ثعلبہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۳-اخبار صحابی یعنی صحابی، صحابی کے بارے میں یہ خبر دے کہ وہ صحابی ہے۔

۴-اخبار ثقہ تابعی یعنی ثقات تابعین میں سے کوئی خبر دے کہ فلاں صحابی ہے۔

۵-اخبار نفسہ یعنی کسی شخص کا اپنے متعلق دعویٰ کرنا کہ میں صحابی ہوں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عادل ہو اور اس کے دعویٰ کا امکان بھی ہو۔

(۲) **عبادلہ کا مطلب:** وہ صحابہ ہیں، جن کا نام عبداللہ ہے۔ عبادلہ اربعہ سے مراد چار عبداللہ نامی صحابہ ہیں:

۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ ۲-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۳-حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما۔ ۴-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالیة السنة الثانیة للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/ 2017ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (۱) ولایجوز ان یبیع ثمرة ویستثنی منها ارطالا معلومة

مذکورہ مسئلہ کی دلیل دے کر وضاحت کریں نیز اس بارے میں اگر اختلاف آئمہ ہو تو وہ بھی تحریر کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(۲) ویجوز بیع الحنطة فی سنبلها والباقلی فی قشره وکذا الارز والسمسم

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل تفصیلاً سپرد قلم کریں، نیز بتائیں کہ اخروٹ، بادام اور پستہ کی مذکورہ حالت میں بیع کا حکم بھی وہی ہے یا نہیں؟ (۱۵+۵=۲۰)

سوال نمبر 2: (۱) اذا مات من له الخیار بطل خیاره ولم ینتقل الی ورثته

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع دلائل تحریر کریں اور فریق مخالف کی دلیل کا جواب بھی دیں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) واذا اشتری الرجلان غلاما علی انهما بالخیار فرضی احدهما فلیس للآخر ان یرده

مذکورہ مسئلہ کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من جعل علی القضاء فقد ذبح بغیر سکین

مذکورہ حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ عہدۂ قضا کو قبول کرنا کیسا ہے؟ دلائل سے مزین اپنا مؤقف سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) ولایکون النهی عن الوکالة حتی یشهد عنده شاهدان او رجل عدل

عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 4: فان قبضه الموهوب له فی المجلس بغیر امر الواهب جاز استحسانا وان قبض بعد الافتراق لم یجز الا ان یاذن له الواهب فی القبض والقیاس ان لایجوز

لی الوجھین وھو قول الشافعی

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور ہبہ کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں اور جواز ہبہ پر احادیث مبارکہ سے دلیل قلمبند کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(۲) مذکورہ مسئلہ میں احناف وشوافع کے دلائل تحریر کریں، اگر کسی نے "منحتك هذه الجارية" کہا تو ہبہ ہوگا یا نہیں؟ (۱۰+۵=۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2017ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: (۱) ولا یجوز ان یبیع ثمرة ویستثنی منها ارطالا معلومة

مذکورہ مسئلہ کی دلیل دے کر وضاحت کریں نیز اس بارے میں اگر اختلاف آئمہ ہو تو وہ بھی تحریر کریں؟

(۲) ویجوز بیع الحنطة فی سنبلها والباقلی فی قشره وکذا الارز والسمسم

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل تفصیلاً سپرد قلم کریں، نیز بتائیں کہ اخروٹ، بادام اور پستہ کی مذکورہ حالت میں بیع کا حکم بھی وہی ہے یا نہیں؟

جواب: (۱) مذکورہ مسئلہ کی وضاحت: ایسا کرنا جائز نہیں کہ پھلوں کی بیع ہو اور ان میں معلوم ارطال کا استثنیٰ کیا جائے یعنی اگر درخت پر پھل لگے ہوں تو چند رطل کا استثناء کر کے باقی پھل کی بیع کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ استثناء کے بعد باقی پھل مجہول ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ جس طرح باغ کی بیع میں معین درختوں کا استثناء کرنا جائز ہے، اسی طرح یہاں بھی جائز ہے۔

(۲) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ: اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا گندم کی بیع اس کی بالیوں اور لوبیے کی بیع اس کے چھلکے میں جائز ہے یا نہیں؟ عند الاحناف جائز ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سبز لوبیے کی بیع جائز نہیں ہے اور بالیوں میں گندم کی بیع کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ معقود علیہ ایسی چیز کے اندر پوشیدہ ہے جس میں منفعت نہیں، تو یہ زرگروں کی راکھ کے مشابہ ہوگئی جبکہ اپنی جنس کے مشابہ فروخت کیا جائے۔ احناف کی دلیل

وہ حدیث ہے جسے نبی علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا درخت بیچنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ وہ رنگ دار ہو جائے یعنی کھجوریں پک جائیں اور بالیوں کی بیع سے حتیٰ کہ سفید ہو جائیں اور آفت سے محفوظ ہو جائیں۔ اس لیے بھی کہ گندم ایسا اناج ہے، جس سے نفع کمایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کی بالیوں میں بیع جائز ہے جیسے جو کی بیع۔ یہی حکم اخروٹ، بادام اور پستہ کا ہے۔

سوال نمبر 2: (ا) **اذا مات من له الخيار بطل خياره ولم ينتقل الى ورثته**

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع دلائل تحریر کریں اور فریق مخالف کی دلیل کا جواب بھی دیں؟

(۲) **واذا اشترى الرجلان غلاما على انهما بالخيار فرضي احدهما فليس للآخر ان يرده**

مذکورہ مسئلہ کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟

جواب: (ا) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ: احناف کا مؤقف: اگر وہ شخص مر جائے جس کو خیار حاصل تھا تو اب اس کی موت سے خیار باطل ہو جائے گا اور اس کے ورثاء کی طرف منتقل نہ ہوگا۔

دلیل: احناف کی دلیل یہ ہے کہ خیار مشیت اور ارادے کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ لہٰذا اس کا دوسرے کی طرف منتقل ہونا متصور نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس میں وراثت والے احکام جاری نہ ہوں گے کیونکہ وراثت تو ان چیزوں میں ہوتی ہے جو انتقال کے قابل ہوں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خیار اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

دلیل: خیار ایسا حق ہے جو بیع میں لازم و ثابت ہے۔ لہٰذا اس میں وراثت جاری ہوگی جس طرح کہ خیار عیب میں۔

دلیل کا جواب: خیار ایسی چیز ہے جس میں انتقال نہیں ہوتا۔ لہٰذا وراثت جاری نہ ہوگی۔ بخلاف خیار عیب کے۔ اس پر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قیاس درست نہیں، کیونکہ مورث بے عیب مبیع کا مستحق ہوا تھا۔ لہٰذا وارث بھی بے عیب ہی اس کا مستحق ہوگا لیکن نفس خیار میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

(ب) مسئلہ کی وضاحت: مسئلہ یہ ہے کہ جب دو آدمیوں نے ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ ان دونوں کو خیار شرط حاصل ہے پھر ان میں سے ایک راضی ہو گیا تو اب دوسرے کو رد کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ یعنی دوسرے کا بھی اختیار جاتا رہا۔

یہ امام صاحب کا مؤقف ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اس کا خیار باقی رہے گا۔ صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ خیار کا اثبات دونوں میں سے ہر ایک کے لیے ثابت کرنا ہے۔ لہٰذا ساتھی کے ساقط کرنے سے دوسرے کا خیار ساقط نہ ہوگا، کیونکہ اس میں دوسرے کے حق کو باطل کرنا لازم آتا ہے۔ امام صاحب کی دلیل

یہ ہے کہ اس (بائع) کی ملک سے مبیعہ ایسی حالت میں نکلی کہ اس میں عیب شرکت نہ تھا۔ تو اب اگر ان میں ایک رد کر دے تو اس کو عیب شرکت کے ساتھ معیب بنا کر رد کرنے گا اور اس میں ضرر کا الزام ہے اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں کے لیے خیار ثابت کرنے سے ان میں سے ایک کے رد کرنے سے راضی ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دونوں رد پر جمع ہو جائیں۔

سوال نمبر3: (ا) عن ابی هريرة رضی الله عنه ان النبی صلى الله عليه وسلم قال من جعل علی القضاء فقد ذبح بغيز سكين

مذکورہ حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ عہدۂ قضا کو قبول کرنا کیسا ہے؟ دلائل سے مزین اپنا موقف سپرد قلم کریں؟

(۲) ولايكون النهی عن الوكالة حتى يشهد عنده شاهدان أو رجل عدل

عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) قضاۃ کو قبول کرنا کیسا؟: جس شخص کو اپنے آپ پر اعتماد ہو اس کے لیے عہدہ قضاء کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا تھا۔ لہٰذا ان کی اقتداء ہمارے لیے کافی ہے۔ اس لیے کہ یہ فرض کفایہ ہے کہ یہ امر بالمعروف ہے لیکن جو شخص اپنے آپ پر اعتماد نہ رکھتا ہو اور قضاء بالحق سے عجز کا خوف رکھتا ہو اور اسے اپنے آپ پر اطمینان نہ ہو تو اس کے لیے عہدہ قضاء کو قبول کرنا مکروہ ہے جبکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مطلقاً عہدہ قضاء میں داخل ہونا مکروہ ہے مذکورہ بالا حدیث پاک کی وجہ سے۔ صحیح قول یہ ہے کہ انصاف قائم کرنے کی طمع میں عہدہ قضاء قبول کرنے کی اجازت ہے جبکہ اس کو چھوڑنا عزیمت ہے۔ مگر جب قضاء کا اہل یہی شخص ہو تو پھر قبول کرنا فرض ہے تاکہ حقوق العباد کی حفاظت کرے اور فساد سے عالم کو خالی کرے۔

(ب) مذکورہ مذہب میں امام صاحب کا مؤقف: ترجمہ: اور نہیں جائز وکالت سے منع کرنا حتیٰ کہ اس کے پاس دو گواہ یا ایک عادل مرد گواہی دے۔

امام صاحب کا وہی مؤقف ہے جو ترجمہ میں مذکور ہوا۔

دلیل: امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ یہ خبر ملزم ہے۔ لہٰذا یہ حق وجہ شہادت ہوگی۔ لہٰذا شہادت کی دو جزؤں میں سے ایک یعنی ''عدد یا عدالت'' شرط ہے۔

سوال نمبر4: فان قبضه الموهوب له فی المجلس بغير امر الواهب جاز استحسانا وان قبض بعد الافتراق لم يجز الا ان ياذن له الواهب فی القبض والقياس ان لايجوز فی الوجهين وهو قول الشافعی

(ا) عبارت کا ترجمہ کریں اور ہبہ کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں اور جواز ہبہ پر احادیث مبارکہ

سے دلیل قلمبند کریں؟

(۲) مذکورہ مسئلہ میں احناف وشوافع کے دلائل تحریر کریں، اگر کسی نے "منحتك هذه الجارية" کہا تو ہبہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: پس اگر موہوب لہ نے مجلس میں واہب کی اجازت کے بغیر قبضہ کیا تو جائز ہے استحساناً اور جدا ہونے کے بعد قبضہ کیا تو جائز نہیں مگر یہ کہ واہب اس کو قبضہ کرنے کی اجازت دے دے۔ قیاس یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں جائز نہیں۔ یہی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

ہبہ کا لغوی واصطلاحی معنی: لغت میں ہبہ وہ شئی ہے جو دوسرے کو دی جائے کہ اس کے لیے نفع مند بھی ہو۔ عام ازیں کہ مال ہو یا غیر مال۔ شرع میں بغیر عوض کے مال کا مالک بنانا، ہبہ کہلاتا ہے۔

حدیث شریف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تهادوا تحابوا"

(ب) اختلاف آئمہ: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ مسئلہ میں عدم جواز کا قول ہے جبکہ احناف جواز کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل: قبضہ کرنا واہب کی ملک میں تصرف کرنا ہے، کیونکہ جب تک قبضہ نہیں ہوتا اس کی ملک باقی ہے۔ لہٰذا کسی اجازت کے بغیر درست نہ ہوگا۔

احناف کی دلیل یہ ہے کہ ہبہ میں قبضہ بمنزل قبول کے ہے، کیونکہ ہبہ کے حکم کا ثبوت اسی پر موقوف ہے اور وہ ملک ہے۔ مقصود بھی اس سے ملک کو ثابت کرنا ہے تو اس کی طرف سے ایجاب قبضہ پر مسلط کرنا ہی ہوا۔ لہٰذا جائز ہے۔

اگر کسی نے "منحتك هذه الجارية" کہا تو عاریت ہوگا ہبہ نہیں۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

شهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

﴿چوتھا پرچہ: بلاغت﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: اَمَّا بَعْدُ فَلَمَّا كَانَ اَصْلُهُ مَهْمَا يَكُنْ مِّنْ شَيْءٍ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ فَوَقَعَتْ كَلِمَةُ اَمَّا مَوْقِعَ اِسْمٍ هُوَ الْمُبْتَدَأُ وَفِعْلٍ وَهُوَ الشَّرْطُ وَتَضَمَّنَتْ مَعْنَاهُمَا

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) ''اَمَّا'' کے بعد فاء کب لازم ہوتی ہے؟ وجہ بھی تحریر کریں؟ نیز موقع الاسم کہہ کر مصنف نے کس بات کی طرف اشارہ کیا؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۳) ''لَمَّا'' کس معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے؟ اس بارے میں مطول کی روشنی میں تشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: قيل فصاحة الكلام خلوصه مما ذكر ومن كثرة التكرار وهو ذكر الشيء مرة بعد أخرى وكثرته ان يكون ذلك فوق الواحد وتتابع الاضافاة فكثرة التكرار كقوله اى ابى الطيب وتسعدنى فى غمرة بعد غمرة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مصنف خط کشیدہ عبارت سے ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض مع جواب لکھیں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) حمامة جرعى حومة الجندل اسجعى

مکمل شعر ذکر کریں، محل استشہاد تحریر کریں نیز مطول کی روشنی میں شعر کی وضاحت کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

سوال نمبر 3: والغرابة كون الكلمة وحشية غير ظاهرة الدلالة على المعنى ولا مانوسة الاستعمال فمنه ما يحتاج فى معرفته الى ان ينقر ويبحث عنه فى كتب اللغة المبسوطة كتكاكاتم وافرنقعوا

(۱) ترجمہ کریں، نیز ''فمنه'' سے مصنف غرابت کی پہلی قسم کا بیان کر رہے ہیں آپ اس کی دوسری قسم کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) وحشیہ اور اس کی اقسام کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 4: لاشك ان قصد المخبر اى من يكون بصدد الاخبار والاعلام لا من يتلفظ بالجملة الخبرية فانه كثيرا ما يورد الجملة الخبرية لأغراض أخر سوى افادة الحكم ولازمه

(۱) مخبر سے کیا مراد ہے؟ نیز خط کشیدہ کے علاوہ جملہ خبریہ کن کن اغراض کے لیے لایا جاتا ہے؟ مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف کریں نیز لزوم کا معنی اور لازم فائدۃ الخبر کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۴+۴+۳+۴=۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2017ء

چوتھا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: اَمَّا بَعْدُ فَلَمَّا كَانَ اَصْلُهُ مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ فَوَقَعَتْ كَلِمَةُ اَمَّا مَوْقِعَ اِسْمٍ هُوَ الْمُبْتَدَأُ وَفِعْلٍ وَهُوَ الشَّرْطُ وَتَضَمَّنَتْ مَعْنَاهُمَا

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) "اَمَّا" کے بعد فاء کب لازم ہوتی ہے؟ وجہ بھی تحریر کریں؟ نیز موقع الاسم کہہ کر مصنف نے کس بات کی طرف اشارہ کیا؟

(۳) "لَمَّا" کس معنی میں استعمال ہوتا ہے؟ اس بارے میں مطول کی روشنی میں تشریح سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حمد وصلوٰۃ کے بعد، پس جب اس کی اصل مهما يكن من شيء بعد الحمد والثناء ہے تو واقع ہوا کلمہ اَمّا اسم کی جگہ جو کہ مبتداء ہے فعل کی جگہ جو کہ شرط ہے اور متضمن ہے اَمّا' ان دونوں کے معنی کو۔

(ب) اَمّا' کے بعد فاء کا لازم ہونا: جب اَمّا معنی شرط کو متضمن ہو تو پھر اس کے بعد فاء کا لانا لازم ہوتا ہے تاکہ حتی الامکان شئی کا حق پورا ہو جائے، کیونکہ غالباً شرط کو فاء لازم ہوتی ہے تو جب فعل شرط کی جگہ آئے گا تو اس کو بھی لازم ہوگی۔

موقع اسم سے اشارہ: موقع اسم سے اشارہ مهما مبتداء کی طرف ہے۔

(ج) لَمّا کا معنی: لَمّا ظرف یعنی اسم ہے حرف نہیں اِذ کے معنی میں۔ اس کا استعمال شرط کے استعمال کی طرح ہوتا ہے، اس کے مابعد فعل ماضی آتا ہے خواہ لفظاً ہو یا معناً جیسے مضارع مجزوم بلم۔

امام سیبویہ کے نزدیک لَمّا ایک امر کو ثابت کرنے کے لیے دوسرے کے واقع ہونے کی وجہ سے یعنی ثبوت ثانی کے لیے آتا ہے بسبب ثبوت اول کے تو بعض نے گمان کرلیا کہ یہ حرف ہے لیکن حسین وجہ وہی ہے کہ اسم ہے اور اذ کے معنی میں ہے۔

سوال نمبر2: قیل فصاحة الکلام خلوصه مما ذکر ومن کثرة التکرار وهو ذکر الشیء مرة بعد أخری و کثرته ان یکون ذلك فوق الواحد وتتابع الاضافاة فکثرة التکرار کقوله ای ابی الطیب وتسعدنی فی غمرة بعد غمرة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مصنف خط کشیدہ عبارت سے ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض مع جواب لکھیں؟

(۲) حمامة جرعی حومة الجندل اسجعی

مکمل شعر ذکر کریں، محل استشہاد تحریر کریں نیز مطول کی روشنی میں شعر کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: بعض نے کہا کہ فصاحت کلام یہ ہے کہ مذکورہ قیدوں سے اور کثرۃ تکرار سے خالی ہونا، تکرار کا معنی یہ ہے کہ ایک شئ کا ایک دفعہ ذکر کرنے کے بعد دوسری دفعہ ذکر کرنا۔ کثرت تکرار کا مطلب یہ ہے کہ جو ایک سے اوپر ہو اور تتابع الاضافہ سے بھی خالی ہو۔ کثرت تکرار کی مثال جیسے ابوطیب کا قول: ''خوش کرتے ہیں مجھے ایک غم کے بعد دوسرے غم۔''

اعتراض و جواب: سوال یہ ہے کہ مذکورہ شعر کو بکثرت تکرار کی مثال دینا درست نہیں ہے، کیونکہ تکرار ایک شئ کو دو دفعہ ذکر کرنا یعنی دونوں کے مجموعہ کا نام تکرار ہے۔ اب اگر ایک شئ کو چار دفعہ ذکر کریں تو تعدد تکرار اور چھ دفعہ ذکر کریں تو کثرت تکرار ہوا جبکہ مذکورہ شعر میں ضمیر کا ذکر تین دفعہ آیا ہے جس سے تعدد تکرار بھی ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ کثرت تکرار ثابت ہو۔ شارح نے اس سوال کا جواب دیا کہ کثرت سے مراد ما فوق الواحد ہے فلا اعتراض۔

(ب) مکمل شعر:

حماة جرعی حومة الجندل اسجعی
فانت بمرأمی من سعاد و مسمع

محل استشہاد: شعر کا پہلا مصرع جس میں حمامہ کی اضافت جرعی کی طرف، جرعی کی حومہ کی طرف اور حومہ کی جندل کی طرف ہے۔

وضاحت: جرعی ریت والی زمین کو کہتے ہیں، جس میں کچھ نہ اگ سکے اور اجرع کی مؤنث ہے۔ ضرورت شعری کی وجہ سے مقصورہ کرکے لایا گیا۔ حومہ شئ کے بلند حصے کو کہتے ہیں اور جندل پتھریلی زمین کو کہتے ہیں۔ سجع کبوتر کو آواز دینے کو کہتے ہیں یعنی سعاد (محبوبہ) تجھے دیکھ رہی ہے اور سن رہی ہے۔ لہٰذا تو

گاتی رہ۔

سوال نمبر3: والغرابة كون الكلمة وحشية غير ظاهرة الدلالة على المعنى ولا مانوسة الاستعمال فمنه ما يحتاج فى معرفته الى ان ينقر ويبحث عنه فى كتب اللغة المبسوطة كتكاكاتم وافرنقعوا

(۱) ترجمہ کریں، نیز "فمنه" سے مصنف غرابت کی پہلی قسم کا بیان کرر ہے ہیں آپ اس کی دوسری قسم کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

(۲) وحشیۃ اور اس کی اقسام کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اور غرابت کلمہ کا وحشی ہونا، اپنے معنی پر ظاہر الدلالت نہ ہونا اور مانوسۃ الاستعمال نہ ہونا ہے۔ پس ان میں بعض وہ ہیں جن کی معرفت میں اس بات کی احتیاجی ہوتی ہے کہ لغت کی بڑی بڑی کتابوں میں اس کی تتبع وتلاش کی جائے جیسے تکاکاتم اور افرنقعوا۔

غرابت کی دوسری قسم کی مثال یہ ہے: "وفاحماد مرسنا و مسرجا" اس میں لفظ مسرّج لفظ غریب ہے۔ محبوب کی ناک مسرّج ہے یعنی یا تو دقت اور برابری میں سریجی تلوار کی طرح ہے۔ سریج ایک مشہور لوہار کا نام جس کی طرف تلواریں منسوب ہوتی ہیں یا پھر چمک ودمک میں سورج کی طرح ہے۔

(ب) وحشیۃ کی تعریف: کلمہ کا ایسی ترکیب پر مشتمل ہونا جس سے طبیعت نفرت کا اظہار کرے۔

اقسام: وحشی کی دو اقسام ہیں:

نمبر(۱) غریب حسن: وہ لفظ جس کا استعمال عربوں کے ہاں معیوب نہ ہو جیسے شرنبث، اشمخرّت، اقمطرّ۔

نمبر(۲) غریب قبیح: جس کا استعمال مطلقاً قبیح ومعیوب ہو جیسے جحیش (قیمتی موتی)

سوال نمبر4: لاشك ان قصد المخبر اى من يكون بصدد الاخبار والاعلام لا من يتلفظ بالجملة الخبرية فانه كثيرا ما يورد الجملة الخبرية لأغراض أخر سوى افادة الحكم ولازمه

(۱) مخبر سے کیا مراد ہے؟ نیز خط کشیدہ کے علاوہ جملہ خبریہ کن کن اغراض کے لیے لایا جاتا ہے؟ مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

(۲) فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف کریں نیز لزوم کا معنی اور لازم فائدۃ الخبر کی وجہ تسمیہ

جواب (الف) مخبر سے مراد: جو خبر دینے کے درپے ہو نہ کہ فقط جملہ خبریہ کا تلفظ کرنے کے درپے

ہو۔

اغراض اخری: فائدہ خبر اور لازم فائدہ خبر کے علاوہ جملہ خبریہ دوسری اغراض کے لیے بھی لایا جاتا ہے مثلاً

☆ حسرت کا اظہار کرنے کے لیے جیسے عمران کی بیوی کی حکایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی۔

☆ ضعف اور عاجزی کے اظہار کے لیے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان حضرت زکریا علیہ السلام کی حکایت کے سلسلہ میں ہے: "رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ"

☆ تفاوت عظیم کو ظاہر کرنے کے لیے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الآیة۔

اسی طرح ہے: هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

علاوہ ازیں غم اور گریہ زاری کا اظہار کرنے کے لیے۔ مزید بہت سی اغراض ہیں۔

(ب) فائدہ خبر اور لازم فائدہ خبر کی تعریف: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

لزوم کا معنی: جب بھی حکم کا فائدہ ہوگا تو یہ فائدہ بھی ضرور ہوگا کہ متکلم اس حکم کا عالم ہے۔

لازم فائدہ خبر کی وجہ تسمیہ: پہلا فائدہ (فائدہ خبر) دوسرے (لازم فائدہ خبر) کے بغیر منع ہے یعنی دوسرے کے بغیر نہیں پایا جائے گا جبکہ دوسرا پہلے کے بغیر منع نہیں بلکہ پہلے کے بغیر بھی پایا جائے گا تو گویا پہلا دوسرے کے لیے لازم نہ ہوا جبکہ دوسرا پہلے کو لازم ہے۔ اسی لیے اس کو لازم فائدہ خبر کہتے ہیں کہ وہ پہلے کو لازم ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... فلسفہ﴾

سوال نمبر 1: القسم الثانی فی الطبعیات

(۱) یہ کتاب کتنی اور کون کون سی اقسام پر مشتمل ہے؟ نیز قسم اول کو ذکر نہ کرنے کی وجہ سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) "فصل فی ان الصورة الجسمية لا تتجرد عن الهيولى" مذکورہ دعویٰ پر ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں دلیل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) حرکت ذاتیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ ان میں سے کسی دو کی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۲+۸=۱۰)

(۲) "فصل فی ان الفلك لايقبل الكون و الفساد والخرق و الالتيام" صاحب کتاب نے اس دعویٰ پر جو دلیل دی ہے وہ لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) قوت غاذیہ اور قوت نامیہ میں سے ہر ایک کی تعریف اور عمل سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) قوت محرکہ کی تعریف کرنے کے بعد اس کی اقسام کی تشریح وتوضیح ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۳+۱۲=۱۵)

﴿القسم الثانی...... مناظرہ﴾

سوال نمبر 4: (۱) مناظرہ کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ یہ کس سے ماخوذ ہے؟ نیز مناظرہ کے ساتھ ان کی مناسبت سپرد قلم کریں؟ (۲+۸=۱۰)

(۲) مناظرہ کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد تحریر کریں نیز مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ میں فرق کی وضاحت کریں؟ (۹+۶=۱۵)

سوال نمبر 5: (۱) نقض کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں نیز نقض اجمالی اور نقض تفصیلی میں فرق کی

وضاحت قلمبند کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) بحث کے کتنے اور کون کون سے اجزاء ہیں؟ تمام کی تشریح وتوضیح زینت قرطاس کریں۔ (۱۵)

سوال نمبر 6: (۱) سند اخص اور مساوی میں سے ہر ایک کی وضاحت تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) ودفع الشاهد قد يكون بمنع جريان الدليل أو بمنع التخلف عن الدليل او باظهار ان التخلف لمانع او بمنع استلزامه للمحال او بمنع الاستحالة

عبارت کا ترجمہ کریں اور دفع شاہد کی مذکورہ صورتوں میں سے کسی دو کی مثالیں تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2017ء

پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ

﴿القسم الاول...... فلسفہ﴾

سوال نمبر 1: القسم الثانی فی الطبعیات

(۱) یہ کتاب کتنی اور کون کون سی اقسام پر مشتمل ہے؟ نیز قسم اول کو ذکر نہ کرنے کی وجہ پر دقلم کریں؟

(۲) "فصل فی ان الصورة الجسمية لا تتجرد عن الهيولى" مذکورہ دعویٰ پر ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں دلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) اقسام کتاب: یہ کتاب تین اقسام پر مشتمل ہے: قسم اول منطق میں، قسم دوم طبعیات میں اور قسم سوم الٰہیات میں۔

قسم اول کے ترک کی وجہ: اس کا پڑھنا پڑھانا متروک ہے، اس لیے صرف دو اقسام پر ہی اکتفاء کیا۔

(ب) دعویٰ پر دلیل: صورت جسمیہ ہیولیٰ سے مجرد ہو کر نہیں پائی جاتی، کیونکہ اگر بذات خود بغیر ہیولیٰ کے پائی جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں کہ وہ متناہی ہوگی یا غیر متناہی۔ دوسری محال ہے، کیونکہ اگر غیر متناہی ہو تو ممکن ہوگا کہ ایک مبداء اور نقطہ سے دو خط ایک طریقہ پر الیٰ غیر النہایہ نکالیں جائیں اور وہ دونوں خط مثلث کے دو ضلعوں کی طرح ہوں۔ چنانچہ جب وہ دونوں خط طول میں زیادہ ہوتے جائیں گے تو ان کے درمیان فاصلہ بھی زیادہ ہوتا جائے گا، ان کے دو ضلعے یعنی دونوں خط الی غیر النہایہ بڑھتے چلے جائیں گے، ان کے درمیان کا بعد بھی غیر متناہی ہوگا اور یہ خلاف مفروض ہے۔ قسم اول کی طرف بھی کوئی راستہ نہیں، کیونکہ اگر متناہی ہوگی تو ایک حد اور ایک طرف جیسے کرہ یا ایک سے زائد اطراف مثلاً مثلث اور مربع

وغیرہ اس کو محیط ہوں گے۔ پس وہ متشکل ہو جائے گی، کیونکہ شکل وہ ہیئت ہے جو ایک حد یا حدود کے احاطہ کرنے سے حاصل ہو۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا یہ شکل جسم کی ذات اور طبیعت سے حاصل ہوئی یا صورت جسمیہ کے سبب لازم کی وجہ سے یا سبب عارض کی وجہ سے۔ یہ تینوں صورتیں محال ہیں۔ اول اور دوسری اس لیے کہ تمام اجسام کا ایک ہی شکل کے ساتھ متشکل ہونا لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے۔ تیسری اس لیے باطل ہے کہ عارض کے زوال کے سبب شکل بدل جائے گی۔ لہٰذا وہ صورت قابل انفصال ہوگی اور قبول انفصال بجز ہیولیٰ کے نہیں ہو سکتا تو یہ اقتران لازم آ گیا صورت اور ہیولیٰ کا جو کہ خلاف مفروض ہے۔ فرض کیا تھا کہ علیحدہ ہو کر پائی جائے اور لازم آیا کہ صورت ہیولیٰ کے ساتھ مقترن ہے۔

سوال نمبر 2: (۱) حرکت ذاتیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ ان میں سے کسی دو کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(۲) "فصل فی ان الفلك لایقبل الكون والفساد والخرق والالتیام" صاحب کتاب نے اس دعویٰ پر جو دلیل دی ہے وہ لکھیں؟

جواب: (الف) حرکت ذاتیہ کی اقسام: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) دلیل پر دعویٰ: فلک کون، فساد، خرق اور التیام کو قبول نہیں کرتا۔ اس پر فلاسفہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ فلک محدد الجہات ہے یعنی فوق اور تحت کا محدد ہے اور جو محدد الجہات ہو وہ کون اور فساد کو قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا فلک بھی نہیں کرتا۔ کبرے پر دلیل کہ جو جسم کون اور فساد کو قبول کرتا ہے اس کی صورت حادثہ کے لیے ایک حیز طبعی ہوگا اور اس کی صورت فاسدہ کے لیے دوسرا حیز طبعی ہوگا جیسا کہ حیز طبعی میں یہ بحث گزر چکی ہے کہ ہر جسم کا حیز طبعی ہوتا ہے اور ہر جسم جس کی یہ شان ہو وہ حرکت مستقیم کا قابل ہوتا ہے، کیونکہ صورت کائنہ (جدیدہ) دو حال سے خالی نہیں ہے کہ وہ حیز طبعی میں ہوگی یا غیر طبعی میں، بصورت ثانی حرکت مستقیم سے اپنے حیز طبعی کی طرف جائے گی، کیونکہ حرکت مستدیر جسم کو اسی حیز میں باقی رہنے کو چاہتی ہے۔ پس فلک کا حرکت مستقیم کا قابل ہونا لازم آئے گا اور یہ باطل ہے۔ اگر وہ صورت کائنہ اپنے حیز طبعی میں ہوگی تو صورت فاسدہ قابل فساد حیز غیر طبعی میں ہوگی۔ بوقت وجود اس حیز غیر طبعی سے خارج ہونا اور حیز طبعی سے ملنا چاہے گی اور یہ حرکت مستقیم ہی سے ہوگا۔ حرکت مستقیم فلک میں باطل ہے۔

خرق اور التیام کو قبول نہیں کرتا، کیونکہ یہ بھی حرکت مستقیمہ سے حاصل ہوتا ہے۔ فلک حرکت مستقیمہ کا قابل نہیں تو پھر خرق اور التیام کا قابل بھی نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 3: (۱) قوت غاذیہ اور قوت نامیہ میں سے ہر ایک کی تعریف اور عمل سپرد قلم کریں؟

(۲) قوت محرکہ کی تعریف کرنے کے بعد اس کی اقسام کی تشریح و توضیح ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں تحریر کریں؟

جواب: (الف) قوت غاذیہ: وہ قوت ہے جو غذاء کو جذب کر کے اس کو ہضم کرے اور وہ اس غذا کو بدل کر اس جسم کے مشابہہ کرے، جس میں یہ قوت ہے تا کہ حرارت غریزیہ کی وجہ سے جس قدر جسم سے تحلیل ہوا اس کا بدل جسم میں پہنچ جائے۔ یہ غذا کو ہضم کرتی ہے، فضلہ کو دفع کرتی ہے۔ اس کے چار خادم ہیں۔ موت کے عارض ہونے تک کام کرتی رہتی ہے۔

قوت ناصہ: وہ قوت ہے جو جسم کو کمال تک پہنچاوے طول، عرض اور عمق میں۔

(ب) قوت محرکہ کی تعریف: وہ قوت ہے جو دوسرے میں مؤثر ہوا سے حرکت دے اور جہاں حرکت ہوگی وہاں فاعل کا ہونا ضروری ہے جو اس میں اثر کرے۔

اقسام: قوت محرکہ کی تین قسمیں ہیں:

وجہ حصر: قوت محرکہ یا تو خارج سے مستفاد ہوگی یا نہیں۔ اگر خارج سے مستفاد نہ ہو تو پھر اس کے لیے شعور ہوگا یا نہیں؟ اگر اس کے لیے شعور ہو (یعنی حرکت قصد وارادہ سے صادر ہو) تو یہ حرکت ارادیہ ہے اور اگر شعور نہ ہو تو یہ حرکت طبعیہ ہے۔ اگر خارج سے مستفاد ہو تو یہ حرکت قسریہ ہے۔

﴿القسم الثانی...... مناظرہ﴾

سوال نمبر 4: (۱) مناظرہ کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ یہ کس سے ماخوذ ہے؟ نیز مناظرہ کے ساتھ ان کی مناسبت سپرد قلم کریں؟

(۲) مناظرہ کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد تحریر کریں نیز مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ میں فرق کی وضاحت کریں؟

جواب: (۱) جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں دیکھیں۔

(۲) قیود کے فوائد: مناظرہ کی تعریف میں متخاصمین سے مراد ہے کہ ان میں سے ایک کا مطلب دوسرے کے مطلب کے مغائر ہو۔ نسبت سے مراد ہے جو محکوم علیہ اور محکوم کے درمیان ہو۔ اظہار الصواب کی قید سے مجادلہ اور مکابرہ سے احتراز ہو گیا۔

مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ میں فرق: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں دیکھیں۔

سوال نمبر 5: (۱) نقض کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں نیز نقض اجمالی اور نقض تفصیلی میں فرق کی وضاحت قلمبند کریں؟

(۲) بحث کے کتنے اور کون کون سے اجزاء ہیں؟ تمام کی تشریح وتوضیح زینت قرطاس کریں۔

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2016ء میں دیکھیں۔

(ب) اجزاء بحث: بحث کے تین اجزاء ہیں:

۱۔ مبادی اور وہ دعوے کی تعیین ہے جبکہ اس میں خفاء ہو، کیونکہ جب تک دعویٰ متعین نہ ہوگا یہ معلوم

نہ ہوگا کہ معلل کی دلیل کیا ہے اور اس کو ثابت کر رہی یا نہیں۔

۲-اوساط اور یہ دلائل ہیں: ان کو اوساط اس لیے کہتے ہیں کہ یہ تعیینِ دعویٰ سے مؤخر ہوتے ہیں اور اتمام بحث سے مقدم ہوتے ہیں۔

۳-مقاطع اور وہ مقدمات ہیں جن تک بحث کی اسناد ہو جاتی ہے خواہ ضروریہ ہوں یا ظنیہ۔ جو عند الخصم مسلمہ ہو جیسے دور اور تسلسل وغیرہ ان کو مقاطع اس لیے کہتے ہیں کہ جب بحث مقدمات ضروریہ یا ظنیہ پر پہنچتی ہے تو ختم ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 6:(ا) سند اخص اور مساوی میں سے ہر ایک کی وضاحت تحریر کریں؟

(۲) ودفع الشاهد قد يكون بمنع جريان الدليل أو بمنع التخلف عن الدليل او باظهار ان التخلف لمانع او بمنع استلزامه للمحال او بمنع الاستحالة

عبارت کا ترجمہ کریں اور دفع شاہد کی مذکورہ صورتوں میں سے کسی دو کی مثالیں تحریر کریں؟

جواب: ترجمہ: اور دلیل کا دفع کبھی جریان دلیل کی ممانعت کے ساتھ ہو یا حکم کا دلیل سے تخلف کی منع کے ساتھ یا اس بات کے اظہار کے ساتھ کہ تخلف کسی مانع کی وجہ سے ہے یا اس کے محال کو مستلزم ہونے کو منع کرنے کے ساتھ (یعنی یوں کہا جائے کہ محال لازم نہیں آتا) یا پھر استحالہ کو منع کرنے کے ساتھ با ایں طور کہ یوں کہا جائے کہ جو شئی لازم آرہی ہے وہ محال نہیں ہے۔

پہلی کی مثال کہ ہم کہتے ہیں کہ غیر سبیلین سے نکلنے والی چیز ناقض وضو ہے، کیونکہ وہ نجس ہے اور بدن انسان سے نکلی ہے، جس طرح کہ پیشاب۔ اب مواضع کی طرف سے نقض یوں وارد ہوگا غیر سبیلین سے نکلنے والی چیز جب سیلان نہ کرے تو نکلتی یہ بھی بدن انسان سے ہے لیکن اس جگہ حکم نہیں پایا جاتا یعنی اس کا ناقض وضو ہونا۔ تو اب ہم اس نقض کو جریان دلیل کو منع کر کے اس طرح جواب دیں گے کہ ہم نہیں مانتے کہ جو چیز بدن انسان سے نکلے اور سیلان نہ کرے وہ نجس ہوتی ہے اور انسان کے جسم سے خارج ہوتی ہے بلکہ وہ تو محض ظاہر ہوئی ہے خارج نہیں، کیونکہ ہر جلد کے نیچے تری ہوتی ہے کہ جب جلد اس سے جدا ہوتی ہے تو وہ ظاہر ہوتی ہے۔

دوسری کی مثال کہ ہم کہیں گے کہ وہ خون نجس نہیں ہے، کیونکہ اس جگہ کو دھونا لازم نہیں ہے۔ تو علت کے معدوم ہونے سے حکم معدوم ہوا ہے نہ کہ اس کے پائے جانے کی وجہ سے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

شهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

چھٹا پرچہ: عربی ادب

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... حماسه﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی چار اشعار کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خط کشیدہ لفظ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟ (۴×۶=۲۴+۶=۳۰)

صعب الكريهة لايرام جنابه　　ماضي العزيمة كالحسام المقصل

يحمي الصحاب اذا تكون عظيمة　　واذاهم نزلوا فمأوى العيل

فلو سألت سراة الحي سلمى　　على ان قد تلون بي زماني

طلقت ان لم تسألي أي فارس　　حليلك اذا لاقى صداء وخثعما

اكر عليهم دعلجا ولبانه　　اذا ما اشتكى وقع الرماح تحمحما

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کسی چار اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظ کی مکمل صرفی تحقیق قلمبند کریں؟ (۴×۶=۲۴+۶=۳۰)

دفعناكم بالقول حتى بطرتم　　وبالراح حتى كان دفع الاصابع

فلما رأينا جهلكم غير منته　　وما غاب من أحلامكم غير راجع

وما انا بالنكس الدني ولا الذي　　اذا صدعني ذو المودة أحرب

ولكنني ان دام دمت وان يكن　　له مذهب عني فلي عنه مذهب

الا ان خير الودود تطوعت　　له النفس لا وداتي وهو متعب

﴿القسم الثاني...... متنبي﴾

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کسی چار اشعار کا ترجمہ کریں اور کسی ایک شعر پر اعراب لگائیں؟ (۴×۴=۱۶+۴=۲۰)

اظمتني الدنيا فلما جئتها　　مستسقيا مطرت على مصائبا

وحبيت من خوض الركاب باسود　　من دارش فغدوت امشي راكبا

حال متى علم ابن منصور بها　　جاء الزمان الى منها تائبا

لیت الحوادث باعتنی الذی اخذت	منی بحلمی الذی اعطت وتجریبی
فما الحداثة من حلم بمانعة	قد یوجد الحلم فی الشبان والشیب

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کسی چار اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ مفردات کے جموع اور جموع کے مفردات لکھیں؟ (۴×۴=۱۶+۴=۲۰)

لکل امریء من دهره ماتعودا	وعادات سیف الدولة الطعن فی العدی
وان یکذب الارجاف عنه بضده	ویمسی بما تنوی اعادیه اسعدا
ورب مرید ضره ضر نفسه	[illegible] اهدی وما هدی
فغدی اسیرا قد بللت ثیابه	[illegible] بـبـولـه الافـخـاذا
سدت علیه المشرفیة طرقه	[illegible] ع لا حلبا ولا بغدادا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2017ء

چھٹا پرچہ: ادب عربی

﴿القسم الاول...... حماسه﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خط کشیدہ لفظ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

۱-صعب الکریهة لایزام جنابه	ماضی العزیمة کالحسام المقصل
۲-یحمی الصحاب اذا تکون عظیمة	واذاهم نزلوا فماوی العیل
۳-فلو سالت سراة الحی سلمی	علی ان قدتلون بی زمانی
۴-طلقت ان لم تسالی ای فارس	حلیلك اذا لاقی صداء وخثعما
۵-اکر علیهم دعلجا ولبانه	اذا ما اشتکی وقع الرماح تحمحما

جواب: ترجمہ اشعار: ۱- وہ سخت لڑاکا ہے اس کے قریب کوئی نہیں آتا، قاطع تلوار کی طرح ارادے کو پورا کرتا ہے۔

۲- وہ سخت لڑائی و مصیبت میں اپنے دوستوں کی حفاظت کرتا ہے اور جب دوست اس کے پاس آتے ہیں تو محتاجوں کی جائے پناہ ہے۔

۳- اگر میری بیوی سلمیٰ قبیلے کے سرداروں سے میرا حال دریافت کرے (جبکہ) میرا حال زمانے نے تبدیل کر دیا ہے۔

۴- (اے میری بیوی) اگر تو نہ پوچھے کیسا شہسوار ہے تیرا خاوند جب وہ قبیلہ صداء اور خثعم سے لڑتا ہے تو تجھے طلاق۔

۵- میں ان پر اپنے علج گھوڑے اوراس کے سینے کے ساتھ حملہ کرتا ہوں جب نیزوں کے لگنے کی وجہ سے زخمی ہوتا ہے تو ہنہنانے لگتا ہے۔

خط کشیدہ کی ترکیب: حليلك مرفوع ہے اس بناء پر کہ اَتُّ فَارِسٍ کی خبر ہے۔

سوال نمبر 2: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظ کی مکمل صرفی تحقیق قلمبند کریں؟

۱-دفعنا کم بالقول حتی بطرتم	وبالراح حتی کان دفع الاصابع
۲-فلما راینا جهلکم غیر منتبه	وما غاب من احلامکم غیر راجع
۳-وما انا بالنکس الدنی ولا الذی	اذا صدعنی ذو المودة أحرب
۴-ولکننی ان دام دمت وان یکن	له مذهب عنی فلی عنه مذهب
۵-الا ان خیر الودود تطوعت	له النفس لا و داتی وهو متعب

جواب: ترجمہ اشعار: ۱- ہم نے تم کو باتوں سے منع کیا، تم اکڑے رہے اور ہتھیلیوں سے روکا حتیٰ کہ انگلیوں سے روکنا پڑا۔

۲- جب ہم نے تمہاری جہالت بے انتہاء دیکھی اور ہم نے تمہاری عقلوں کو دیکھا کہ واپس آنے والی نہیں ہیں۔

۳- میں کمزور اور کمینہ نہیں ہوں اور نہ ایسا شخص ہوں کہ جب دوست اعراض کرے تو میں واویلا شروع کردوں۔

۴- لیکن یہ میری خصلت ہے کہ اگر وہ دوست دوستی پر قائم رہے گا تو میں بھی قائم رہوں گا۔ اگر وہ مجھ سے دور ہو گیا تو میں بھی دور ہو جاؤں گا۔

۵- خبردار! بہترین محبت وہ ہے جس سے طبیعت خوش ہو نہ وہ محبت جو آئے اور پریشانی میں ڈال دے۔

خط کشیدہ کی صرفی تحقیق: مُنْتَبِہٍ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ناقص یائی از باب افتعال۔

﴿القسم الثانی ...... متنبی﴾

سوال نمبر 3: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اور کسی ایک شعر پر اعراب لگائیں؟

۱-اظمتنی الدنیا فلما جئتها	مستسقیا مطرت علی مصائبا
۲-وحبیت من خوض الرکاب باسود	من دارش فغدوت امشی راکبا
۳-حال متی علم ابن منصور بها	جاء الزمان الی منها تائبا
۴-لیت الحوادث باعتنی الذی اخذت	منی بحلمی الذی اعطت وتجریبی
۵-فما الحداثة من حلم بمانعة	قد یوجد الحلم فی الشبان والشیب

جواب: ترجمہ اشعار: ۱- مجھے دنیا نے پیاسا رکھا، جب میں اس کے پاس پانی مانگنے کے لیے آیا تو اس نے مجھ پر مصائب کی بارش کردی۔

۲-اور مجھے تھکی ماندی سواری کی بجائے سیاہ چمڑے کا جوتا دیا گیا' لہٰذا میں اس جوتے پر سوار ہو کر چلتا ہوں۔

۳-جب ابن منصور کو میرا یہ حال معلوم ہو گا تو زمانہ میرے پاس توبہ کرتے ہوئے آئے گا۔

۴-کاش حوادثات زمانہ میری عقل اور تجربے کے عوض اس چیز کو بیچ ڈالتے جس کو انہوں نے مجھ سے لیا ہے۔

۵-نوعمری عقل کو روکنے والی نہیں، کبھی جوانوں اور بوڑھوں میں بھی عقل پائی جاتی ہے۔

اعراب والاشعر:

فَمَا الْحَدَاثَةُ مِنْ حِلْمٍ بِمَانِعَةٍ
قَدْ يُوجَدُ الْحِلْمُ وَفِي الشُّبَّانِ وَالشِّيَبِ

سوال نمبر 4: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ مفردات کے جموع اور جموع کے مفردات لکھیں؟

لكل امرئ من دهره ما تعودا	وعادات سيف الدولة الطعن في العدى
وان يكذب الارجاف عنه بضده	ويمسي بما تنوي اعاديه اسعدا
ورب مريد ضره ضر نفسه	وهاد اليه الجيش اهدى وما هدى
فغدى اسيرا قد بللت ثيابه	بدم وبل ببوله الافخاذا
سدت عليه المشرفية طرقه	فانصاع لا حلبا ولا بغدادا

جواب: ترجمہ اشعار: ۱-ہر انسان کو زمانے سے وہی ملتا ہے جس کا وہ عادی ہے اور سیف الدولہ کی عادت دشمنوں میں تیر مارنا ہے۔

۲-اور یہ کہ جھٹلاتا ہے جھوٹی خبروں کو ان کی ضد سے اور دشمنوں کے ارادے کے باوجود وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

۳-اور بسا اوقات اس کا نقصان چاہنے والے اپنا نقصان کرتے ہیں اور اس کی طرف فوج کو لے جاتے ہیں لیکن پہنچ نہیں پاتے۔

۴-لہٰذا تیرا دشمن گرفتار ہو گیا' تو نے اس کے کپڑوں کو خون سے تر کر دیا اور اس نے اپنے پیشاب سے اپنی رانوں کو تر کر دیا۔

۵-مشرفی تلوار نے اس کی راہیں بند کر دیں' لہٰذا وہ بھاگ گیا نہ حلب کو نہ بغداد کو۔

واحد کی جمع و جمع کی واحد: دھر کی جمع دھور، ضد کی جمع اضداد

جیش کی جمع جیوش، طرق کا واحد طریقة

افخاذ کا واحد فخذ۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اول...... تفسیر بیضاوی﴾

سوال نمبر 1: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

(الف) علامہ بیضاوی نے "مٰلِكِ" کی قراۃ میں جو احتمالات ذکر کیے ہیں وہ تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) "مٰلِكِ" کے آخر میں اعراب کے اعتبار سے کتنی اور کون کونسی صورتیں ہیں؟ وجہ ضرور بیان کریں۔ ۱۰

(ج) جب اللہ تعالیٰ کی ملکیت دنیا وآخرت سب میں ثابت ہے تو پھر یہاں ملکیت کو صرف یوم الدین کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا؟ ۱۰

سوال نمبر 2: اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ...... والایمان فی اللغة عبارة عن التصدیق ماخوذ من الامن کان المصدق امن المصدق من التکذیب والمخالفة وتعدیته بالباء لتضمینه معنی الاعتراف وقد یطلق بمعنی الوثوق من حیث ان الواثق صار ذا امن

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مفسر کا مقصد واضح ہو جائے۔ ۵+۵=۱۰

(ب) کیا حصول نجات کے لیے تصدیق بالقلب کے ساتھ اقرار باللسان بھی ضروری ہے؟ اس مسئلہ میں قاضی بیضاوی کا مختار مذہب مع دلیل لکھیں۔ ۱۰

سوال نمبر 3: واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا بیان لمعاملتهم مع المؤمنین والکفار وما صدرت به القصة فمساقه لبیان مذهبهم وتمهید نفاقهم فلیس بتکریر...... واذا خلوا الی شیاطینهم

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) قاضی بیضاوی نے "خلوا" کے کتنے اور کون کونسے معانی ذکر کیے ہیں؟ وضاحت کریں؟ ۱۰

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

حصہ اوّل: تفسیر بیضاوی

سوال نمبر 1: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ٥

(الف) علامہ بیضاوی نے "مٰلِكِ" کی قراۃ میں جو احتمالات ذکر کیے ہیں وہ تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) "مٰلِكِ" کے آخر میں اعراب کے اعتبار سے کتنی اور کون کونسی صورتیں ہیں؟ وجہ ضرور بیان کریں؟

(ج) جب اللہ تعالیٰ کی ملکیت دنیا و آخرت سب میں ثابت ہے تو پھر یہاں ملکیت کو صرف یوم الدین کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: (الف) "مٰلِكِ" کی قرأت میں احتمالات:

لفظ "مٰلِكِ" میں مختلف قرأتیں ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

امام عاصم، امام کسائی اور امام یعقوب رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کو الف کے ساتھ پڑھا ہے وہ اپنی تائید میں یہ ارشاد ربانی پیش کرتے ہیں: یوم لا تملك نفس لنفس شيئا والامر يومئذ لله۔

باقی قراء نے لفظ ملک بغیر الف پڑھا ہے اور یہی پسندیدہ ہے، کیونکہ اہل حرمین کی یہی قرأت ہے۔ نیز اس فرمان باری تعالیٰ سے اس کی تائید ہوتی ہے: لمن الملك اليوم۔ یہ اس لیے بھی پسندیدہ ہے کہ اس کی تعظیم زیادہ ہے، کیونکہ مالک اس کو کہتے ہیں جو اعیان مملوکہ میں تصرف کرے اور یہ ملک سے ماخوذ ہے۔ ملک وہ ہے جو مامورین کے اندر حاکمانہ تصرف کرے اور ملک سے ماخوذ ہے۔

ایک قرأت میں ملک بسکون اللام لاجل التخفیف کی بھی ہے اور ملک بصیغہ ماضی بھی پڑھا گیا ہے۔

(ب) "ملک" پر اعراب کی صورتیں:

لفظ "مالک" کو جب منصوب پڑھا جائے تو یہ مدح کی بنا پر یا حال کی بنا پر ہوگا اور جب اسے مرفوع پڑھا جائے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی: تنوین کے ساتھ یا بغیر تنوین کے، بہرصورت یہ مبتداء محذوف کی خبر واقع ہوگی۔

(ج) ملکیت کی نسبت "یوم الدین" کی طرف کرنے کی وجہ:

ذات باری تعالیٰ دنیا اور آخرت کی ہر چیز کا مالک ہے مگر اس آیت میں اس کی ملکیت کی نسبت

سوال نمبر 4: فلما اضاء ت ماحوله ای النار ماحول المستوقد ان جعلتها متعدیۃ والا امکن ان تکون مسندۃ الی ما والتانیث لان ماحوله اشیاء واماکن...... ذھب اللہ بنورھم

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور بتائیں کہ "اضاء ت" لازم ہے یا متعدی؟ دونوں صورتوں میں اس کا فاعل متعین کریں۔ ۵+۵=۱۰

(ب) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب میں علامہ بیضاوی نے کتنے اور کون کونسے احتمالات بیان کیے ہیں؟ سپرد قلم کریں۔ ۱۰

﴿قسم ثانی......اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سے تین اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) علم اصول تفسیر کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟ ۴+۳+۳=۱۰

(ب) سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس بارے میں کوئی دو اقوال سپرد قلم کریں۔ ۵+۵=۱۰

(ج) قرآن مجید کا کونسا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا؟ اس بارے میں دو مشہور قول مع الدلائل تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(د) کیا قرآن مجید کا کوئی ایسا حصہ ہے جو مکرر نازل ہوا ہو؟ نیز تکرارِ نزول کا فائدہ بھی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

﴿حصہ اوّل: تفسیر بیضاوی﴾

سوال نمبر 1: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

(الف) علامہ بیضاوی نے "مٰلِكِ" کی قراءۃ میں جو احتمالات ذکر کیے ہیں وہ تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) "مٰلِكِ" کے آخر میں اعراب کے اعتبار سے کتنی اور کون کونسی صورتیں ہیں؟ وجہ ضرور بیان کریں؟

(ج) جب اللہ تعالیٰ کی ملکیت دنیا و آخرت سب میں ثابت ہے تو پھر یہاں ملکیت کو صرف یوم الدین کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: (الف) "مٰلِكِ" کی قراءت میں احتمالات:

لفظ "مٰلِكِ" میں مختلف قراءتیں ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

امام عاصم، امام کسائی اور امام یعقوب رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کو الف کے ساتھ پڑھا ہے وہ اپنی تائید میں یہ ارشاد ربانی پیش کرتے ہیں: یوم لاتملك نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ۔

باقی قراء نے لفظ ملک بغیر الف پڑھا ہے اور یہی پسندیدہ ہے، کیونکہ اہل حرمین کی یہی قراءت ہے۔ نیز اس فرمان باری تعالیٰ سے اس کی تائید ہوتی ہے: لمن الملك اليوم۔ یہ اس لیے بھی پسندیدہ ہے کہ اس کی تعظیم زیادہ ہے، کیونکہ مالک اس کو کہتے ہیں جو اعیان مملوکہ میں تصرف کرے اور یہ ملک سے ماخوذ ہے۔ ملک وہ ہے جو مامورین کے اندر حاکمانہ تصرف کرے اور ملک سے ماخوذ ہے۔

ایک قراءت میں ملک بسکون اللام لاجل التخفیف کی بھی ہے اور ملک بصیغہ ماضی بھی پڑھا گیا ہے۔

(ب) "ملک" پر اعراب کی صورتیں:

لفظ "مالک" کو جب منصوب پڑھا جائے تو یہ مدح کی بنا پر یا حال کی بنا پر ہوگا اور جب اسے مرفوع پڑھا جائے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی: تنوین کے ساتھ یا بغیر تنوین کے، بہر صورت یہ مبتداء محذوف کی خبر واقع ہوگی۔

ملکیت کی نسبت "یوم الدین" کی طرف کرنے کی وجہ:

(ج) بلاشبہ ذات باری تعالیٰ دنیا اور آخرت کی ہر چیز کا مالک ہے مگر اس آیت میں اس کی ملکیت کی نسبت

"یوم الدین" کی طرف کرنے کی دو وجوہات ہیں:
(i) اسلامی عقائد و افکار میں "قیامت" ایک بنیادی و اہم عقیدہ ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کی طرف نسبت کی گئی ہے۔
(ii) لفظ "دین" تین معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے: (۱) جزاء، (۲) اطاعت، (۳) شریعت۔ اس طرح یوم کی اضافت قیامت کی طرف نہ ہوئی بلکہ شریعت یا اطاعت یا جزاء کی طرف ہوئی۔

سوال نمبر 2: اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ...... والایمان فی اللغة عبارة عن التصدیق ماخوذ من الامن کان المصدق امن المصدق من التکذیب والمخالفة وتعدیته بالباء لتضمنه معنی الاعتراف وقد یطلق بمعنی الوثوق من حیث ان الواثق صار ذا امن

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مفسر کا مقصد واضح ہو جائے؟
(ب) کیا حصول نجات کے لیے تصدیق بالقلب کے ساتھ اقرار باللسان بھی ضروری ہے؟ اس مسئلہ میں قاضی بیضاوی کا مختار مذہب مع دلیل لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں...... ایمان کا لغوی معنیٰ ہے: التصدیق، یہ امن سے ماخوذ ہے گویا مصدق، مصدق کو تکذیب و مخالفت سے بچاتا ہے اور اسے متضمن معنیٰ اعتراف کرنے کے لیے باء متعدی کہا گیا ہے اور کبھی اس کا اطلاق معنائے وثوق پر کیا جاتا ہے، کیونکہ واثق بشیءاس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

عبارت کی وضاحت:

عرف شرع میں ایمان سے مراد ان اعتقادات کی تصدیق کرنا ہے جن کا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا واضح ہو چکا ہو مثلاً توحید، رسالت، بعثت اور یوم جزاء وغیرہ یا اس سے مراد حسب ذیل امور ثلاثہ ہیں:

(۱) اعتقاد، (۲) اقرار، (۳) اس کے مقتضی پر عمل۔

جمہور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ:
(۱) صرف اعتقاد نہ کرنے والا منافق ہے۔
(۲) اقرار حق سے محروم رہنے والا کافر ہے۔
(۳) اس کے موافق عمل نہ کرنے والا فاسق ہے۔

تاہم خارجیوں کا عقیدہ ہے کہ بدعمل شخص ایمان سے نکل جاتا ہے جبکہ معتزلہ کا نظریہ ہے کہ وہ ایمان سے تو خارج ہو جاتا ہے مگر کفر میں داخل نہیں ہوتا۔

ایمان بمعنیٰ تصدیق استعمال ہوتا ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) ذات باری تعالیٰ نے ان کی اضافت قلب کی طرف کی ہے: کتب فی قلوبھم الایمان
(۲) کثیر مقامات پر اس پر عمل صالح کا عطف ڈالا گیا ہے۔
(۳) ایمان کے ساتھ معاصی کو جمع کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا۔
(۴) اس میں قلت تغییر ہے، لہٰذا یہ اقرب الی الاصل ہے۔
(۵) اس آیت کا یہی مفہوم و مطلب ہے اور متعدی بالباء بمعنیٰ تصدیق ہے۔

(ب) حصول نجات کے لیے تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان کا مسئلہ:

ایمان کا تعلق عقائد سے ہے اور عقائد کا تعلق قلب سے ہے۔ سوال یہ ہے کہ حصول نجات کے لیے محض تصدیق قلب کافی ہے یا اقرار باللسان بھی ضروری ہے؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں:
۱۔ حصول نجات کے لیے تصدیق بالقلب کافی ہے۔
۲۔ تصدیق بالقلب کے ساتھ اقرار باللسان بھی ضروری ہے۔
علامہ قاضی کے نزدیک دوسرا قول زیادہ پسند ہے اور یہی ان کا مختار ہے۔

سوال نمبر3: واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا بیان لمعاملتھم مع المؤمنین والکفار وما صدرت بہ القصۃ فمساقہ لبیان مذھبھم وتمھید نفاقھم فلیس بتکریر...... واذا خلوا الی شیاطینھم
(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کریں؟
(ب) قاضی بیضاوی نے "خــلــوا" کے کتنے اور کون کونسے معانی ذکر کیے ہیں؟ وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اور جب منافقین ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، مومنوں اور کافروں کے ساتھ ان کے معاملات ہیں اور قصہ مذکور کا بیان ہے اس سے معلوم ہوا کہ من یقول امنا باللہ میں تکرار نہیں ہے، کیونکہ آیت: امنا باللہ میں ان کے اعتقاد وادعا کا ذکر ہے اور یہاں ان کے سلوک کا بیان ہے جو وہ مومنوں اور کافروں کے ساتھ کرتے ہیں۔

آیت کا شان نزول:

زیر بحث کا شانِ نزول یوں بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک صحابہ کرام کی ایک جماعت کا ان کے پاس سے گزر ہوا، عبداللہ بن ابی اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ دیکھو میں ان کو کیسے بیوقوف بناتا ہوں، اس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا:

صدیق بنی تیم کے سردار شیخ الاسلام ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خرچ کرنے والے کو خوش آمدید ہو، پھر اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: بنی عدی کے سردار کو خوش آمدید ہو جو کہ فاروق ہیں قوی ہیں دین میں اور اپنے مال و جان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خرچ کرنے والے ہیں۔ پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دست اقدس پکڑا اور کہا: خوش آمدید! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی تمام بنو ہاشم کے سردار تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(ب) "خلوا" کے معانی ومفاہیم:

لفظ "خلوا" کے بہت سے معانی ومفاہیم ہیں، قاضی بیضاوی نے اس کے تین معانی بیان کیے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱- جب وہ ان سے خلوت میں ہوتے ہیں۔ از خلوت بفلان والیه اذا انفردت معه

۲- جب وہ مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں۔ از خلادم الی عدك ومضی عنك القرون الخالية (گزشتہ صدیاں) بھی اسی سے ماخوذ ہے۔

۳- جب مسلمانوں کو استہزاء کرنے کی خبر شیاطین کو پہنچاتے ہیں۔ از خلوت به اذا سخرت منه، اس صورت میں الی کا صلہ معنائے ابلاغ کی تضمین کے لیے ہے۔

سوال نمبر 4: فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ اى النَّارُ مَاحَوْلَ الْمُسْتَوْقِدُ اِنْ جَعَلْتَهَا مُتَعَدِّيَةً وَاِلَّا اَمْكَنَ اَنْ تَكُوْنَ مُسْنَدَةً اِلٰى مَا وَالتَّانِيْثُ لِاَنَّ مَا حَوْلَهٗ اَشْيَاءُ وَاَمَاكِنُ...... ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور بتائیں کہ "اضاءت" لازم ہے یا متعدی؟ دونوں صورتوں میں اس کا فاعل متعین کریں۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب میں علامہ بیضاوی نے کتنے اور کون کونسے احتمالات بیان کیے ہیں؟ سپرد قلم کریں۔

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں۔

"اضاءت" کے لازم ومتعدی ہونے کی کیفیت:

اگر اضاءت کو فعل متعدی مانا جائے تو اضاءت کا اسناد "النار" کی طرف ہوگا اور اگر اسے فعل لازم مانا جائے تو اس کا اسناد "ما" کی طرف ہوگا۔ اس کی تانیث اس وجہ سے ہے کہ ماحولہ اشیاء کثیرہ اور اماکن متعددہ ہیں۔ اور جمع کی طرف بتاویل واحد مؤنث کی ضمیر کا راجع کرنا جائز ہے۔

اضاءت کے فاعل کا تعین:

لفظ اضاءت کو لازم تسلیم کرنے کی صورت میں "ماحولہ" اس کا فاعل ہوگا۔ متعدی تسلیم کرنے کی صورت میں "النار" اس کا فاعل ہوگا اور "ماحولہ" اس کا مفعول بہ ہوگا۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی:

یہ لما کا جواب واقع ہورہا ہے یا جملہ تمثیل سے بدل واقع ہورہا ہے اور ھُم ضمیر کا مرجع الّذی ہے، اس کو معنیٰ پر محمول کرتے ہوئے، چونکہ اس کا معنیٰ جمع کا ہے لہٰذا جمع کی ضمیر الذی کی طرف راجع کرنا درست ہے۔ یہاں حمل علی المعنی ہے اس لیے بنورھم فرمایا گیا بنارھم نہیں فرمایا گیا، اس لیے کہ "نار" کے روشن کرنے سے مقصود نور ہی ہے۔

ذھاب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اس لیے کی گئی کہ ہر شی اس کے فعل سے ہے یا یہ کہ اطفاء (آگ کا بجھنا) امر خفی یا امر آسمانی سے ہوا جیسے ہوا یا بارش وغیرہ سے اس کا بجھنا۔ پھر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کردی گئی سبب کے نامعلوم ہونے کی وجہ سے یا مبالغہ کے طور پر، کیونکہ کوئی جتنا زیادہ طاقتور ہوگا اس کے فعل کا اثر بھی اتنا ہی قوی ہوگا۔

﴿حصہ دوم: اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کے جواب دیں۔

(الف) علم اصول تفسیر کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟

(ب) سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس بارے میں کوئی دو اقوال سپرد قلم کریں۔

(ج) قرآن مجید کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا؟ اس بارے میں دو مشہور قول مع الدلائل تحریر کریں۔

(د) کیا قرآن مجید کا کوئی ایسا حصہ ہے جو مکرر نازل ہوا ہو؟ نیز تکرار نزول کا فائدہ بھی تحریر کریں۔

جواب: (الف) علم اصول تفسیر کی تعریف، موضوع اور غرض:

امور ثلاثہ کی تعریفات حسب ذیل ہیں:

ا۔ علم اصول تفسیر کی تعریف:

نظم قرآن کے معانی و مفاہیم میں طاقت بشری کے مطابق بحث کرنا۔

۲۔ موضوع:

وہ کلام لفظی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف اوقات میں اتارا گیا جو علم و حکمت کا سرچشمہ

ہے۔

۳۔غرض:

طاقت بشری کے مطابق نظم قرآن کے مفاہیم (احکام) کی معرفت حاصل کی جائے تاکہ اسے عمل جامہ پہنانے کی سعادت حاصل کی جائے۔

(ب) سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے سے مراد:

سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مشہور دو اقوال حسب ذیل ہیں:

(i) وہ سورتیں جو مکہ میں نازل ہوئیں وہ مکی ہیں اور جو مدینہ میں نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔

(ii) جو سورتیں ہجرت سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی ہیں اور جو سورتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔

(ج) قرآن کے نازل ہونے والا پہلا حصہ:

خواہ موجودہ ترتیب کے اعتبار سے سورہ فاتحہ سب سے پہلے ہے مگر نزول کے اعتبار سے سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی تھیں۔

(د) قرآن مجید کا مکرر نازل ہونے والا حصہ اور اس کی وجہ:

قرآن کریم ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتوں پر مشتمل ہے۔ان کی آخری دو سورتیں (معوذتین) مکرر نازل ہوئیں، پہلی دفعہ مکہ مکرمہ میں اور دوسری دفعہ مدینہ طیبہ میں، یہی وجہ ہے یہ دونوں سورتیں مکی بھی ہیں اور مدنی بھی۔ان سورتوں کی عظمت وفضیلت اور افادیت کی وجہ سے ان کا نزول مکرر ہوا۔واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل......حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن جندب بن عبدالله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کان فی من کان قبلکم رجل به جرح فجزع فاخذ سکینا فحزبها یده فما رقأ الدم حتی مات قال الله تعالٰی بادرنی عبدی بنفسه فحرمت علیه الجنة ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ کیا صرف خودکشی کرنے کی وجہ سے اس پر جنت حرام کردی گئی؟ وضاحت کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) خودکشی کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مشکوٰۃ شریف سے دلیل دے کر اپنا مؤقف تفصیلاً بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: عن عبدالله بن عمرو ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الا ان دية الخطأ شبه العمد ماکان بالسوط والعصا مائة من الابل منها اربعون فی بطونها اولادها ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ خط کشیدہ کی ترکیب میں کتنے اور کون کونسے احتمالات ہیں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) قتل عمد، شبہ عمد اور قتل خطا میں سے ہر ایک کی دیت کیسے ہوگی؟ تینوں میں فرق بیان کرتے ہوئے وضاحت کریں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 3: عن عبدالله بن عبدالرحمن بن ابی حسین المکی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لاقطع فی ثمر معلق ولا فی حریسة جبل فاذا اٰواه المراح والجرین فالقطع فیما بلغ ثمن المجن ۔

(الف) حدیث کے متن پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، نصاب سرقہ کی کم از کم مقدار کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالٰی کا قول بیان کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) کیا مطلقاً پھلوں (درخت پر موجود ہوں یا کٹنے کے بعد) کی چوری کرنے پر حد سرقہ جاری کی جائے گی یا نہیں؟ احناف وشوافع کا مسلک لکھیں۔۱۵

﴿القسم الثانی......اصول حدیث﴾

سوال نمبر 4: (الف) خبر متواتر کا لغوی واصطلاحی معنی سپرد قلم کریں۔ نیز اس کی اقسام کے صرف نام تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) خبر متواتر کی کتنی اور کون کونسی شرطیں ہیں؟ سپرد قلم کریں۔۱۰

سوال نمبر 5: یقسم المقبول بالنسبة الی تفاوت مراتبة الی قلسمین رئیسین هما صحیح وحسن وکل منهما یقسم الی قسمین هما لذاته ولغیره فتئول أقسام المقبول فی النهایة الی اربعة اقسام

(الف) ترجمہ کرنے کے بعد عبارت میں مذکور اقسام اربعہ کے نام تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) اصح الاسانید کے بارے میں کتنے اور کون کونسے اقوال ہیں؟ زینت قرطاس کریں۔۱۰

سوال نمبر 6: معرفة ناسخ الحدیث من منسوخه فن مهم صعب فقد قال الزهری أعیا الفقهاء واعجزهم ان یعرفوا ناسخ الحدیث من منسوخه

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) وہ کون کونسے امور ہیں جن کے ذریعے ناسخ ومنسوخ کی پہچان ہو سکتی ہے؟ ۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

﴿حصہ اوّل: حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن جندب بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی من کان قبلکم رجل بہ جرح فجزع فاخذ سکینا فحزبہا یدہ فما رقأ الدم حتی مات قال اللہ تعالٰی بادرنی عبدی بنفسہ فحرمت علیہ الجنۃ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ کیا صرف خودکشی کرنے کی وجہ سے اس پر جنت حرام کردی گئی؟ وضاحت کریں؟

(ب) خودکشی کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مشکوٰۃ شریف سے دلیل دے کر اپنا مؤقف تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص زخمی ہوگیا تھا، اس نے بے صبری کا مظاہرہ کیا، پس اس نے چھری لے کر اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا، خون بہنے کی وجہ سے وہ مرگیا۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: میرے بندے نے اپنے نفس کے ساتھ میری طرف جلدی کی، تو میں نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔

جنت حرام ہونے کی وجہ:

اس روایت میں مذکور شخص کو جنت سے محروم اور جہنمی قرار دینے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(i) ممکن ہے کہ وہ کافر و مشرک ہو اور کافر جنت میں نہیں جاسکتا۔

(ii) انسانی جسم اللہ تعالٰی کی ملکیت ہے اور بے جا اس میں تصرف باعث محرومی ہے۔

(iii) اس نے زخم کی تکلیف کی وجہ سے بے صبری کا مظاہرہ کیا، خودکشی کرلی جس وجہ سے اسے جنت سے محروم کیا گیا۔

(ب) خودکشی کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرنا:

خودکشی بہت بڑا جرم ہے اور گناہ کبیرہ ہے لیکن گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ کافر ہوتا ہے اور نہ جنت سے محروم۔ لہٰذا جس طرح اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اسی طرح اس کے لیے دعاء مغفرت بھی کی جاسکتی

ہے۔

فقہائے امت نے تصریح کی ہے کہ خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے گا، اس کی تکفین کی جائے گی، اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور دعا مغفرت بھی کی جائے گی۔ مشکوٰۃ شریف میں یہ روایت موجود ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص ایسا تھا جس نے ایک سو آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ بالآخر اس نے توبہ کی نیت کی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب پکا جہنمی نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 2: عن عبداللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا ان دیۃ الخطأ شبہ العمد ما کان بالسوط والعصا مائۃ من الابل منھا اربعون فی بطونھا اولادھا۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ خط کشیدہ کی ترکیب میں کتنے اور کون کونے احتمالات ہیں؟

(ب) قتل عمد، شبہ عمد اور قتل خطاء میں سے ہر ایک کی دیت کیسے ہوگی؟ تینوں میں فرق بیان کرتے ہوئے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! قتل خطاء یعنی قتل شبہ عمد کوڑے یا لاٹھی کے ذریعے قتل کی دیت سو اونٹ ہیں جن میں چالیس حاملہ اونٹنیاں شامل ہیں۔

خط کشیدہ عبارت میں ترکیب نحوی کے احتمالات:

خط کشیدہ عبارت میں نحوی احتمالات دو ہیں:

۱- ان دیۃ الخطاء شبہ العمد یعنی ماقبل سے بدل ہو۔

۲- ان دیۃ الخطأ شبہ العمد یعنی ماقبل عبارت ان کا اسم اور شبہ العمد اس کی خبر ہو۔

(ب) قتل عمد، شبہ عمد اور قتل خطاء کی وضاحت:

قتل کی کل پانچ ... میں سے تین کی تعریف اور دیت کا حکم حسب ذیل ہے:

۱- قتل عمد: کسی تیز ... رآلہ مثلاً چھری اور چاقو وغیرہ سے کسی کو قتل کر دینا۔

حکم: یہ قتل بہت بڑا جرم ہے اور گناہ بھی بلکہ کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کا اعلان ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا (القرآن)

جو شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

۲-قتل شبہ عمد: ایسا قتل ہے جس میں لاٹھی، کوڑا، پتھر یا ہاتھ استعمال کیا جائے۔

حکم: ایسے قتل کا مرتکب بھی نہایت گناہگار ہے، اس پر کفارہ واجب ہے، یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے روزے رکھنا۔ علاوہ ازیں عصبہ پر دیت مغلظہ واجب ہوتی ہے۔ وہ ایک سو اونٹ، جو تین سال کی مدت میں ادا کیے جائیں گے۔ نیز قاتل میراث سے محروم بھی رہے گا۔

۳-قتل خطاء: قاتل کے گمان میں غلطی ہوئی کہ اس نے شکار کو نشانہ بنایا مگر انسان زد میں آ گیا یا اس کا ارادہ مرتد کے قتل کا تھا لیکن مسلم نشانہ کا شکار ہو گیا۔

حکم: اس قتل میں قاتل پر کفارہ واجب ہوگا اور عصبہ (خاندان) پر دیت واجب ہوگی، جو تین سال میں ادا کریں گے۔ علاوہ ازیں قاتل میراث سے محروم رہے گا۔

سوال نمبر 3: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ حُسَیْنِ الْمَکِّیِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاقَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ وَّلَا فِیْ حَرِیْسَةِ جَبَلٍ فَاِذَا اٰوَاہُ الْمِرَاحُ وَالْجَرِیْنُ فَالْقَطعُ فِیْمَا بَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ۔

(الف) حدیث کے متن پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، نصاب سرقہ کی کم از کم مقدار کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول بیان کریں؟

(ب) کیا مطلقاً پھلوں (درخت پر موجود ہوں یا کٹنے کے بعد) کی چوری کرنے پر حد سرقہ جاری کی جائے گی یا نہیں؟ احناف و شوافع کا مسلک لکھیں۔

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت عبد بن عبد الرحمٰن بن ابی حسین المکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (درختوں پر) لٹکے ہوئے پھلوں (کی چوری) میں قطع ہے، نہ پہاڑ کے دامن میں چرنے والے جانور (کی چوری) میں، جب وہ (جانور) باڑے میں پناہ گزیں ہوں اور پھل گودام میں محفوظ ہو تو پھر اس کی چوری پر قطع ہے جب وہ زرہ کی قیمت کو پہنچ جائے۔

نصاب سرقہ کی کم از کم مقدار:

نصاب سرقہ کی کم مقدار میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دس درہم یا ایک دینار ہے۔ آئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں نصاب سرقہ ربع دینار یا تین درہم ہے۔

(ب) مطلق پھلوں (درخت پر ہوں یا کٹنے کے بعد) کی چوری کا مسئلہ:

کیا مطلق پھلوں کی چوری سے قطع ید واجب ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مطلق پھلوں کی چوری پر قطع ید کی حد نافذ نہیں ہو گی۔ ہاں پھل کاٹ کر محفوظ کر لیے گئے ہوں، پھر ان سے کوئی شخص چوری کر لے تو اس پر حد جاری ہوگی۔ آپ نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام شافعی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلق پھلوں کی چوری پر قطع ید کی حد نافذ ہوگی۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے۔

﴿حصہ دوم: اصول حدیث﴾

سوال نمبر 4: (الف) خبر متواتر کا لغوی و اصطلاحی معنی سپرد قلم کریں۔ نیز اس کی اقسام کے صرف نام تحریر کریں؟

(ب) خبر متواتر کی کتنی اور کون کون سی شرطیں ہیں؟ سپرد قلم کریں۔

جواب: (الف) خبر متواتر کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لغوی تعریف: لغوی لحاظ سے یہ لفظ ''تواتر'' سے مشتق ہے، اس کا معنیٰ ہے: تسلسل۔

اصطلاحی تعریف: اس کا اصطلاحی و شرعی معنیٰ ہے: وہ حدیث جسے اتنے کثیر راوی روایت کریں جن کا کذب پر جمع ہونا محال ہو۔

اقسام متواتر:

متواتر کی دو اقسام ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ متواتر لفظی:

جس کے الفاظ اور معنیٰ تسلسل سے مروی ہوں مثلاً یہ روایت ہے:

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار۔ جس شخص نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹے کی نسبت کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

۲۔ متواتر معنوی:

جس کا معنیٰ متواتر سے منقول ہو، الفاظ میں تواتر نہ ہو مثلاً دعاء میں ہاتھوں کو بلند کرنے والی روایات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ایک سو احادیث منقول ہیں۔ ان میں سے ہر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے دعاء میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا ہے۔

(ب) خبر متواتر کی شرائط:

خبر متواتر کی تین شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ خبر متواتر کو کثیر تعداد روایت کریں۔

۲۔ سند کے ہر طبقہ میں یہ شرط پائی جائے۔

۳۔ عادتاً لوگوں کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

سوال نمبر5: **يقسم المقبول بالنسبة الى تفاوت مراتبة الى قلسمين رئيسين هما صحيح وحسن و كل منهما يقسم الى قسمين هما لذاته ولغيره فتؤل اقسام المقبول فى النهاية الى اربعة اقسام**

(الف) ترجمہ کرنے کے بعد عبارت میں مذکور اقسام اربعہ کے نام تحریر کریں؟

(ب) اصح الاسانید کے بارے میں کتنے اور کون کونسے اقوال ہیں؟ زینت قرطاس کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: تفاوت مراتب کے اعتبار سے مقبول کی بڑی دو قسمیں ہیں: (۱) صحیح، (۲) حسن۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو، دو اقسام ہیں: وہ لذاتہ او لغیرہ ہیں، پس مقبول کی کل چار اقسام ہیں۔

(ب) اصح الاسانید کے بارے میں اقوال:

مختار بات یہ ہے کہ کسی سند کے بارے میں قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اصح الاسانید ہے، کیونکہ شرائط و مراتب کے لحاظ سے سب میں فرق ہے۔

اصح الاسانید کے حوالے سے کثیر اقوال ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت امام زہری کی حضرت سالم سے اور ان کی اپنے والد سے روایت ہے۔ اس کو حضرت امام اسحاق راہویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

۲۔ حضرت امام سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت جو انہوں نے حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اسے ابن مدینی اور الفلاس رحمہما اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔

۳۔ حضرت امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضرت امام ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کی حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے اور ان کی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اس بات کو حضرت ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔

۴۔ حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضرت علی بن حسین ان کی اپنے والد سے اور ان کی حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے روایت۔ یہ حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے۔

۵- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضرت امام نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت۔ یہ بات حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے۔

سوال نمبر6: معرفة ناسخ الحديث من منسوخه فن مهم صعب فقد قال الزهري أعيا الفقهاء واعجزهم ان يعرفوا ناسخ الحديث من منسوخه

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور نسخ کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ تحریر کریں؟

(ب) وہ کون کونسے امور ہیں جن کے ذریعے ناسخ و منسوخ کی پہچان ہوسکتی ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: منسوخ سے ناسخ حدیث کی معرفت ایک مشکل فن ہے، حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فقہاء کرام کے ہاں سب سے مشکل مسئلہ منسوخ سے ناسخ حدیث کو معلوم کرنا ہے۔

نسخ کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

۱- نسخ کا لغوی معنیٰ: اس کے لغوی معنیٰ دو ہیں:

(i) ازالہ: اسی کی بناء پر ہے: نسخت الشمس الظل (آفتاب نے سایہ ختم کردیا)

(ii) نقل: اسی سے یہ مقولہ ہے: نسخت الکتاب (جب ایک تحریر کو دوسری جگہ نقل کریں) گویا اس طرح ناسخ، منسوخ کو ختم کردیتا ہے یا دوسرے حکم کی طرف موڑ دیتا ہے۔

۲- نسخ کا اصطلاحی معنیٰ: شارع کا اپنا پہلا حکم دوسرے حکم کے ذریعے ختم کردینا۔

(ب) وہ امور جن کے ذریعے ناسخ و منسوخ کی پہچان حاصل ہوتی ہے:

وہ امور چار ہیں جن کے ذریعے ناسخ و منسوخ کی پہچان حاصل ہوتی ہے:

۱- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمایاں بیان سے مثلاً صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة۔ یعنی میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا، تو اب تم ان کی زیارت کرو، کیونکہ زیارت دنیا میں بے رغبتی پیدا کرتی ہے اور آخرت کو یاد دلاتی ہے۔

۲- کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے قول سے مثلاً حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول سنن ابی داؤد میں مذکور ہے:

كان آخر الامرين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ترك الوضوء مما مست النار۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) وضو

ترک کردیا (آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو فاسد نہیں ہوتا)

۲-تاریخ کی پہچان سے جیسے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح بخاری میں مذکور ہے:
افطر الحاجم والمحجوم یعنی سینگی لگانے والے اور سینگی لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے منسوخ ہے جو بخاری میں موجود ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم صائم
بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام اور روزہ کی حالت میں سینگی لگوائی تھی۔

۴-دلالت اجماع سے: مثلاً یہ حدیث جامع ترمذی میں موجود ہے:
من شرب الخمر فاجلدوہ فان عاد فی الرابعۃ فاقتلوہ۔ یعنی جو شخص شراب نوشی کرے اسے کوڑے مارو، اگر چوتھی بار شراب پیے تو اسے قتل کردو۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اس حدیث کے منسوخ ہونے پر اجماع ہے جبکہ اجماع نہ ناسخ ہوتا ہے اور نہ منسوخ۔ تاہم ناسخ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالیة السنة الثانیة للطلاب الموافق سنة۱۴۳۹ھ/2018ء

تیسرا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات. مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: والاثمان المطلقة لاتصح الا ان تکون معروفة القدر والصفة لان التسلیم والتسلم واجب بالعقد وهذه الجهالة مفضیة الی المنازعة فیمتنع التسلیم والتسلم وکل جهالة هذه صفتها تمنع الجواز هذا هو الاصل ویجوز البیع بثمن حال ومؤجل.

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور پہلے مسئلے کی وضاحت کریں؟ ۲۲=۱۲+۱۰

(ب) کیا ثمن مؤجل پر بیع کرنا صحیح ہے؟ اپنے مؤقف کو نقلی وعقلی دلائل سے مزین کرکے سپرد قلم کریں۔ ۱۲

سوال نمبر 2: ومن اشتری شیئا لم یره فالبیع جائز وله الخیار اذا رآه ان شاء اخذه بجمیع الثمن وان شاء رده.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ خیار رؤیت کب تک باقی رہے گا؟ ۲۱=۱۱+۱۰.

(ب) ہدایہ کی روشنی میں خیار رؤیت کو باطل کرنے والی چیزیں تحریر کریں؟ ۱۲

سوال نمبر 3: ولا یجوز بیع شعور الانسان ولا الانتفاع به لان الآدمی مکرم لا مبتذل فلا یجوز ان یکون شیء من اجزائه مهانا مبتذلا وقد قال علیه الصلاة السلام لعن الله الواصلة والمستوصلة الحدیث وانما یرخص فیما یتخذ من الوبر فیزید فی قرون النساء وذوائبهن

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مسئلہ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۲۱=۱۱+۱۰

(ب) پیالے میں موجود عورت کے دودھ کی بیع جائز ہے یا نہیں؟ اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں۔ ۱۲

سوال نمبر 4: السلم عقد مشروع بالکتاب وهو آیة المداینة فقد قال ابن عباس أشهد ان الله تعالی احل السلف المضمون وأنزل فیه اطول آیة فی کتابه وتلا قوله

تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ الآیۃ وبالسنۃ

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں اور بیع سلم کے جواز کو دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ثابت کریں؟
۵+۵+۱۱=۲۱

(ب) رب السلم، مسلم الیہ، مسلم فیہ کی وضاحت کریں اور بیع سلم کا حکم لکھیں۔ ۴×۳=۱۲

☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: والاثمان المطلقة لاتصح الا ان تكون معروفة القدر والصفة لان التسليم والتسلم واجب بالعقد وهذه الجهالة مفضية الى المنازعة فيمتنع التسليم والتسلم وكل جهالة هذه صفتها تمنع الجواز هذا هو الاصل ويجوز البيع بثمن حال ومؤجل۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور پہلے مسئلے کی وضاحت کریں؟

(ب) کیا ثمن مؤجل پر بیع کرنا صحیح ہے؟ اپنے مؤقف کو نقلی و عقلی دلائل سے مزین کر کے سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اشارہ سے خالی اثمان کا ثمن ہونا درست نہیں ہے، الا یہ کہ ان کی مقدار اور صفت معلوم ہو، کیونکہ بحکم عقد دینا لینا ضروری ہے اور یہ جہالت مفضی الی النزاع ہے، لہٰذا دینے لینے میں رکاوٹ ہوگی اور ہر وہ جہالت جو اس صفت کی ہو وہ جواز سے مانع ہوگی، یہی اصل ہے۔ نقد اور ادھار دونوں ثمن کے عوض بیع جائز ہے۔

<u>پہلے مسئلہ کی وضاحت:</u>

اگر کسی نے ثمن کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا اور اس کا وصف اور اس مقدار بھی بیان نہیں کی، بس صرف اتنا کہا فلاں چیز میں نے دراہم یا دنانیر کے عوض خرید لی، تو اس صورت میں بیع درست نہیں ہوگی، کیونکہ از روئے عقد عاقدین میں سے ہر ایک کو دینے اور لینے کی ضرورت پیش آتی ہے، یعنی مشتری ثمن دے کر مبیع لیتا ہے اور بائع مبیع دے کر ثمن پر قابض ہوتا ہے، جب ثمن اشارے، وصف اور مقدار تینوں چیزوں سے خالی ہوگا، تو ظاہر ہے کہ یہ صورت مفضی الی النزاع ہوگی، بائع زیادہ ثمن یا عمدہ ثمن کا مطالبہ کرے گا اور مشتری اسے گھٹیا اور کم ثمن دے کر ٹرخانا چاہے گا کہ یہ جہالتیں مفضی الی النزاع بھی ہوں گی اور جواز عقد سے مانع بھی ہوں گی۔ ہر وہ جہالت جو مفضی الی النزاع ہو، وہ مفسد عقد ہوتی ہے، اس لیے یہ بھی مفسد عقد ہوگی۔

ہاں اگر مشتری نے ثمن کی طرف اشارہ تو نہیں کیا لیکن اس کی مقدار متعین کر دی کہ میں نے دس دراہم کے عوض خریدی، یا اس نے اس کی صفت بیان کر دی اور یوں کہا کہ بخاری یا سمرقندی دراہم کے عوض

خریدا، تو اب چونکہ ثمن کا وصف یا اس کی مقدار معلوم ہو چکی ہے، لہٰذا یہ صورت منازعت کا سبب نہیں بنے گی اور بیع جائز ہوگی۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہیں سے آپ کو ایک اصول بھی معلوم ہو گیا کہ وہ جہالت جو مفضی الی النزاع ہو، اس سے عقد فاسد ہو جائے گا، اور وہ جہالت جو مفضی الی النزاع نہ ہو اس سے جواز عقد پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

(ب) ثمن مؤجل پر بیع کا مسئلہ:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح نقد روپیہ وغیرہ دے کر کوئی چیز خریدنا اور لینا درست ہے، اسی طرح ایک متعین مدت تک ادھار پر معاملہ کرنا اور اس حوالے سے کوئی چیز خریدنا بھی درست ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حلت بیع کو مطلقاً بیان فرمایا ہے اور احل اللہ البیع میں نقد اور ادھار کی کوئی تفصیل نہیں بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا جس طرح نقد کا معاملہ درست ہے، اسی طرح ادھار کا معاملہ بھی درست ہوگا۔ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے اس طرح کے لین دین کا ثبوت مل رہا ہے۔

البتہ ادھار کی صورت میں اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ میعاد اور مدت معلوم اور متعین ہو، کیونکہ اگر میعاد اور مدت متعین نہ ہوگی تو ادائیگی ثمن میں دشواری آئے گی (حالانکہ ثمن کا ادا کرنا بیع کی وجہ سے واجب ہو چکا ہے) کہ بائع مدت قریبہ میں ثمن کا مطالبہ کرے گا اور مشتری لمبی مدت کے بعد ثمن اس کے حوالے کرے گا، اور اسی اختلاف سے آپس میں ان کا جھگڑا ہوگا اور یہ صورت مفضی الی النزاع بن جائے گی۔ یہ اصول آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ صورت جو مفضی الی النزاع ہو، عقد کو ختم کر دیتی ہے۔ لہٰذا اس صورت میں میعاد کی جہالت جواز عقد سے مانع ہوگی۔

سوال نمبر 2: وَمَنِ اشْتَرٰى شَيْئًا لَمْ يَرَهُ فَالْبَيْعُ جَائِزٌ وَلَهُ الْخِيَارُ إِذَا رَآهُ إِنْ شَاءَ أَخَذَهُ بِجَمِيْعِ الثَّمَنِ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهُ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ خیار رؤیت کب تک باقی رہے گا؟

(ب) ہدایہ کی روشنی میں خیار رؤیت کو باطل کرنے والی چیزیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

عبارت پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

جس شخص نے دیکھے بغیر کوئی چیز خرید لی تو بیع درست ہوگی جبکہ اسے (مشتری) کو حق حاصل ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو تمام قیمت پر اسے لے اور اگر چاہے تو اس معاملہ کو مسترد کر دے۔

خیار رؤیت کی مدت:

خیار رؤیت کی مدت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ،

حضرت امام شافعی اور حضرت امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ خیار کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے۔ حضرات صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں خیار کی کوئی مدت نہیں ہے بلکہ عاقدین جس مدت کو بیان کر دیں وہی مدت خیار ہوگی خواہ وہ تین دن ہو یا تین مہینے ہو۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حسب ضرورت خیار شرط کا ثبوت ہوتا ہے اور اموال کی حالتوں میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے۔

(ب) خیار رؤیت کو باطل کرنے والی چیزیں:

اگر کسی شخص نے غلے کا ڈھیر خریدا اور صرف اوپر سے غلے کا معائنہ کیا، یا اسی طرح کپڑے کا تھان خریدا اور اوپر سے کپڑے کو دیکھ لیا پورا تھان نہیں کھولا، یا باندی کا چہرہ دیکھ کر اسے خرید لیا، یا سواری کا منہ اور اس کی سرین دیکھنے پر اکتفاء کر کے اسے خرید لیا، تو ان تمام صورتوں میں مشتری کو خیار رؤیت حاصل نہیں رہے گا بلکہ باطل ہو جائے گا۔

سوال نمبر3: **ولا یجوز بیع شعر الانسان ولا الانتفاع به لان الآدمی مکرم لا مبتذل فلا یجوز ان یکون شیء من اجزائه مهانا مبتذلا وقد قال علیه الصلاة السلام لعن الله الواصلة والمستوصلة الحدیث وانما یرخص فیما یتخذ من الوبر فیزید فی قرون النساء وذوائبهن**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مسئلہ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) پیالے میں موجود عورت کے دودھ کی بیع جائز ہے یا نہیں؟ اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: انسان کے بالوں کو فروخت کرنا اور ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ انسان معزز ہے، ذلیل نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے اجزاء میں سے کسی ایک جز کی توہین و تذلیل جائز نہیں ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما بھی دیا ہے کہ بال جوڑنے والی اور بالوں کو جڑوانے والی دونوں عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ صرف ان بالوں کی رخصت ہے جو اونٹ وغیرہ سے لے کر لگائے جاتے ہیں اور ان سے عورتوں کی چوٹیوں اور ان کے گیسو میں اضافہ ہوتا ہے۔

مسئلہ کی توضیح وتشریح:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ نہ تو انسان کے بالوں کو فروخت کرنا درست ہے اور نہ ہی ان سے نفع اٹھانا درست ہے، اس لیے کہ انسان اپنے اجزاء و اعضاء سمیت معزز و مکرم ہے۔ اب اگر اس کے کسی بھی جز کو بیچنے یا اس سے استفادہ کی اجازت دی جائے تو اس سے انسان کی شرافت و کرامت مجروح ہوگی، جو فرمان خداوندی: **ولقد کرمنا بنی آدم الخ** کے منافی ہے، اور درست نہیں ہے۔ پھر بالوں سے استفادہ کی ممانعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بالوں کو

گوندنے اور گوندوانے والی دونوں عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ حدیث صاف وضاحت کر رہی ہے کہ انسان کے بالوں سے کسی بھی طرح کا استفادہ درست نہیں ہے۔ اگر گوندنے گوندوانے کا بہت شوق ہے تو اونٹ وغیرہ کے بال استعمال کیے جائیں۔ فقہاء کرام نے عورتوں کی چوٹیوں میں اضافے کے لیے اونٹ وغیرہ کے بالوں کو لگانے اور استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

(ب) عورت کے دودھ فروخت کرنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

جمہور فقہاء کرام کے ہاں عورت کا دودھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، خواہ عورت آزاد ہو یا باندی، چاہے اس کا دودھ پستان میں ہو یا کسی پیالے وغیرہ میں نکال لیا جائے۔ چونکہ بھینس اور گائے وغیرہ کا دودھ اگر برتن میں نکال لیا جائے تو اس کی بیع درست ہو جاتی ہے، اس سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ عورت کے دودھ کو بھی برتن میں نکال لیں تو اس کا بیچنا درست ہو جائے گا، صاحب کتاب فی قدح کی قید سے اسی وہم کو دور کر رہے ہیں کہ یہ وہم درست نہیں ہے، عورت کا دودھ خواہ پستان کے اندر ہو یا باہر ہو بہر صورت اس کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ عورت خواہ آزاد ہو یا باندی دونوں صورتوں میں اس کے دودھ کی بیع درست نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ دودھ ایک قابل شرب چیز ہے جس کے ساتھ ساتھ طاہر و پاک بھی ہے، طاہر و پاک چیزوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ لہٰذا اس دودھ کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔

احناف اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ دودھ انسان کا جز ہے اور قرآن کریم نے: ولقد کرمنا بنی آدم الخ کے اعلان سے انسان کو اس کے تمام اجزاء و اعضاء سمیت معزز و مکرم بنا دیا ہے، اگر اب اسے یا اس کے کسی جز یا عضو کو خریدنے بیچنے کی اجازت دی جائے، تو اس کا اکرام و احترام مجروح ہو گا، کیونکہ کسی چیز پر بیع وغیرہ کا ورود اس کے کم تر اور ذلیل ہونے کی علامت ہے۔ اس لیے انسان کی کرامت و شرافت کے پیش نظر اس کے کسی بھی جز کو بیچنے یا خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔

سوال نمبر 4: السلم عقد مشروع بالکتاب وھو اٰیۃ المداینۃ فقد قال ابن عباس اشھد ان اللہ تعالٰی احل السلف المضمون وانزل فیہ اطول اٰیۃ فی کتابہ وتلا قولہ تعالٰی یا ایھا الذین اٰمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ الاٰیۃ وبالسنۃ

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح کریں اور بیع سلم کے جواز کو دلائل نقلیہ و عقلیہ سے ثابت کریں؟

(ب) رب السلم، مسلم الیہ، مسلم فیہ کی وضاحت کریں اور بیع سلم کا حکم لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: مسلم کتاب اللہ سے مشروع شدہ عقد ہے اور وہ (کتاب) آیت مداینت ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سلم

مضمون کو حلال قرار دیا ہے اور اس حوالے سے اپنی کتاب میں ایک طویل آیت نازل فرمائی ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کا قول: یایھا الذین امنوا اذا تداینتم الی اجل مسمی فاکتبوہ تلاوت کیا۔ سلم سنت (حدیث) سے بھی مشروع ہے۔

بیع سلم کی تعریف اور اس کے ثبوت پر دلائل:

مصنف نے اس عبارت میں بیع سلم کے جواز اور ثبوت کو قرآن وسنت سے ہم آہنگ اور مربوط قرار دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ بیع سلم کتاب اللہ کی آیت مداینت یعنی یایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ الخ سے ثابت ہے اور اس کے ثبوت کی سب سے بین دلیل رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا وہ فرمان ہے جو عبارت میں درج ہے اور اس میں لفظ "اشھد" کے ساتھ انہوں نے یہ شہادت دی ہے کہ آیت مداینت میں کسی مدت تک ادھار کا معاملہ کرتے وقت اس کے لکھنے اور قید تحریر میں لانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیع سلم کو حلال قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد گرامی سے بیع سلم کا ثبوت اس طرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ السلف، السلم کا مترادف ہے اور مضمون سے مؤجل یا واجب فی الذمہ مراد ہے اور یہ دونوں چیزیں بیع سلم کے ثبوت اور جواز ہی پر دلالت کرتی ہیں، اس لیے کہ بیع سلم میں مسلم فیہ مؤجل ہوتی ہے اور مسلم الیہ کے ذمہ واجب بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا المضمون سے خواہ مؤجل والا معنیٰ مراد لیا جائے یا واجب فی الذمہ والا۔ بہر صورت اس سے بیع سلم کا جواز اور ثبوت ہو جائے گا۔

فرمایا: وبالسنۃ الخ یعنی کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ سنت رسول (حدیث) سے بھی بیع سلم کا ثبوت ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں معدوم چیز کو فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ہرچند کہ بیع سلم میں بھی مبیع معدوم ہوتی ہے، مگر صاحب شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر بیع سلم کے متعلق اجازت عطا کی ہے، اس لیے یہ جائز ہے۔

(ب) رب السلم، مسلم الیہ، مسلم فیہ کی وضاحت اور بیع سلم کا حکم:

امور بالا کی وضاحت حسب ذیل ہے:

۱۔ رب السلم: صاحب مال کو کہتے ہیں، اس کو مسلم اور صاحب دراہم بھی کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں رب السلم کو مشتری اور مسلم الیہ کو بائع بھی کہتے ہیں۔

۲۔ مسلم الیہ: عاقد کو کہا جاتا ہے۔

۳۔ مسلم فیہ: وہ اشیاء جن پر عقد واقع ہو یعنی مبیع جیسے آٹا اور گندم وغیرہ۔

۴۔ بیع سلم کا حکم: بیع سلم کا شرعی حکم بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے: ثبوت الملک لرب السلم فی

المسلم فيه مؤجلا بمقابلة ثبوت الملك في رأس العين او الموصوف للمسلم اليه معجلاً بطريق الرخصة دفعا لحاجة الناس یعنی مسلم فیہ میں بطریق مؤجل رب السلم کے لیے اپنی ملکیت کا ثبوت جو مسلم الیہ کے لیے بطور معجل متعین کردہ رأس المال میں ثابت ہوتی ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالیة السنة الثانیة للطلاب الموافق سنة۱۴۳۹ھ/2018ء

چوتھا پرچہ: بلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) اذبہ ای بعلم البلاغة وتوابعها لا بغیره من العلوم یعرف دقائق العربیة و اسرارها فیکون من ادق العلوم سرا وبه یکشف عن وجوه الاعجاز فی نظم القراٰن استارها فیکون من اجل العلوم قدرا

(i) مذکورہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ماتن وشارح کی اغراض واضح ہوجائیں؟ ۱۰

(ii) علم البلاغہ کو اجل العلوم کہنے کی وجہ مطول کی روشنی میں تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) فان قیل کیف التوفیق بین ما ذکر ههنا وبین ما ذکر فی المفتاح من ان مدرك الاعجاز هو الذوق لیس الاونفس وجه الاعجاز هما لایمکن کشف القناع عنها۔

(i) عبارت کا ترجمہ کریں اور ذوق کی تعریف سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ii) مذکورہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے آپ اس کا جواب تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: فالتنافر وصف فی الکلمة یوجب ثقلها علی اللسان وعسر النطق بها فمنه مایوجب التناهی فیه ...... ومنه ما دون ذلك

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور فصاحت فی المفرد کی تعریف سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح کیا بیان فرمارہے ہیں؟ مثالیں دے کر مطول کی روشنی میں وضاحت کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 3: والتعقید ای کون الکلام معقدا علی ان المصدر من المبنی للمفعول ان لایکون الکلام ظاهرة الدلالة علی المعنی المراد منه لخلل واقع اما فی النظم...... واما فی الانتقال

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) تعقید لفظی وتعقید معنوی میں سے ہر ایک کی مثال دیں اور مطول کی روشنی میں ان کی تشریح قلمبند کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 4: وينحصر المقصود من علم المعاني في ثمانية ابواب انحصار الكل في اجزائه لا الكلي في جزئياته والاصدق علم المعاني على كل باب وظاهر هذا الكلام مشعربان العلم عبارة عن نفس القواعد على مامر

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مطول کی روشنی میں مذکورہ ابواب ثمانیہ کی وجہ حصر تحریر کریں؟ ۲۰

☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

چوتھا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: (الف) اذ بہ ای بعلم البلاغة وتوابعها لا بغيره من العلوم يعرف دقائق العربية و اسرارها فيكون من ادق العلوم سرا وبه يكشف عن وجوه الاعجاز فی نظم القرآن استارها فيكون من اجل العلوم قدرا

(i) مذکورہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ماتن وشارح کی اغراض واضح ہو جائیں؟

(ii) علم البلاغۃ کو اجل العلوم کہنے کی وجہ مطول کی روشنی میں تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) (i) عبارت کی تشریح وتوضیح:

اس عبارت میں علم بلاغت اور اس کے توابع کو اہم علم قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ علم بلاغت وتوابع اجل علوم میں سے ہیں مرتبہ ومقام کے اعتبار سے اور دقیق ترین علوم میں سے ہیں۔ سر اور لطیفہ کے اعتبار سے کیونکہ دقائق اور اسرار عربیت ان ہی علوم سے دریافت ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کی عبارتوں میں وجوہ اعجاز سے پردہ ان ہی دو علوم کی وجہ سے کھلتا ہے' اعجاز قرآنی کا علم ان ہی دو علوم سے حاصل ہوتا ہے اور اعجاز قرآنی کی دریافت لانے والے کی تصدیق کا راستہ کھلتا ہے۔ تصدیق کا لازمہ یہی کچھ ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اس پر عمل کیا جائے، عمل کا لازمہ یہی کچھ ہے کہ دنیوی اور اخروی سعادت حاصل ہو۔

سوال یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے علم بلاغت کو تمام علوم سے افضل واہم قرار دیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تفسیر وحدیث اور علم فقہ سے بھی افضل ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ماتن کے اجل علوم سے مراد فرد شخصی نہیں ہے جس کی بناء پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے بلکہ اسے فرد نوعی قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اجل علوم کا ایک طائفہ ہے جو حدیث، تفسیر اور فقہ وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اسی اجل العلوم طائفہ میں سے ایک علم بلاغت ہے، یعنی بلاغت علوم عربیہ میں سے اجل ترین ہے نہ جمیع علوم میں سے۔

(ii) علم بلاغت کو اجل العلوم قرار دینے کی وجہ:

علم بلاغت بنیادی طور پر دو علوم پر مشتمل ہے: (۱) علم معانی، (۲) علم بیان۔ بلاغت کا بنیادی مقصد کلام کو خطاء سے محفوظ رکھنا ہے، فصیح کو غیر فصیح سے ممتاز کرنا ہے اور علم بدیع محض تحسین کے لیے ہے اس لیے وہ تابع ہے۔ علم بلاغت کو "اجل العلوم" قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس علم کے باعث عربیت کی دقیق

باتوں، اسرار کی پہچان اور نظم قرآنی کا اعجاز منکشف ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ اجل علوم ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ اجل علوم کئی ہیں علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ وغیرہ۔ ان علوم میں باہمی تفاوت ہے جس بنیاد پر اسے اجل العلوم قرار دیا جاتا ہے۔

(ب) فان قيل كيف التوفيق بين ما ذكر ههنا وبين ما ذكر في المفتاح من ان مدرك الاعجاز هو الذوق ليس الاونفس وجه الاعجاز هما لايمكن كشف القناع عنها.

(i) عبارت کا ترجمہ کریں اور ذوق کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(ii) مذکورہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے، آپ اس کا جواب تحریر کریں؟

جواب: (i) ترجمہ عبارت: پھر اگر کہا جائے کہ کیسے موافقت ہوگی اس چیز کے درمیان جو یہاں پر مذکور ہے اور اس کے جو مفتاح العلوم میں ہے کہ مدرک اعجاز (فقط) ذوق ہے اور وجہ اعجاز کے چہرے سے پردے کا اٹھنا ممکن ہی نہیں ہے؟

ذوق کی تعریف:

مفتاح العلوم میں نفس ذوق کو مدرک اعجاز قرار دیا گیا ہے مگر اس کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے جس طرح ملاحت کا ادراک ہوتا ہے مگر اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ خود صاحب مفتاح العلوم نے کہا کہ اعجاز کی شان عجیب ہے کہ اس کا ادراک ہوتا ہے لیکن اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ یہاں جو کچھ بیان ہوا کہ بلاغت کے ذریعے وجوہ اعجاز سے پردے ہٹائے جاتے ہیں وہ اس بات پر دلالت نہیں ہے کہ اس کا وصف ممکن ہے بلکہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس علم کے ذریعے اعجاز کا ادراک ہوتا ہے اگر وہ اس ذوق کے ذریعے ہو جو اس علم سے حاصل ہوتا ہے لیکن دیگر علوم سے اعجاز کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ گویا یہاں تضاد نہیں ہے بلکہ بلاغت اور ذوق دونوں مدرک اعجاز ہیں۔ تاہم وجہ اعجاز کا بیان اور حقیقتاً اس کا ادراک صرف ذات باری تعالیٰ کو ہے جبکہ بندوں کے لیے اس کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔

(ii) مذکورہ عبارت ایک سوال ہے اور اس کا جواب حسب ذیل ہے:

ہم کہتے ہیں کہ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ اعجاز کا ادراک ذوق سے ہوتا ہے مگر اس کے وصف کو بیان کرنا ممکن نہیں جیسے نمکینی کا ادراک تو ہو سکتا ہے مگر وصف کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس کی تصریح بھی مذکور ہو چکی ہے، وہ اس پر دلالت نہیں کرتا جس کا وصف بیان کرنا ممکن ہے بلکہ اس پر دال ہے کہ اعجاز کا ادراک اس علم سے حاصل ہوتا ہے اگرچہ اس ذوق کے ذریعے ہو جو اس علم سے حاصل ہوا ہے نہ کسی دوسرے علم سے۔ حصر حقیقی نہیں ہے تاکہ اعتراض وارد ہو سکے کہ عرب پہچان لیتے ہیں باعتبار ذوق فطری کے اور اسی کی طرف مفتاح کی کئی جگہوں میں اشارہ کیا گیا ہے جیسے اس کا قول ہے علم منطق میں، وجہ اعجاز فصاحت و

(ب) تعقید کی دو قسمیں مع مثال ہر ایک کی مثال دیں اور مطول کی روشنی میں ان کی تشریح قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اور تعقید یعنی کلام مبنی علی المفعول کے صادر ہونے پر ظاہر الدلالت نہ ہو، معنی ظاہر المرادنہ لفظ میں ہو اور نہ انتقال میں ہو۔

وضاحت وتشریح:

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت میں تعقید کی تعریف اور تقسیم کی ہے۔تعقید سے مراد ہے کلام کا مفہوم واضح نہ ہونہ الفاظ میں نہ معنیٰ کے اعتبار سے۔اس کی دو قسمیں: (۱) تعقید لفظی، (۲) تعقید معنوی۔

(ب) تعقید کی اقسام اور ان کی مثالیں:

تعقید یہ ہے کہ کلام اپنے مرادی معنیٰ پر ظاہراً دلالت نہ کرے اس کی دو صورتیں ہیں:

(i) نظم میں تعقید، (ii) انتقال میں تعقید

نظم میں تعقید (تعقید لفظی):

نظم میں تعقید یہ ہے کہ تقدیم وتاخیر یا حذف واضمار وغیرہ کی وجہ سے الفاظ کی ترتیب معانی کی ترتیب کے موافق نہ ہو۔اس سے مراد کو سمجھنے میں مشکل آتی ہے اگرچہ یہ کلام قوانین کے مطابق جاری ہو، کیونکہ اس کا سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر کلام میں ایسے امور جمع ہوں، جو کلام عرب میں ان کا استعمال عام ہوتا ہے لیکن ان میں سے بعض کی وجہ سے تعقید پائی جاتی ہے تو ان کے اجتماع کی وجہ سے تعقید شدید ہوتی ہے۔

ایک وہم کا جواب:

بعض حضرات نے یہ وہم کیا کہ ضعف تالیف کی موجودگی میں تعقید لفظی کی ضرورت نہیں رہتی۔ان حضرات نے اس کی مثال میں فرزدق کا شعر پیش کیا ہے جو ہشام بن عبدالملک کے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل مخزومی کی مدح میں کہا گیا تھا وہ شعر یہ ہے:

وما مثله في الناس الا مملكا ابو امه حي ابوه يقاربه

اور اس کی مثل لوگوں میں نہیں مگر جیسے بادشاہ ہے جسے حکومت اور مال دیا گیا اور اس کی ماں کا باپ اس (ابراہیم) کا باپ ہے کوئی زندہ اس کے مشابہ نہیں۔

اس میں ابو امہ مبتداء اور ابوہ خبر ہے اور دونوں کے درمیان اجنبی یعنی ابوہ کے ذریعے فصل ہے۔ نیز مستثنیٰ یعنی مملکا، مستثنیٰ منہ یعنی حی سے مقدم ہے اسی لیے اس مستثنیٰ کو نصب دیا گیا ورنہ مختار یہ ہے کہ یہ بدل ہو۔

اگرچہ اس قسم کی تقدیم وتاخیر عام ہے لیکن اس سے زیادہ تعقید واجب کردی۔

بلاغت کی جنس سے ہے اور اس کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے مگران دوعلموں کی طویل خدمت۔ایک دوسری جگہ ہے علم اصول کے بعد کوئی نہیں ہے جو ان دونوں علموں سے زیادہ اعجاز کے چہروں سے پردوں کو ہٹائے، ہاں وجہ اعجاز کا بیان اور اس کی حقیقت کو پانا ممکن نہیں، کیونکہ بغیر علام الغیوب کے کسی دوسرے کے لیے اس علم کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔پس بلاغت کی حقیقت اسی علم کے نیچے درج ہے۔

سوال نمبر2: فالتنافر وصف في الكلمة يوجب ثقلها على اللسان وعسر النطق بها فمنه مايوجب التناهي فيه ...... ومنه ما دون ذلك

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور فصاحت فی المفرد کی تعریف سپردقلم کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح کیا بیان فرمارہے ہیں؟ مثالیں دے کر مطول کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: تنافر کلام میں ایسا وصف ہوتا ہے جس کی وجہ سے زبان پر ثقل ودشواری پیدا ہوجاتی ہے، یہ تسلسل از ابتداء تا انتہاء کلام باقی رہتا ہے۔

فصاحت فی المفرد کی تعریف:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فصاحت فی المفرد کی تعریف یوں کی ہے:

خلوصه من تنافر الحروف والغرابة ومخالفة القياس اللغوي ۔مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور قیاس لغوی سے خالی ہونا، فصاحت فی المفرد کہلاتا ہے۔یعنی فصاحت فی المفرد کے لیے تین عیوب سے خالی ہونا ضروری ہے: (۱) تنافر حروف، (۲) غرابت حروف، (۳) قیاس لغوی کی مخالفت۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کی وضاحت:

خط کشیدہ عبارت سے شارح رحمہ اللہ تعالیٰ تنافر کی تقسیم کرنا چاہتے ہیں کہ تنافر کی دو اقسام ہیں، تنافر بطور کلی مشکک کے ان پر صادق آتا ہے نہ کلی مطواطی کے طور پر۔پہلی تنافر کی قسم وہ ہے جس میں آخری و انتہائی وجہ کا تنافر ہو کہ اس کے اوپر کوئی درجہ تنافر کا نہ ہو جیسے الهعخع (بمعنی گھاس) کے کلمہ میں پایا جارہا ہے (اس میں تمام حروف حلقی جمع ہو گئے ہیں) دوسری تنافر کی قسم وہ ہے جس میں کم درجہ کا تنافر پایا جائے مثلاً مستشزرات (اس میں کم درجہ کا تنافر ہے)

سوال نمبر3: والتعقيد اى كون الكلام معقدا على ان المصدر من المبني للمفعول ان لايكون الكلام ظاهرة الدلالة على المعنى المراد منه لخلل واقع اما في النظم...... واما في الانتقال

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپردقلم کریں؟

(ب) تعقید لفظی و تعقید معنوی میں سے ہر ایک کی مثال دیں اور مطول کی روشنی میں ان کی تشریح قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اور تعقید یعنی کلام مبنی علی المفعول کے صادر ہونے پر ظاہر الدلالت نہ ہو، یعنی ظاہر المراد نہ لفظ میں ہو اور نہ انتقال میں ہو۔

وضاحت وتشریح:

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت میں تعقید کی تعریف اور تقسیم کی ہے۔ تعقید سے مراد ہے کلام کا مفہوم واضح نہ ہونا الفاظ میں نہ معنی کے اعتبار سے۔ اس کی دو قسمیں: (۱) تعقید لفظی، (۲) تعقید معنوی۔

(ب) تعقید کی اقسام اور ان کی مثالیں:

تعقید یہ ہے کہ کلام اپنے مرادی معنی پر ظاہراً دلالت نہ کرے اس کی دو صورتیں ہیں:

(i) نظم میں تعقید، (ii) انتقال میں تعقید

نظم میں تعقید (تعقید لفظی):

نظم میں تعقید یہ ہے کہ تقدیم و تاخیر یا حذف و اضمار وغیرہ کی وجہ سے الفاظ کی ترتیب معانی کی ترتیب کے موافق نہ ہو۔ اس سے مراد کو سمجھنے میں مشکل آتی ہے اگرچہ یہ کلام قوانین کے مطابق جاری ہو، کیونکہ اس کا سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر کلام میں ایسے امور جمع ہوں، جو کلام عرب میں ان کا استعمال عام ہوتا ہے لیکن ان میں سے بعض کی وجہ سے تعقید پائی جاتی ہے تو ان کے اجتماع کی وجہ سے تعقید شدید ہوتی ہے۔

ایک وہم کا جواب:

بعض حضرات نے یہ وہم کیا کہ ضعف تالیف کی موجودگی میں تعقید لفظی کی ضرورت نہیں رہتی۔ ان حضرات نے اس کی مثال میں فرزدق کا شعر پیش کیا ہے جو ہشام بن عبدالملک کے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل مخزومی کی مدح میں کہا گیا تھا وہ شعر یہ ہے:

وما مثله في الناس الا مملكا ابو امه حي ابوه يقاربه

اور اس کی مثل لوگوں میں نہیں مگر جیسے بادشاہ ہے جسے حکومت اور مال دیا گیا اور اس کی ماں کا باپ اس (ابراہیم) کا باپ ہے کوئی زندہ اس کے مشابہ نہیں۔

اس میں ابو امہ مبتداء اور ابوہ خبر ہے اور دونوں کے درمیان اجنبی یعنی ابوہ کے ذریعے فصل ہے۔
نیز مستثنیٰ یعنی مملکا، مستثنیٰ منہ یعنی حی سے مقدم ہے اسی لیے اس مستثنیٰ کو نصب دیا گیا ورنہ مختار یہ ہے کہ یہ بدل ہو۔
اگرچہ اس قسم کی تقدیم وتاخیر عام ہے لیکن اس سے زیادہ تعقید واجب کردی۔

بعض نے کہا مثلہ مبتدا ہے اور حی اس کی خبر ہے اور کلمہ ما لغت تمیم کے مطابق عمل نہیں کرتا، بعض نے اس کے برعکس کہا۔ بہرحال دونوں صورتوں میں معنیٰ میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ شارح فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ مثلہ ما کا اسم ہے اور فی الناس اس کی خبر ہے اور حی یقاربہ مثل سے بدل ہے اور مبدل منہ اور بدل میں فصل ہے۔

بہرحال ضعف تالیف اور تعقید دونوں میں عموم خصوص من وجہ ہے، بعض اوقات ضعف تالیف پائی جاتی ہے تعقید نہیں ہوتی جیسے جاء نی احمد (تنوین کے ساتھ) اور کبھی تعقید ہوتی ہے ضعف تالیف نہیں ہوتا۔ جب ایسے امور ہوں جن کا استعمال عام ہے اور فرزدق کے شعر میں دونوں یعنی تعقید اور ضعف تالیف جمع ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کلام کسی خلل کی وجہ سے مرادی معنیٰ پر دلالت نہیں کرتا اور وہ خلل ذہن کے پہلے معنیٰ سے جو لغت سے سمجھا جاتا ہے دوسرے یعنی مقصودی معنیٰ کی طرف انتقال میں پایا جاتا ہے۔

اس خلل کی وجہ لوازم بعیدہ کا وارد ہونا ہے جو وسائل کثیرہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں مقصود پر دلالت کرنے والے قرائن بھی مخفی ہوتے ہیں جیسے عباس بن احنف کا قول یہ ہے:

سا طلب بعد الدار عنکم لتقربوا

وتسکب عینای الدموع لتجمدا

میں عنقریب تم سے مکان کی دوری طلب کروں گا تا کہ تم قریب ہو جاؤ اور میری آنکھیں آنسو بہائیں گی تا کہ وہ خشک ہو جائیں۔ مقصود قرب تھا لیکن ذکر گھر کی دوری کا کیا جو دوری کا باعث ہے لیکن جب آدمی کہیں دور ہوتا ہے تو محبت بڑھتی ہے۔ لہٰذا دوری قرب کا سبب ہوا، آنکھوں کا جمود اصل میں آنسو بہنے کی ضد ہے۔ یعنی جب آدمی رونا چاہے تو آنکھیں آنسوؤں سے خالی ہوں پھر آنکھوں کے مطلق خالی ہونے پر بولا گیا پھر مسرت سے کنایہ کیا گیا۔

مطلب یہ ہے کہ احباب کا قرب اور خوشی مطلوب ہے لیکن ظاہری معنیٰ سے اس مطلوب کی طرف انتقال فوری طور پر نہیں ہوتا لہٰذا یہ تعقید فی الانتقال ہے۔

سوال نمبر 4: وَيَنْحَصِرُ الْمَقْصُوْدُ مِنْ عِلْمِ الْمُعَانِيْ فِيْ ثَمَانِيَةِ اَبْوَابٍ اِنْحِصَارَ الْكُلِّ فِيْ اَجْزَائِهٖ لَا الْكُلِّيِّ فِيْ جُزْئِيَّاتِهٖ وَاِلَّا لَصَدَقَ عِلْمُ الْمُعَانِيْ عَلٰى كُلِّ بَابٍ وَظَاهِرُ هٰذَا الْكَلَامُ مَشْعَرٌ بَاَنَّ الْعِلْمَ عِبَارَةٌ عَنْ نَفْسِ الْقَوَاعِدِ عَلٰى مَا مَرَّ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مطول کی روشنی میں مذکورہ ابواب ثمانیہ کی وجہ حصر تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

علم معانی کا آٹھ ابواب میں منحصر ہونے کا مقصد وہی ہے جو کل اپنے اجزاء پر مشتمل ہے نہ اس طرح کہ جس طرح کلی اپنی جزئیات پر مشتمل ہوتی ہے ورنہ علم معانی کی تعریف ہر باب پر صادق آئے گی۔ ظاہر کلام کا ایک معیار ہے، کیونکہ علم چند قواعد سے عبارت ہے۔ جس طرح گزر چکا ہے۔

(ب) ابواب ثمانیہ کی وجہ حصر:

علم معانی کا مقصود آٹھ ابواب میں منحصر ہے:

(۱) احوال اسناد خبری، (۲) احوال مسند الیہ، (۳) احوال مسند، (۴) احوال متعلقات فعل، (۵) قصر، (۶) انشاء، (۷) فصل ووصل، (۸) ایجاز، اطناب اور مساوات۔

ان ابواب ثمانیہ کی وجہ حصر حسب ذیل ہے:

کلام یا تو خبر ہوگا یا انشاء، اگر اس کی نسبت کے لیے تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے میں کوئی خارج ہوگا کہ یہ نسبت اس خارج کے مطابق ہو یا مطابق نہ ہو یا خارج نہیں ہوگا۔ اگر خارج نہ ہو تو وہ انشاء ورنہ خبر ہے۔

پھر خبر کے لیے مسند الیہ، مسند اور اسناد کا ہونا ضروری ہے۔ بعض اوقات مسند کے کچھ متعلقات ہوتے ہیں جب وہ فعل یا معنیٰ فعل ہو، اسناد اور تعلق میں سے ہر قصر کے ساتھ ہوگا یا نہیں، نیز ہر جملہ جو دوسرے سے ملا ہوا ہو وہ معطوف ہوگا یا غیر معطوف۔ نیز کلام بلیغ کسی فائدے کے لیے اصل مراد سے زائد ہوگا یا زائد نہیں ہوگا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

شهادة العالیة السنة الثانیة للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل......فلسفہ

سوال نمبر 1: القسم الثانی فی الطبعیات وھو مرتب علی ثلثة فنون الفن الاول فیما الاجسام وھو مشتمل علی عشرۃ فصول فصل فی ابطال الجزء الذی لایتجزی۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں۔ اور بتائیں کہ یہ کتاب کتنی اور کون کونسی اقسام پر مشتمل تھی؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مصنف نے جزء لاتجزی کے ابطال پر کتنے دلائل پیش کیے ہیں؟ ان میں سے صرف پہلی دلیل بیان کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 2: فصل فی الشکل کل جسم فلہ شکل طبعی۔

(الف) ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں مذکورہ دعویٰ کو دلیل سے ثابت کریں؟ ۱۰

(ب) حرکت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ حرکت کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟ مع امثلہ تحریر کریں؟ ۳+۱۲=۱۵

سوال نمبر 3: فصل فی اثبات کون الفلک مستدیرا وبیانہ ان ھھنا جھتین لا تتبدلان احدھما فوق والاخری تحت وکل واحدۃ منھما موجودۃ ذات وضع غیر منقسمة فی امتداد ماخذ الحرکة ومتی کان کذلک کان الفلک مستدیرا۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مصنف کی مراد واضح ہو جائے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) کون وفساد کی تعریف کریں، نیز بتائیں کہ کیا فلک خرق والتیام کو قبول نہیں کرتا؟ اپنا مؤقف دلیل سے ثابت کریں۔ ۸+۷=۱۵

قسم ثانی......مناظرہ

سوال نمبر 4: ثم لما کان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وسیلة لوصول حکمه الینا

واصحابه مرشدين لنا اردف التحميد بالصلوٰة فقال والصلوٰة على سيد انبيائه وهو نبينا صلى الله عليه وسلم كما ورد فى الخبر انا سيد ولد آدم ولا فخر ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف نسبت کرنے کی صورت میں لفظ صلوٰۃ کا معنی کیا ہوگا؟ ۵+۵=۱۰

(ب) نبی کی تعریف تحریر کریں اور مصنف کی عبارت "على سيد انبيائه" پر ہونے والا اعتراض مع جواب تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر5: يريد قدس سره ان المتخاصمين اى الذين مطلب احدهما غير مطلب الاخر اذا توجها فى النسبة بين الشيئين الذين احدهما محكوم عليه والأخر محكوم به وان كان ذلك التوجه فى النفس كما كان للحكماء الاشراقين وكان غرضهما من ذلك اظهار الحق والصواب يسمى ذلك التوجه مناظرة فى الاصطلاح

(الف) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) مذکورہ عبارت پر وارد ہونے والے سوالات مع جوابات تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر6: درج ذیل میں سے کسی پانچ اصطلا[illegible]ی تعریف کریں؟ ۵×۵=۲۵

(الف) مدعی، (ب) تنبیہ، (ج) علت، (د) دلیل[illegible])ملازمہ، (و) نقض، (ز) سند

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ

﴿حصہ اوّل: فلسفہ﴾

سوال نمبر 1: القسم الثانی فی الطبعیات وھو مرتب علی ثلثة فنون الفن الاول فیما الاجسام وھو مشتمل علی عشرة فصول فصل فی ابطال الجزء الذی لایتجزی۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں۔ اور بتائیں کہ یہ کتاب کتنی اور کون کونسی اقسام پر مشتمل تھی؟

(ب) مصنف نے جزء لا یتجزی کے ابطال پر کتنے دلائل پیش کیے ہیں؟ ان میں سے صرف پہلی دلیل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: قسم ثانی طبعیات کے بیان میں ہے جو تین فنون پر مشتمل ہے: (۱) فیما یعم الاجسام (جسم طبعی کے احوال پر مشتمل) اور یہ دس فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل جزء لا یتجزی کے بیان میں ہے۔

کتاب میں بیان کردہ اقسام:

یہ کتاب تین فنون پر مشتمل ہے:

۱- فیما یعم الاجسام: اس فن میں جسم طبعی کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔

۲- فلکیات: اس فن میں فلک کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔

۳- عنصریات: اس فن میں عناصر اربعہ (پانی، مٹی، آگ اور ھوا) کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔

(ب) جزء لا یتجزی کے بطلان پر دلائل:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 2: فصل فی الشکل کل جسم فله شکل طبعی۔

(الف) ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں مذکورہ دعویٰ کو دلیل سے ثابت کریں؟

(ب) حرکت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ حرکت کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟ مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: (الف) مذکورہ دعویٰ کا دلائل سے اثبات:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) حرکت کی تعریف اوراس کی اقسام:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر3: فصل فی اثبات کون الفلک مستدیرا وبیانہ ان ھھنا جھتین لا تتبدلان احدھما فوق والاخری تحت وکل واحدۃ منھما موجودۃ ذات وضع غیر منقسمۃ فی امتداد ماخذ الحرکۃ ومتی کان کذلک کان الفلک مستدیرا ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مصنف کی مراد واضح ہو جائے؟

(ب) کون وفساد کی تعریف کریں، نیز بتائیں کہ کیا فلک خرق والتیام کو قبول نہیں کرتا؟ اپنا موقف دلیل سے ثابت کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: یہ فصل فلک کے مستدیر ہونے کے اثبات وبیان میں ہے۔ یہاں دو ایسی جہتیں موجود ہیں جو تبدیل نہیں ہو سکتیں، ان میں سے ایک کو فوق اور دوسری کو تحت کہا جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک موجود بھی ہے اور ذات وضع بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی طرف اشارہ حسیہ ممکن نہیں ہے۔ جب صورت حال یہ ہے تو ثابت ہو گیا کہ فلک مستدیر (آسمان گول) ہے۔

توضیح وتشریح:

جسم مستدیر اس جسم کو کہا جاتا ہے جس کے درمیان ایک نقطہ فرض کرنا ممکن ہو جس سے نکلنے والے تمام خطوط برابر ہوں، اس نقطہ کو مرکز اور جسم کی سطح کو محیط کہتے ہیں اور خود اس جسم کو کرہ کہا جاتا ہے۔

ہر جسم ابعاد ثلاثہ (چوڑائی، لمبائی، گہرائی) میں تقسیم ہوتا ہے اور ہر جسم چھ جہات پر مشتمل ہوتا ہے: (۱) قدام، (۲) خلف، (۳) یمین، (۴) یسار، (۵) فوق، (۶) تحت۔ ان میں پہلی چار جہات تبدیل ہوتی رہتی ہیں، اگر آدمی مشرق کی طرف منہ کرے تو یہ اس کا قدام ہوگا اور مغرب اس کا خلف ہوگا، مگر آدمی منہ مغرب کی طرف پھیرے تو یہ جہتیں تبدیل ہو جائیں گی، اب مغرب اس کا اقدام اور مشرق خلف ہوگا۔ ہاں آخری دو جہات کبھی بھی تبدیل نہیں ہوتیں۔

یہ دلیل کئی شقوں پر مشتمل ہے:

۱- فوق اور تحت دونوں جہتیں موجود ہیں: یہ اس طرح کہ ہم فوق وتحت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور متحرک چیز ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو جس چیز کی طرف اشیاء متوجہ ہوتی ہیں اور اشارہ کیا جاتا ہے، وہ موجود ہوتی ہیں، لہٰذا فوق اور تحت بھی موجود ہیں۔

۲- ان میں سے ہر ایک ذات وضع ہے: اس لیے کہ فوق اور تحت اشارہ حسیہ کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جو چیز اشارہ حسیہ کی صلاحیت رکھتی ہے، وہ ذات وضع ہوتی ہے۔

۳- یہ ماخذ حرکت کے استداد میں تقسیم قبول نہیں کرتے: مطلب یہ ہے کہ فوق اور تحت دونوں جہات تقسیم کو قبول نہیں کرتے۔ اگر یہ تقسیم کو قبول کریں تو ہر جہت کے کم از کم دو اجزاء ہوں گے اور جب کوئی جسم متحرک ان کی طرف حرکت کرے گا تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہوگا:

(i) یا تو اقرب الجزئین پر پہنچ کر ساکن ہو جائے گا۔

(ii) یا اپنی حرکت جاری رکھے گا۔

اگر اقرب الجزئین پر ساکن ہو جائے تو یہی جہت ہوگا اور ابعد الجزئین جہت نہیں ہوگا اور یہ باطل ہے، کیونکہ یہ دونوں جہت کے اجزاء ہیں۔ اگر متحرک جسم اپنی حرکت جاری رکھے تو دو حال سے خالی نہیں ہے:

۱- مقصد سے حرکت کرے گا۔ (۲) یا مقصد کی طرف حرکت کرے گا۔

اگر مقصد سے حرکت کرے تو ابعد الجزئین جہت نہیں ہوگا اور اگر مقصد ابعد الجزئین ہو اور جسم اس کی طرف حرکت کرے تو پھر اقرب الجزئین جہت نہ ہوگا اور یہ باطل ہے، کیونکہ اقرب الجزئین اور ابعد الجزئین دونوں جہت کے اجزاء ہیں۔

(ب) کون وفساد کی تعریف:

۱- کون: کسی چیز کو عدم کے بعد وجود میں لانا۔

۲- فساد: کسی چیز کا وجود کے بعد عدم میں چلے جانا۔

فلک کا خرق والتیام کو قبول نہ کرنا:

خرق کا مطلب ہے کسی چیز کے اجزاء کا منتشر ہو جانا اور التیام سے مراد ہے کسی چیز کے منتشر اجزاء کا باہم مل جانا۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ فلک خرق والتیام کو قبول نہیں کرتا، اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں حرکت مستقیمہ کو مستلزم ہیں، کیونکہ اجزاء کی دوری اور ملنا بغیر حرکت مستقیم کے ناممکن ہے جبکہ فلک میں حرکت مستقیمہ باطل ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ فلک خرق والتیام کو قبول نہیں کرتا۔

﴿حصہ دوم: علم مناظرہ﴾

سوال نمبر 4: ثم لما كان نبينا صلى الله عليه وسلم وسيلة لوصول حكمه الينا واصحابه مرشدين لنا اردف التحميد بالصلوٰة فقال والصلوٰة على سيد انبيائه وهو نبينا صلى الله عليه وسلم كما ورد في الخبر انا سيد ولد آدم ولا فخر۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف نسبت کرنے کی صورت میں لفظ صلوٰۃ کا معنیٰ کیا ہوگا؟

(ب) نبی کی تعریف تحریر کریں اور مصنف کی عبارت "علی سید انبیائہ" پر ہونے والا اعتراض مع جواب تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: پس جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے احکام ہم تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے پیشوا ہیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد مصنف نے فرمایا: اور درود نازل ہو خدا کے نبیوں کے سردار پر اور وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جس طرح ایک حدیث میں وارد ہے: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں تو اس پر میں فخر نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف نسبت سے "صلوٰۃ" کا معنیٰ:

لفظ "صلوٰۃ" کی وضع "دعاء" کے لیے ہوئی پھر یہ نماز اور درود شریف کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ اگر لفظ "صلوٰۃ" کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس کا معنی ہوگا "رحمت کاملہ" اور ملائکہ کی طرف نسبت کرنے سے اس کا معنی ہوگا: استغفار۔

(ب) نبی کی تعریف:

نبی وہ بشر ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے مبعوث فرماتا ہے۔

"علی سید انبیائہ" پر اعتراض اور اس کا جواب:

ماتن کی عبارت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں اور رسولوں سب کے سردار ہیں اور ماتن نے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جس سے صرف نبیوں پر سرداری ثابت ہوتی ہے؟ شارح نے اس کا جواب یہ دیا ہے یہاں لفظ "انبیاء" اضافت ضمیر کی طرف استغراق کے لیے ہے، تو یہ رسول کو بھی شامل ہے، کیونکہ جب عام استغراق ہو تو خاص تحت العام داخل ہوتا ہے اس لیے انبیاء کے ذکر سے رسول بھی اس میں داخل ہیں۔

پھر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ متن کی عبارت ہے: "علی سید انبیائہ" میں خود ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہے تو آپ اپنے آپ پر بھی سردار ہوئے اور اپنے آپ سردار ہونا باطل ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں داخل ہیں مگر یہ باطل نہیں ہے کیونکہ آپ مذکور انبیاء سے خارج ہیں یا یہ اس روایت کے مطابق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اولادِ آدم کا سردار ہوں، اس پر میں فخر نہیں کرتا۔" اولادِ آدم میں سب انبیاء و رسل علیہم السلام شامل ہیں۔

سوال نمبر5: یرید قدس سرہ ان المتخاصمین ای الذین مطلب احدھما غیر مطلب الاخر اذا توجھا فی النسبة بین الشیئین الذین احدھما محکوم علیه والأخر محکوم

وان كان ذلك التوجه فى النفس كما كان للحكماء الاشراقيين وكان غرضهما من ذلك اظهار الحق والصواب يسمى ذلك التوجه مناظرة فى الاصطلاح

(الف) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟

(ب) مذکورہ عبارت پر وارد ہونے والے سوالات مع جوابات تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ نے متخاصمین سے وہ دو فریق مراد لیے ہیں کہ ان میں سے ایک کا مطلب دوسرے کے مطلب کے خلاف ہو جب وہ دونوں آپس میں دو چیزیں محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان نسبت کے بارے میں بحث کریں اگر چہ یہ بحث قولی نہ ہو بلکہ دل ہی دل میں ہو جیسا کہ حکماء اشراقین کے لیے تھا اور ان دونوں کی غرض اس بحث سے حق اور درست بات کو ظاہر کرنا ہو تو اس بحث کا نام اصطلاح میں مناظرہ رکھا جاتا ہے۔

(ب) عبارت پر وارد ہونے والے سوالات اور ان کے جوابات:

یہاں دو سوالات وارد ہوتے ہیں، وہ سوالات اور ان کے جوابات حسب ذیل ہیں:

۱- یہ ہے کہ کبھی متخاصمین میں سے ہر ایک کی یا ان میں سے ایک کی غرض بحث سے صرف اپنے مد مقابل کو غلط قرار دینا اور لا جواب کرنا ہوتا ہے اور یہ صورت تعریف میں شامل نہیں، لہٰذا تعریف جامع نہ ہوئی؟ (اس لیے کہ تعریف میں ہے اظہار اللصواب اور یہ اظہار صواب کے لیے نہیں ہے بلکہ مد مقابل کو صرف لا جواب کرنے یا غلط ثابت کرنے کے لیے ہے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تعریف میں شامل ہی نہیں تو اس کے نکل جانے سے تعریف کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۲- دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ جب ایسے دو مناظر فرض کیے جائیں کہ ان کی حالت قلبی صفائی کے اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہو کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ضمیر میں جو بات ہے اس کو جان لے اور ہر ایک دل ہی دل میں دوسرے سے مناظرہ کرے جیسا کہ اشراقی حکما کا آپس میں مناظرہ ہوتا تھا۔ تو یہ تعریف ایسے مناظرہ پر صادق نہیں آتی، کیونکہ خصومت کہتے ہیں ایک آدمی کا دوسرے کے خلاف کلام کرنا، تو اس کا جواب بھی گزر چکا ہے کہ بحث سے مراد عام ہے خواہ قولی ہو یا باطنی اور نفسی جیسا کہ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وان كان ذالك التوجه فى النفس میں بیان کر دیا۔ پھر نسبت سے مراد نسبت خبریہ ہے خواہ حملیہ ہو یا اتصالیہ ہو یا انفصالیہ۔ ماتن نے نسبت بین الشیئین کہا ہے تو کیا ہر قسم کی نسبت مراد ہے؟ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نسبت سے مراد نسبت خبریہ ہے خواہ حملیہ ہو جو قضیہ حملیہ میں ہوتی ہے یا نسبت خبریہ اتصالیہ ہو جو قضیہ متصلہ میں پائی جاتی ہے یا نسبت خبریہ انفصالیہ ہو جو قضیہ منفصلہ میں پائی جاتی ہے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(الف) مدعی، (ب) تنبیہ، (ج) علت، (د) دلیل، (ہ) ملازمہ، (و) منع، (ز) سند

جواب: اصطلاحات مناظرہ کی تعریفات:

(الف) مدعی: مدعی اسے کہا جاتا ہے جو اپنے آپ کو اثبات حکم کے لیے قائم کرے۔ آسان لفظوں میں ایک شخص جو اپنا مدعیٰ پیش کرے وہ مدعی ہے اور اگر حکم نظری ہو تو مدعی اس پر دلیل قائم کرے، اور حکم بدیہی غیر اولیٰ ہو تو اس پر تنبیہ پیش کرے۔

(ب) تنبیہ: دو قضیہ سے مرکب عبارت اگر بدیہی غیر اولیٰ میں واقع خفاء کو زائل کرنے کے لیے ذکر کیا جائے تو اسے تنبیہ کہا جائے گا۔

(ج) علت: ایک چیز اپنی ماہیت میں یا اپنے وجود میں جس کی محتاج ہو اسے علت کہا جاتا ہے۔ خواہ وہ قریب ہو یا بعید ہو۔ ماہیت میں جب ایک چیز کسی دوسری چیز کی محتاج ہو کہ اس کا تصور اس کے بغیر نہ پایا جائے تو اسے رُکن کہا جاتا ہے جیسے قیام، رکوع، سجود اور قعدہ آخیرہ نماز کی علتیں ہیں۔

(د) دلیل: دلیل اسے کہا جاتا ہے جو دو قضیہ سے مرکب ہو اور مجہول نظری تک پہنچائے، یہ دوسری مشہور تعریف سے اولیٰ ہے۔ وہ یہ ہے: ایک چیز سے دوسری چیز کا علم آ جائے، کیونکہ لازم بینہ میں لازم سے ملزوم کا علم حاصل ہو جاتا ہے لیکن اسے معرف نہیں کہا جاتا۔

(ہ) ملازمہ: جب ایک حکم دوسرے حکم کا تقاضا کرے یعنی جب مقتضی (اسم فاعل) پایا جائے تو مقتضیٰ (اسم مفعول) ضرور پایا جائے۔ وجود طلوع شمس وجود نہار کا مقتضی ہے یعنی طلوع شمس وجود نہار کو مستلزم ہے۔

(و) منع: مقدمہ معینہ پر طلب دلیل کو منع کہا جاتا ہے۔ منع، مناقضہ اور نقض ایک ہی چیز کے نام ہیں۔

(ز) سند: جو چیز منع کی تقویت کے لیے ذکر کی جائے، اسے سند کہا جاتا ہے۔ سند کا دوسرا نام "مستند" ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

چھٹا پرچہ: عربی ادب

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

﴿قسم اوّل...... حماسه﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کوئی سے چار اشعار کا ترجمہ کریں اور ان اشعار کے خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث کریں؟ ۲۰+۱۰=۳۰

۱-لایسألون أخاهم حین یندبهم — فی النائبات علی ماقال برهانا

۲-لکن قومی وان کانوا ذوی عدد — لیسوا من الشر فی شیء وان هانا

۳-فخالط سهل الارض لم یکدح الصفا — به کدحة والموت خزیان ینظر

۴-فابت الی فهم ولم أك آئبا — وکم مثلها فارقتها وهی تصفر

۵-ومن لا یعتبط یسأم ویهرم — وتسلمه المنون الی انقطاع

۶-وما للمرء خیر فی حیاة — اذا ماعد من سقط المتاع

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کوئی سے چار اشعار کا ترجمہ کریں اور ان اشعار کے خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث کریں؟ ۲۰+۱۰=۳۰

۱-نعوا باسق الأفعال لا یخلفونه — تکاد الجبال الصم منه تصدع

۲-خلت الدیار فسدت غیر مسود — ومن الشقاء تفردی بالسودد

۳-مخافة ان تجنی علی وانما — یهیج کبیرات الامور صغیرها

۴-لاتغبط المرء أن یقال له — أمسی فلان لسنه حکما

۵-حننت الی ریا ونفسك باعدت — مزارك من ریا وشعبا کما معا

۶-ونبیت لیلی أرسلت بشفاعة — الی فهلا نفس لیلی شفیعها

﴿قسم ثانی...... متنبی﴾

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کوئی سے چار اشعار کا ترجمہ کریں اور ان اشعار کے خط کشیدہ الفاظ کے مفردات کی جموع اور جموع کے مفردات لکھیں؟ ۲۰+۱۰=۳۰

۱-أن القتيل مضرجا بدموعه — مثل القتيل مضرجا بدمائه

۲-انی دعوتك للنوائب دعوة — لم يدع سامعها الى أكفانه

۳-ونصبنی غرض الرماة تصيبنی — محن أحد من السيوف مضاربا

۴-أظمتنی الدنيا فلما جئتها — مستسقيا مطرت علی مصائبا

۵-أزورهم وسواد الليل يشفع لی — وانثنی وبياض الصبح يغری بی

۶-فؤاد كل محب فی بيوتهم — ومال كل أخيذ المال محروب

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے کسی ایک شعر کا ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں۔5+5=۱۰

۱-حتی أصاب من الدنيا نهايتها — وهمه فی ابتدآء ات وتشبيب

۲-ولا يروع بمغدور به أحدا — ولا يفرغ موفورا بمنكوب

☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

چھٹا پرچہ: عربی ادب

﴿حصہ اوّل: دیوان حماسہ﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث کریں۔

۱-لا یسألون اخاھم حین یندبھم — فی النائبات علی ماقال برھانا

۲-لکن قومی وان کانوا ذوی عدد — لیسوا من الشر فی شیء وان ھانا

۳-فخالط سھل الارض لم یکدح الصفا — بہ کدحۃ والموت خزیان ینظر

۴-فابت الی فھم ولم أك ائبا — وکم مثلھا فارقتھا وھی تصفر

۵-ومن لا یعتبط یسأم ویھرم — وتسلمہ المنون الی انقطاع

۶-وما للمرء خیر فی حیاۃ — اذا ماعد من سقط المتاع

جواب: ترجمہ اشعار:

۱-جب وہ اپنے بھائی کو بلاتا ہے تو اس کے کہے پر ان سے اس پر دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے۔

۲-مگر میری قوم خواہ کثیر تعداد میں ہے، وہ شر کے مقابلہ میں ہیچ ہے اگرچہ شر ہلکا ہو۔

۳-تو وہ سینہ ہموار زمین پر جا لگا اور چٹان نے کسی قسم کی خراش نہیں لگائی کہ اس میں موت رسوا ہو کر دیکھتی ہی رہ گئی۔

۴-میں قبیلہ فہم کی طرف لوٹ آیا، حالانکہ میں لوٹنے والا نہیں تھا اور اس جیسے کتنے ہی واقعات ہیں جن سے میں جدا ہوا حالانکہ سیٹی بج رہی تھی۔

۵-جو شخص جوانی کی موت نہ مرے گا وہ اکتا جائے گا اور بوڑھا ہو جائے گا اور زمانہ اس کو ہلاکت کے سپرد کر دے گا۔

۶-آدمی کے لیے زندگی میں کوئی خیر نہیں ہے جب وہ ردی سامان شمار ہونے لگے۔

خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث:

۱-لا یسألون: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مہموز الفاء از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔ سوال کرنا، دریافت، پوچھنا۔

۲-ھانا: صیغہ واحد مذکر فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ خوار

ہوتا۔

۳-لم یکدح: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع ناقص واوی ثلاثی مجرد از باب فتح یفتح۔

۴-تصفر: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع ثلاثی مجرد صحیح از باب ضرب یضرب۔سیٹی بجانا۔

۵-لا یعتبط: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول ثلاثی مزید فیہ از باب افتعال۔

۶-عد: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول ثلاثی مجرد مضاعف از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کوئی سے چار اشعار کا ترجمہ کریں اور ان اشعار کے خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث کریں۔

۱-نعوا باسق الأفعال لا یخلفونہ	تکاد الجبال الصم منہ تصدع
۲-خلت الدیار فسدت غیر مسود	ومن الشقاء تفردی بالسودد
۳-مخافۃ ان تجنی علی وانما	یھیج کبیرات الاموز صغیرھا
۴-لاتغبط المرء أن یقال لہ	امسی فلان لسنہ حکما
۵-حننت الی ریا ونفسک باعدت	مزارک من ریا وشعبا کما معا
۶-ونبیت لیلی ارسلت بشفاعۃ	الی فھلا نفس لیلی شفیعھا

جواب: ترجمہ اشعار:

۱-انہوں نے ایسے اچھے اخلاق والے کی موت کی خبر دی جس کے وہ جانشین نہیں ہوسکتے، قریب ہے کہ اس خبر سے مضبوط پہاڑ بھی پھٹ جائے۔

۲-شہر خالی ہوگئے میں سردار بنائے بغیر سردار بن گیا اور میرا سرداری کے لیے اکیلا رہ جانا بدبختی ہے۔

۳-توریا کا مشتاق ہوا مگر تیرے نفس نے ہی تجھے ریا کی زیارت کے مقام سے دور کردیا، حالانکہ تمہارے قبیلے ایک جگہ رہ رہے تھے۔

۴-مجھے خبر دی گئی ہے کہ لیلیٰ نے میرے پاس سفارشی بھیجا ہے لیلیٰ خود میرے پاس کیوں نہ آئی؟

خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث:

۱-نعوا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔موت کی خبر دینا۔

۲-مسود: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل سرداری کرنا۔

۳-حننت: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معروف مضاعف ثلاثی از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔

۴-نبئت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مجہول ثلاثی مزید از باب تفعیل خبر دینا۔

حصہ دوم: دیوان متنبی

سوال نمبر 3: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اور ان اشعار کے خط کشیدہ الفاظ کے مفردات کی جموع اور جموع کے مفردات لکھیں؟

۱-أن القتيل مضرجا بدموعه	مثل القتيل مضرجا بدمائه
۲-انی دعوتك للنوائب دعوة	لم يدع سامعها الى أكفانه
۳-ونصبنی غرض الرماة تصيبني	محن أحد من السيوف مضاربا
۴-أظمتنی الدنيا فلما جئتها	مستسقيا مطرت على مصائبا
۵-أزورهم وسواد الليل يشفع لی	وانثنی وبياض الصبح يغری بی
۶-فؤاد كل محب فی بيوتهم	ومال كل أخيذ المال محروب

جواب: ترجمہ اشعار:

۱-بیشک اپنے آنسوؤں میں لتھڑا ہوا مقتول اپنے خون میں لتھڑے ہوئے مقتول کی مثل ہے۔

۲-بیشک میں نے تجھے مصائب کے لیے ایسی پکار دی جس کا سامع اپنے مثل کی طرف نہیں پکارا جاتا۔

۳-اور انہوں نے مجھے تیر اندازی کا ہدف بنایا تو مجھے کاٹنے والی تلواروں سے مصیبت پہنچی۔

۴-دنیا نے مجھے پیاسا کر دیا پھر جب میں اس کے پاس پانی طلب کرتے ہوئے آیا تو دنیا نے مجھ پر مصائب کی بارش کر دی۔

۵-میں نے انہیں دیکھا اس حالت میں کہ اندھیری رات نے میری سفارش کی اور تعریف و توصیف بھی جبکہ صبح کی روشنی نے مجھے مژدہ جان فزا سنایا۔

۶-ہر محبت کرنے والے کا دل ان کے گھروں میں ہے اور ہر جنگ زدہ ماخوذ المال شخص کا مال ان کے گھروں میں ہے۔

خط کشیدہ الفاظ مفرد کے جموع اور جموع کے مفرد:

۱-دموع: یہ جمع ہے اور اس کا واحد دمع ہے بمعنی آنسو۔

۲-اکفان: جمع ہے کفن کی بمعنی مثل۔

۳-الرماۃ: یہ جمع ہے الرامی کی بمعنی ستارہ۔

۴-مصائب: مصیبۃ کی جمع ہے بمعنی پریشانی، تکلیف۔

۵-اللیل: یہ واحد ہے اور اس کی جمع اللیالی ہے بمعنی رات، شب۔

۶-محروب: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مجرد از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔ سب کچھ چھن جانا۔

سوال نمبر 4: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

۱-حَتّٰی أَصَابَ مِنَ الدُّنْیَا نِهَایَتَهَا وَهَمُّهُ فِیْ اِبْتِدَاءَ اتٍ وَتَشْبِیْبِ

۲-وَلَا یَرُوْعُ بِمَغْدُوْرٍ بِهٖ أَحَدًا وَلَا یُفْزِعُ مَوْفُوْرًا بِمَنْكُوْبِ

جواب: اعراب و ترجمہ اشعار:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

۱-یہاں تک کہ اس نے دنیا کی انتہاء کو پالیا ہے حالانکہ اس کا عزم و ارادہ ابھی تو ابتداء و مبدات میں ہے۔

۲-وہ کسی شخص کو نہیں ڈراتا دھوکہ دیے گئے شخص کے سبب اور کسی مال دار شخص کو نہیں ڈراتا مصائب زدہ شخص کے ذریعے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل ...... تفسیر بیضاوی﴾

سوال نمبر 1: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ o

(الف) غیب سے خطاب کی طرف منتقل ہونے میں کیا حکمت ہے؟ نیز اس طریقہ کے ثبوت پر قرآن کی کوئی دوسری مثال دیں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) بیضاوی کی روشنی میں "اِيَّاكَ" ضمیر کی لفظی تحقیق قلمبند کریں' نیز "نَعْبُدُ" اور "نَسْتَعِيْنُ" کا معنی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) "اِيَّاكَ" مفعول کو فعل پر مقدم کیوں کیا؟ نیز عبادت کو استعانت پر مقدم کرنے کی کیا حکمت ہے؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2: ومما رزقنهم ینفقون الرزق فی اللغة الحظ قال الله تعالٰی وتجعلون رزقکم انکم تکذبون والعرف خصصه بتخصیص الشیء بالحیوان وتمکینه من الانتفاع به۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور "مما رزقنهم" میں "من" تبعیضیہ لانے کی حکمت بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) رزق کا اطلاق حلال اور حرام دونوں پر ہوتا ہے یا صرف حلال پر ہوتا ہے؟ تفسیر بیضاوی کی روشنی بالدلیل تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: واذا قال ربك للملٰئكة انی جاعل فی الارض خلیفة تعداد لنعمة ثالثة تعم الناس کلهم فان خلق اٰدم واکرمه وتفضیله علی سکان ملکوته بان امرهم بالسجود له انعام یعم ذریته

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اللہ کو خلیفہ بنانے کی کیوں ضرورت پیش آئی جبکہ وہ تو کسی چیز کا محتاج ہی نہیں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) "ملائکہ" کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے بارے بیان کردہ اقوال بیضاوی کی روشنی میں تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4: والذین کفروا و کذبوا بایاتنا اولئك اصحاب النارهم فیها خلدون عطف علی فمن تبع الی آخره قسیم له کانهٔ قال ومن لم یتبع بل کفروا بالله و کذبوا بایاته او کفروا بالایات جنانا و کذبوا بها لسانا فیکون الفعلان متوجهین الی الجار والمجرور

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ سے مصنف کی غرض واضح کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) قاضی بیضاوی نے قصۂ آدم کے بعد عصمت انبیاء کے مخالفین کو متعدد جوابات دیے ہیں آپ کوئی دو جواب نقل کریں؟ ۱۰

﴿قسم ثانی......اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سے تین اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) کیا ایک آیت کے متعدد اسباب نزول ہو سکتے ہیں؟ یا متعدد آیات کے نزول کا ایک سبب ہو سکتا ہے؟ بالدلیل لکھیں۔ ۵+۵=۱۰

(ب) کثرت سے تلاوت قرآن کی فضیلت پر کوئی دو حدیثیں بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) قرآن مجید محکم ہے یا متشابہ؟ اس میں اقوال مع دلائل بیان کریں؟ ۱۰

(د) قرآن مجید میں کتنی اقسام کا نسخ پایا جاتا ہے؟ ہر قسم کی ایک ایک مثال ضرور دیں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

﴿قسم اوّل...... تفسیر بیضاوی﴾

سوال نمبر 1: اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ٥

(الف) غیب سے خطاب کی طرف منتقل ہونے میں کیا حکمت ہے؟ نیز اس طریقہ کے ثبوت پر قرآن کی کوئی دوسری مثال دیں۔

(ب) بیضاوی کی روشنی میں "اِیَّاكَ" ضمیر کی لفظی تحقیق قلمبند کریں، نیز "نَعْبُدُ" اور "نَسْتَعِیْنُ" کا معنی تحریر کریں؟

(ج) "اِیَّاكَ" مفعول کو فعل پر مقدم کیوں کیا؟ نیز عبادت کو استعانت پر مقدم کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: (الف) خطاب کی طرف منتقل ہونے میں حکمت:

سب سے قبل اللہ تعالیٰ کے حمد کے لائق ہونے کو بیان کیا گیا، اس کے بعد عظمت والی صفات کو ذکر کیا گیا جن سے ذات باری باقی تمام ذاتوں سے ممتاز ہوگئی، تو اس سے ایک معین معلوم حاصل ہوگیا۔ پھر اس کے بعد خطاب کا صیغہ لایا گیا تا کہ یہ اختصاص پر زیادہ دلالت کرے، کیونکہ اگر غائب کی ضمیر "ایاہ" لائی جاتی تو اس سے اتنا اختصاص ظاہر نہ ہوتا، تاہم جب غیب سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا تو اس نے اختصاص کے معنیٰ کو پکا کر دیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے غیب کے صیغے استعمال کیے گئے تو اس سے برہان حاصل ہوگئی۔ پھر خطاب کی طرف التفات کیا گیا تا کہ اس برہان سے عیاں کی طرف ترقی ہو جائے اور غیب سے شہود کی طرف انتقال ہو جائے۔ گویا اس سے معلوم ہو گیا اور معقول مشاہد ہو گیا۔ عارف کے حال مناسب پہلا کلام ہے، پھر اس کے بعد اس کے معاملے کی انتہا ہے۔

پہلے کلام کی بنیاد عارف کے ابتدائی حاصل پر رکھی گئی اور کلام کے دوسرے حصے کی بنیاد عارف کے معاملہ کے منتہیٰ پر رکھی گئی جو کہ اہل مشاہدہ میں سے ہونا اور وصول کی گہرائی میں غوطہ زن ہونا ہے تا کہ وہ اسے سامنے دیکھ سکے۔ استشہاد اہل عرب کے کلام سے ہے:

تطاول لیلك بالاثمد	ونام الخلی ولم ترقد
وبات وباتت له لیلة	کلیلة ذی العائر الارمد
وذلك من نباء جاء نی	وخبرته عن ابی الاسود

یہ ابیات تین التفاتات پر مشتمل ہیں: (i) لیلك میں پہلا، کیونکہ یہ تکلم سے خطاب کی طرف

التفات ہے، اس لیے قیاس لیلیٰ چاہتا ہے۔(ii) التفات "بات" میں ہے جو کہ خطاب سے غیب کی طرف التفات ہے، کیونکہ قیاس "بت" کو چاہتا ہے۔(iii) جاء نی میں ہے جو کہ غیب سے تکلم کی طرف ہے، اس لیے کہ قیاس "جاءہ" کا تقاضا کرتا ہے۔

قرآن کریم سے اس کا استشہاد اس ارشاد باری تعالیٰ سے ہو سکتا ہے:

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ (آپ اپنے رب کی بڑائی بیان کریں اور اپنے کپڑے صاف ستھرے رکھیں)

(ب) تفسیر بیضاوی کی روشنی میں "اِيَّاكَ" ضمیر کی تحقیق:

"اِيَّاكَ" میں "اِيَّا" ضمیر منصوب منفصل ہے، اس کے ساتھ کاف یا ھا یا یٰ ملائے جاتے ہیں وہ زوائد اور حروف خطاب ہیں یہ غیب، خطاب اور تکلم کے مابین ربط کے لیے آتے ہیں۔

امام خلیل کا قول ہے کہ "اِيَّا" مضاف ہے، كَ یا ہٗ یا یَ کی طرف۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ یعنی كَ، ہٗ اور یَ ضمائر ہیں۔ اِيَّا عمدہ ہے، کیونکہ جب یہ ضمائر عوامل سے الگ ہوگئیں تو ان سے نطق متعذر ہو گیا، اس حال میں کہ یہ مفردہ ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ "اِيَّا" ملا دیا گیا تاکہ یہ ضمائر اس "اِيَّا" کے ساتھ مستقل ہو جائیں۔

"نَعْبُدُ" اور "نَسْتَعِيْنُ" کا معنیٰ:

نَعْبُدُ: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔ عبادت کرنا۔

"نَسْتَعِيْنُ" صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب استفعال۔ مدد طلب کرنا۔

(ج) "اِيَّاكَ" مفعول کو عامل سے مقدم کرنے کی وجہ:

"اِيَّاكَ" مفعول ہے اور اسے عامل سے مقدم کیا گیا ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں: (i) عظمت و فضیلت کی بناء پر۔ (ii) اس کے اہم و ممتاز ہونے کی بناء پر۔ (iii) حصر پر دلالت کرنے کے لیے۔ (iv) اس ذات کو مقدم کرنے کے لیے جو وجود میں بھی پہلے ہے۔ (v) عابد کے لیے ضروری ہے کہ اس کی نظر پہلے اور معبود پر ہو۔ (vi) اس حیثیت سے نہیں کہ عبادت بندے سے صادر ہو رہی ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ یہ نسبت شریفہ باری تعالیٰ کی طرف ہے۔

عبادت کو استعانت پر مقدم کرنے کی وجہ:

لفظ "نَعْبُدُ" کو "نَسْتَعِيْنُ" پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عبادت کی اہمیت وفضیلت زیادہ ہے، کیونکہ انسان کی تخلیق کا مقصد ہی عبادت خداوندی کرنا ہے۔ نیز عبادت (نماز) کا تارک استعانت کے تارک سے زیادہ گناہگار ہے۔

سوال نمبر2: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اَلرِّزْقُ فِي اللُّغَةِ الْحَظُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ وَالْعُرْفِ تَخْصِيْصُهٗ بِتَخْصِيْصِ الشَّيْءِ بِالْحَيَوَانِ وَتَمْكِيْنِهٖ مِنَ الْاِنْتِفَاعِ بِهٖ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور "مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ" میں "من" تبعیضیہ لانے کی حکمت بیان کریں؟

(ب) رزق کا اطلاق حلال اور حرام دونوں پر ہوتا ہے یا صرف حلال پر ہوتا ہے؟ تفسیر بیضاوی کی روشنی بالدلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

نوٹ: عبارت پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور جو ہم نے انہیں رزق عطا کیا وہ (اسے) خرچ کرتے ہیں۔ لفظ "رزق" کا لغوی معنیٰ ہے: حصہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تم اپنا رزق خود تیار کرتے ہو، بیشک اس بات میں تم جھوٹ بکتے ہو۔ اس کا عرفی و اصطلاحی معنی ہے: جانور کے لیے کسی چیز کو مخصوص کر دینا اور اس سے استفادہ پر اسے قدرت فراہم کرنا۔

"مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" میں "مِنْ" تبعیضیہ لانے کی وجہ:

اس عبارت میں "مِنْ" تبعیضیہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ اسراف و فضول خرچی روکنا مقصود ہے۔ اس آیت سے یہ بات بتانا بھی مقصود ہے کہ نیکی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہیے مثلاً کوئی عالم ہے تو اپنے علم پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی وعظ و تبلیغ کے ذریعے پیغام عمل دے۔ اس طرز عمل سے علم میں اضافہ ہوگا۔

(ب) رزق کا اطلاق حرام و حلال دونوں پر ہوتا ہے یا نہیں:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر3: واذا قال ربك للملٰئكة انى جاعل فى الارض خليفة تعداد لنعمة ثالثة تعم الناس كلهم فان خلق اٰدم واكرمه وتفضيله على سكان ملكوته بان امرهم بالسجود له انعام يعم ذريته

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اللہ کو خلیفہ بنانے کی کیوں ضرورت پیش آئی جبکہ وہ تو کسی چیز کا محتاج ہی نہیں؟

(ب) "ملائکہ" کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے بارے بیان کردہ اقوال بیضاوی کی روشنی میں تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ:

اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا: بیشک میں زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں، وہ ایک تیسری نعمت ثابت ہوگا، سب لوگ اچھے ہوں گے، پس اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا، اسے عزت و آبرو سے نوازا، اہل آسمان پر اسے فضیلت عطاء کی، کیونکہ ان سب کو حکم دیا کہ وہ انہیں سجدہ کریں اور یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو ان (آدم) کی اولاد کو بھی میسر آیا۔

اللہ تعالیٰ کو خلیفہ بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی:

خلیفہ وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے بعد آئے، اس کا قائمقام ہو اور لفظ خلیفہ کے آخر میں تاء مبالغہ کی ہے یعنی جس میں خلیفہ بننے کی صفت، قوت و مبالغہ کے ساتھ موجود ہو۔ خلیفہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، کیونکہ وہ زمین میں اللہ کے خلیفہ تھے۔ اس طرح ہر نبی اپنے اپنے وقت میں زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا تھا۔ زمین کی آبادی، لوگوں کی سیاست، ان کے پروگرام میں رخنہ اندازی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ نبی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے بلاخوف و خائف اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ خلیفہ بایں معنیٰ نہیں ہے کہ جس طرح ہم ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح خلیفہ بنایا تھا۔ یقیناً ہم محتاج ہیں لیکن اللہ تعالیٰ محتاج نہیں ہے، اس کے خلیفہ ہونے کا مطلق یہ ہے کہ اس کے احکام نافذ کرنے کے لیے ایک امیر کا انتخاب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اعزاز و تکریم سے سرفراز کرنے کے لیے خلافت کا تاج بھی انسان کے سر پر رکھا، ملائکہ میں سے بھی کسی کو خلیفہ بننے کا ہرگز اعزاز حاصل نہ ہوا۔ شب معراج میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کیا۔ پہلے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام تھے جنہیں مسجود ملائکہ بنایا گیا، پھر اپنے اپنے وقت میں ہر نبی خلیفہ اللہ رہا اور آخری و اعظم خلیفہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس خصوصی خلافت کا سلسلہ ختم ہوگیا مگر امامت و امارت کا سلسلہ جاری ہوا، جو تا حال جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔

(ب) ملائکہ کی حقیقت:

ملائکۃ، ملاک کی جمع ہے، ملاک، ملک کی اصل ہے جیسے شمائل، شمال کی جمع ہے۔ ملائکہ میں تاء تانیث برائے جمعیت ہے۔ ملاك درحقیقت مالک تھا، پھر اس میں قلب یعنی تقدیم و تاخیر ہوا، ہمزہ کو لام کی جگہ اور لام کو ہمزہ کی جگہ لایا تو ملاک ہوگیا، یہ اموکۃ سے ماخوذ ہے جس کا معنیٰ ہے: رسالت، رسول ہونا، قاصد ہونا۔ اس لیے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قاصد ہیں یا انسانوں کے لیے رسول ہیں۔

عقلاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ملائکہ قائم بالذات یعنی موجود ہیں، ان کی حقیقت کے تعین میں اختلاف ہے۔ اکثر مسلمانوں کا نظریہ ہے کہ ملائکہ لطیف الاجسام ہیں، جو مختلف شکلوں کو اختیار کر سکتے ہیں، یہ نور سے پیدا کیے گئے ہیں، مختلف کاموں کے لیے تعینات ہیں، بھول کر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ حکماء اور فلاسفہ کہتے ہیں ملائکہ ایسی ذوات ہیں جو مادہ سے مجرد ہیں اور ارواح کے مخالف ہیں۔ نصاریٰ کے قول کے مطابق ملائکہ ایسے نفوس ہیں جو فضیلت رکھتے ہیں، بشر ہیں مگر جسموں سے جدا ہونے والے ہیں، ہمہ وقت اپنے امور انجام دینے میں مصروف رہتے ہیں، کھانے پینے سے پاک ہیں اور گناہوں سے معصوم ہیں۔

سوال نمبر 4: والذین کفروا و کذبوا بایٰتنا اولٓئک اصحاب النارھم فیھا خٰلدون عطف علی فمن تبع الی آخرہ قسیم له کانه قال ومن لم یتبع بل کفروا باللّٰہ و کذبوا بایاته او کفروا بالایات جنانا و کذبوا بھا لسانا فیکون الفعلان متوجھین الی الجار والمجرور

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ سے مصنف کی غرض واضح کریں؟

(ب) قاضی بیضاوی نے قصۂ آدم کے بعد عصمت انبیاء کے مخالفین کو متعدد جوابات دیے ہیں آپ کوئی دو جواب نقل کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، پس وہی لوگ جہنمی ہیں جو اس (جہنم) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اس فقرے کا عطف فمن تبع الخ (جس نے پیروی کی الخ) پر اور اس کی ضد ہے: گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے پیروی نہ کی بلکہ انہوں نے انکار کیا اللہ کا، جھٹلایا اس کی نشانیوں کو اور انہوں نے انکار کیا نشانیوں کا دلوں سے اور انکار کیا زبانوں سے۔ پس جار اور مجرور دونوں فعلوں سے متعلق ہوسکتا ہے۔

آیت کا مفہوم:

آیت دراصل علامت ظاہر کو کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مصنوعات کو بھی آیات کہا جاتا ہے بایں حیثیت کہ وہ صانع کے وجود، قدرت اور علم پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز قرآنی کلمات کے اس حصہ کو بھی آیت کہتے ہیں جو دوسرے حصہ سے کسی فصل کے ذریعے ممتاز ہو۔ آیت "ای" سے ماخوذ ہے اور علامت کو آیت اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ایک حصہ کو دوسرے سے جدا کرتی ہے۔ یا آیت ماخوذ "واوی الیہ" بمعنی رجع الیہ سے، اس کی اصل ایة یا آویة ہے تمرة کی طرح عین کلمہ کو خلاف قیاس الف سے بدل دیا۔ یا اس کی

اصل "ايية" یا "آوية" ہے رمكة کی طرح۔ یا اس کی اصل "انية" ہے قائلة کی طرح۔ یہاں آیات سے مراد وہ آیات ہیں جو آسمان سے اتاری گئیں جو آیات منزلہ و معقولہ دونوں کو شامل ہیں۔

(ب) عصمت انبیاء علیہم السلام کے دلائل:

حشویہ وغیرہ فرقوں نے عصمت انبیاء علیہم السلام کا انکار کیا ہے اور قصہ آدم سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔ علامہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا رد کر کے عصمت انبیاء علیہم السلام پر دلائل پیش کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ نہی تحریمی نہیں تھی بلکہ تنزیہی تھی۔
۲۔ ترک اولیٰ کی وجہ سے اپنا نقصان کیا، اس لیے ظالم و خاسر کہا گیا۔
۳۔ معمولی لغزش کی بناء پر گرفت کرنا، اولاد آدم کی تنبیہ کے لیے تھا۔
۴۔ توبہ کا حکم ترک اولیٰ اور نقصان کے ازالہ کے لیے دیا گیا تھا۔
۵۔ اولوالعظم ہستیوں سے ترک اولیٰ پر بھی باز پرس ہوتی ہے۔
۶۔ نسیان وغیرہ کے تسلط سے امت (لوگوں) کو خبردار کرنے کے لیے تھا۔
۷۔ عظیم المرتبت ہونے کی وجہ سے معاملات میں مسئول ہوتے ہیں۔
۸۔ یہ مؤاخذہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ مؤثر کی وجہ سے تھا۔
۹۔ دانا کھانے کے سبب اللہ تعالیٰ نے ھبوط کی تاثیر پیدا کردی ورنہ یہ سزا نہیں تھی۔
۱۰۔ حضرت آدم و حواء وہ پھل کھانا نہیں چاہتے تھے مگر شیطان کی قسموں نے آمادہ کردیا۔
۱۱۔ نسیان کا مؤاخذہ امت کو معاف ہے مگر نبی کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر، اس سے ہ: : ہے۔
۱۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کا یہ اقدام اجتہاد کی بنیاد پر تھا، جس میں غلطی کا بھی اجر رکھا گیا ہے۔
۱۳۔ قصہ آدم میں اولاد آدم کو تنبیہ مقصود تھی نہ کہ حضرت آدم سے مؤاخذہ کرنا۔

﴿قسم ثانی...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کے جوابات لکھیں؟

(الف) کیا ایک آیت کے متعدد اسباب نزول ہو سکتے ہیں؟ یا متعدد آیات کے نزول کا ایک سبب ہو سکتا ہے؟ بالدلیل لکھیں۔

(ب) کثرت سے تلاوت قرآن کی فضیلت پر کوئی دو حدیثیں بیان کریں؟

(ج) قرآن مجید محکم ہے یا متشابہ؟ اس میں اقوال مع دلائل بیان کریں؟

(د) قرآن مجید میں کتنی اقسام کا نسخ پایا جاتا ہے؟ ہر قسم کی ایک ایک مثال ضرور دیں؟

جواب: (الف) ایک آیت کے متعدد اسباب نزول یا متعدد آیات کا سبب نزول ایک ہونا:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) کثرت سے تلاوت قرآن کی فضیلت پر دو احادیث مبارکہ:

کثرت سے تلاوت قرآن کی فضیلت پر کثیر احادیث مبارکہ ہیں جن میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

۲۔أَفْضَلُ عِبَادَةِ أُمَّتِي تِلَاوَتُ الْقُرْآنِ

(ج) قرآن مجید محکم ہے یا متشابہ:

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ

ترجمہ: "اللہ تعالٰی وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل فرمائی، اس میں بعض آیات محکمات ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور بعض دوسری متشابہ آیات ہیں۔"

ابن حبیب نیشاپوری نے اس مسئلہ میں تین قول بیان کیے ہیں:

1۔تمام قرآن ہی محکم ہے، کیونکہ ارشاد ربانی ہے: "كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ"

2۔سارا قرآن ہی متشابہ ہے، کیونکہ قول باری تعالٰی ہے: "كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ"

3۔صحیح یہ ہے کہ قرآن کریم محکم اور متشابہ کے مابین منقسم ہے جیسا کہ آغاز کلام میں ذکر کی گئی آیت طیبہ سے ظاہر ہے۔

مذکورہ دونوں آیات کا جواب:

مذکورہ دونوں آیتوں کا جواب یہ ہے کہ پہلی آیت میں احکام سے مراد اس کا پختہ ہونا اور اس میں کسی نقص و اختلاف کا نہ ہونا ہے اور دوسری آیت میں متشابہ سے مراد حق، صدق اور اعجاز میں بعض آیات کا بعض کے متشابہ ہونا ہے۔

محکم اور متشابہ کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں:

1۔محکم وہ آیات ہیں جن کا معنی مرادی منہ ان کے ظاہر تاویل سے پہچانا جائے اور متشابہ وہ آیات ہیں، جن کا علم اللہ تعالٰی نے اپنے ساتھ خاص کیا ہے جیسے قیامت کا قائم ہونا، دجال کا ظہور اور حروف مقطعات جو سورتوں کی ابتداء میں ہیں۔

2۔محکم وہ ہے جس کا معنی واضح ہو اور متشابہ وہ ہے جس کا معنی واضح نہ ہو۔

3۔محکم وہ ہے جو سوائے ایک وجہ کے تاویل کا احتمال نہ رکھتا ہو اور متشابہ وہ ہے جو کئی وجوہ کا احتمال

رکھتا ہو۔

4- محکم وہ ہے جس کا معنی عقل میں آ سکتا ہو اور متشابہ وہ ہے، جس کا معنی عقل میں نہ آئے، جیسے نمازوں کی تعداد اور روزوں کا شعبان کی بجائے رمضان سے خاص ہونا۔

5- محکم وہ ہے جو مستقل بنفسہ ہو اور متشابہ وہ ہے جو مستقل بنفسہ نہ ہو بلکہ غیر کے واسطہ کے ساتھ معنی پر دلالت کرتا ہو۔

6- محکم وہ ہے جس کی تاویل نازل ہوتی ہے اور متشابہ وہ ہے جسے تاویل کے بغیر نہیں جانا جا سکتا ہے۔

7- محکم وہ ہے جس کے الفاظ متکرر نہیں ہوتے اور اس کے مقابل متشابہ ہوتے ہیں۔

8- محکم سے مراد فرائض، وعدے اور وعیدیں ہیں اور متشابہ سے مراد قصص اور امثال ہیں۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے علی بن ابی طلحہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: محکمات سے مراد قرآن کی وہ آیات ہیں جو ناسخ ہیں، جن میں حلال وحرام اور حدود وفرائض کا ذکر ہے۔ ان کے ساتھ ایمان لایا جاتا ہے، ان ہی کے مطابق عمل بھی کیا جاتا ہے۔ متشابہات سے مراد ناسخ ومنسوخ، مقدم ومؤخر اور امثال واقسام ہیں۔ ان پر ایمان تو لایا جاتا ہے مگر عمل نہیں کیا جاتا۔

عبد بن حمید نے ضحاک سے روایت نقل کیا ہے، انہوں نے کہا: محکمات وہ آیات ہیں جن میں سے کوئی منسوخ نہیں ہوئی اور متشابہات وہ ہیں جن میں سے بعض منسوخ ہوئی ہیں۔

ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: وہ متشابہات ہیں جن تک ہم پہنچے ہیں، وہ یہ ہیں: "الم، المص، المر، الر۔"

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: عکرمہ، قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ اور دیگر راویوں سے یہ مروی ہے: محکم وہ ہیں جن کے مطابق عمل کیا جاتا ہے اور متشابہ وہ ہیں جن پر ایمان تو لایا جاتا ہے مگر عمل نہیں کیا جاتا۔

(د) قرآن کریم میں اقسام نسخ:

1- اتباع سے پہلے ہی مامور بہ کو منسوخ کر دینا، یہی حقیقی نسخ ہے جیسے آیۃ نجوی۔

2- ایسے امر کو منسوخ کرنا، جو اسلام سے قبل لوگوں میں رائج ہو جیسے قصاص اور دیت کے مشروع ہونے کی آیات یا اجمالی حکم کے ساتھ کسی امر کو منسوخ کر دینا جیسے کعبہ کو قبلہ بنانے کے سبب بیت المقدس کے قبلہ ہونے کو منسوخ کرنا اور صوم رمضان کے سبب صوم عاشورہ کو منسوخ کرنا وغیرہ۔ اس کا نام نسخ مجازی ہے۔

3- ایسے امر کو منسوخ کرنا جس کا حکم کسی سبب کے تحت دیا گیا ہو اور پھر وہ سبب زائل ہو جائے جیسے

اولاً ضعف اور تعداد کم ہونے کے سبب صبر اور درگزر کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر اسے آیۂ قتال کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا۔ فی الحقیقت یہ نسخ نہیں بلکہ حکم کو مؤخر کرنے کی ایک صورت ہے جیسے رب کریم فرماتا ہے: "او ننسـاھا" (یا ہم اسے مؤخر کر دیتے ہیں) اس میں "منساء" سے مراد مسلمانوں کے قوی اور طاقتور ہونے تک جنگ کے حکم کو مؤخر کرنا ہے، کیونکہ حالت ضعف میں اذیت پر صبر کرنے کا حکم ہے۔ پس اسی سبب سے ان کثیر افراد کا مؤقف کمزور ہو جاتا ہے جن کا یہ کہنا ہے کہ ایسی آیات آیۂ سیف سے منسوخ ہیں، حالانکہ اس طرح نہیں ہے، بلکہ یہ تو "منساء" ہے یعنی ہر حکم کی پیروی اس کے وقت میں اس علت کی بنا پر کرنا لازم ہے، جو علت اس حکم کا تقاضا کرتی ہے اور پھر اس علت کے منتقل ہونے کے سبب ہی حکم دوسرے حکم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ یہ نسخ نہیں، کیونکہ نسخ کا معنی حکم کو زائل کرنا ہوتا ہے یہاں تک کہ پھر اس حکم کی اتباع جائز نہیں ہوتی۔

4- بعض نے کہا: ناسخ و منسوخ کے اعتبار سے سورتوں کی کئی اقسام ہیں:

1- ایسی سورتیں جن میں ناسخ و منسوخ آیات نہیں پائی جاتیں، یہ تعداد میں ترتالیس ہیں مثلاً سورۃ فاتحہ، یوسف، یٰسین، الحجرات، الرحمٰن، الحدید، الصف، الجمعہ، التحریم، الملک، الحاقہ، النوح، الجن، المرسلات، عم النازعات، الانفطار اور اس کے بعد والی تین سورتیں الفجر اور اس کے بعد آنے والی تمام سورتیں مگر سورۃ التین، العصر اور کافرون ان میں داخل نہیں ہیں۔

2- ایسی سورتیں جن میں ناسخ و منسوخ آیات پائی جاتی ہیں، وہ تعداد میں پچیس ہیں مثلاً البقرہ اور اس کے بعد آنے والی تین سورتیں سورۃ الحج، سورۃ النور اور اس کے بعد آنے والی دو سورتیں، سورۃ الاحزاب، سبا، المومن، الشوریٰ، الطور، والواقعہ، المجادلہ، المزمل، المدثر، کورت اور سورۃ العصر۔

3- ایسی سورتیں جن میں منسوخ آیات ہیں، ان کی تعداد چھ ہے مثلاً سورۃ الفتح، الحشر، المنافقون، التغابن، الطلاق اور سورۃ الاعلیٰ۔

4- ایسی سورتیں جن میں صرف منسوخ آیات پائی جاتی ہیں وہ مذکورہ بالا سورتوں کے سوا باقی رہنے والی چالیس سورتیں ہیں اور یہ تعداد اس بناء پر ہے جبکہ "منساء" اور مخصوص کو بھی منسوخ میں شمار کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام:۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل......حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن ابی الدرداء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل ذنب عسی اللہ ان یغفرہ الامن مات مشرکا اومن یقتل مؤمنا متعمدا

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں نیز قرآن میں ہے کہ صرف شرک کی مغفرت نہیں جبکہ مذکور حدیث میں دو چیزیں ہیں، تطبیق دیں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) ایک مؤمن کی جان کی کتنی اہمیت ہے قرآن وحدیث کے دلائل سے مفصل نوٹ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی الجنین یقتل فی بطن امہ بغرة عبد او ولیدة فقال الذی قضی علیہ کیف اغرم من لاشرب ولا اکل ولا نطق ولا استھل ومثل ذالك فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھذا من اخوان الکھان۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۸+۸=۱۶

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو جواب دینے کی بجائے "اخوان الکھان" کیوں کہا؟ ۷+۷=۱۴

سوال نمبر 3: عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتبدؤا الیھود ولا النصاری بالسلام واذا لقیتم أحدھم فی طریق فاضطروہ الی اضیقه۔

(الف) حدیث کے متن پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) یہود ونصاریٰ کو سلام میں ابتداء سے منع کیوں فرمایا؟ نیز اگر ابتداوہ کریں تو جواب کیسے دیا جائے اور کلمہ گو کو گمراہ لوگوں کا کیا حکم ہے؟ ۵+۵+۵=۱۵

﴿قسم ثانی......اصول حدیث﴾

سوال نمبر 4: (الف) حدیث کی لغوی واصطلاحی تعریف کر کے حدیث اور خبر میں فرق بیان کریں؟

۵+۵=۱۰

(ب)"المسند" اور "الحافظ" کی کیا تعریف ہے؟اس بارے تمام اقوال بیان کریں؟

۵+۵=۱۰

سوال نمبر5: ما اتصل سنده بنقل العدل الضابط عن مثله الى منتهاه من غير شذوذ ولا علة۔

(الف) ترجمہ کر کے ہر شرط کی وضاحت کریں، نیز حسن لذاتہ کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مدلس کی تعریف کر کے تدلیس کی اقسام بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر6: اسباب الطعن فی الراوی عشرة اشياء خمسة منها تتعلق بالعدالة وخمسة منها تتعلق بالضبط۔

(الف) ترجمہ کر کے مذکورہ دونوں قسموں میں سے کسی ایک قسم کے اسباب طعن تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حدیث موضوع کی تعریف کر کے دواعیٔ وضع تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

﴿قسم اوّل......حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن ابی الدرداء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل ذنب عسی اللہ ان یغفرہ الامن مات مشرکا اومن یقتل مؤمنا متعمداً

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں، نیز قرآن میں ہے کہ صرف شرک کی مغفرت نہیں جبکہ مذکورہ حدیث
جبکہ ... یں ہیں، تطبیق دیں؟

(ب) ایک مومن کی جان کی کتنی اہمیت ہے قرآن وحدیث کے دلائل سے مفصل نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کردے سوائے اس کے کہ جو مشرک مرے یا جودانستہ مومن کو قتل کرے۔

قرآن وحدیث میں تطبیق:

قرآن کریم میں اعلان خداوندی ہے کہ صرف شرک ایک ایسا گناہ ہے جو معاف نہیں کیا جائے گا باقی گناہ معاف کردیے جائیں گے اور اس حدیث میں دو گناہ نا قابل معافی قرار دیے گئے ہیں: جبکہ (i) شرک، (ii) عمداً مسلمان کو قتل کرنا۔ اس طرح قرآن وحدیث میں تعارض ہوا؟

دونوں کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ درحقیقت صرف شرک نا قابل معافی گناہ ہے مگر حدیث میں مومن کے قتل عمد کو بھی نا قابل معافی گناہ قرار دینے کا مقصد حقوق العباد اور مقام مسلم کی اہمیت بیان کرنا ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب حق معاف کردے گا لیکن قتل عمد کی سزا ضرور ملے گی۔

(ب) مومن کی جان کی اہمیت:

انسان کی طرح مسلمان کی جان بھی قیمتی اثاثہ ہے، جس کی اہمیت قرآن وسنت میں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: جس نے عمداً ایک شخص کو قتل کیا، تو اس نے اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کردیا۔

احترام مسلم اور مسلم کی جان کی اہمیت کے حوالے سے چند روایات حسب ذیل ہیں:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان اپنے دین کی وسعت میں رہتا ہے جب تک حرام خون

۲۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنا گلا گھونٹ لے، تو وہ آگ میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا۔ جو اپنے کو نیزہ مارے، تو وہ آگ میں (اپنے آپ کو) نیزہ مارتا رہے گا۔

۳۔حضرت جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مقتول اپنے قاتل کو قیامت کے دن لائے گا، پھر وہ عرض کرے گا: اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا، قاتل کہے گا: میں نے اسے فلاں کی سلطنت میں قتل کیا تھا۔

۴۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کے قتل پر آدھی بات سے بھی مدد کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا: اللہ کی رحمت سے محروم۔

سوال نمبر2: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ الَّذِيْ قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ اَغْرَمُ مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو جواب دینے کی بجائے "اِخْوَانِ الْكُهَّانِ" کیوں کہا؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

نوٹ: اوپر حدیث پر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیٹ کے بچے میں جو اپنی ماں کے پیٹ میں قتل کر دیا جائے، ایک غلام یا لونڈی کی پیشانی کا فیصلہ کیا، تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا تو وہ بولا کہ اس کا تاوان کیونکر دیں جس نے (ابھی) نہ کھایا، نہ پیا، نہ گفتگو کی اور نہ اس نے چیخ ماری۔ ان جیسی چیزیں قابل ضیاع ہیں (اس پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا کاہنوں کے بھائیوں سے تعلق ہے۔

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق:

اَلْكُهَّانُ: ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ يَنْصُرُ یا فَتَحَ يَفْتَحُ سے بروزن فعال اسم فاعل یا مبالغہ کا صیغہ ہے کہانت کا مظاہرہ کرنا، غیب کی باتیں بتانا۔

کچا بچہ یا مکمل بچہ عورت کے پیٹ میں مر گیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل کے ورثاء کو حکم دیا اس کی دیت پانچ سو دراہم یعنی پچاس دینار ادا کریں اور ہر دینار دس درہم کا ہوتا ہے۔ اگر بچہ عورت کے

پیٹ سے باہر آنے کے بعد ہلاک ہوتا تو اس کی دیت سو اونٹ ہوتی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر قاتل کے ورثاء میں سے ایک شخص نے مسجع ومقفی گفتگو کرتے ہوئے کہا: جب بچہ عورت کے پیٹ میں تھا، وہ پیدا نہیں ہوا، اس نے نہ کوئی چیز کھائی، نہ پانی پیا، نہ بات کی اور نہ حرکت کی تو پھر اس کی دیت کا کیا مطلب؟ گویا اس نے نص کے مقابل قیاس کو ترجیح دی جو باطل ہے۔ایسی صورتحال اور اس کی چرب لسانی کے پیش نظر اسے مسئلہ کی وضاحت کی بجائے آپ نے اسے کاہن کا بھائی قرار دیا اور فرمایا: غیب کی باتیں نبی جانتا ہے یا کوئی منہ پھٹ شخص؟ چونکہ بروقت اس کی گرفت کرنا ضروری تھا، اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاحاً اسے کاہن کا بھائی قرار دیا تھا۔

سوال نمبر 3: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَبْدَؤُا الْیَهُوْدَ وَلَاالنَّصَارٰی بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِیْتُمْ اَحَدَهُمْ فِیْ طَرِیْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰی اَضْیَقِهٖ۔

(الف) حدیث کے متن پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟

(ب) یہود ونصاریٰ کو سلام میں ابتداء سے منع کیوں فرمایا؟ نیز اگر ابتداء وہ کریں تو جواب کیسے دیا جائے اور کلمہ گو گمراہ لوگوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

نوٹ: حدیث پر اوپر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہود ونصاریٰ کو تم سلام کہنے میں پہل نہ کرو اور جب تمہاری ان میں کسی ایک سے راستہ میں ملاقات ہو جائے تو تم اسے تنگ راستہ کی طرف مجبور کر دو۔

خط کشیدہ کی وضاحت:

راستہ میں چلتے ہوئے مسلمانوں کی کفار سے ملاقات ہو جائے تو انہیں سلام نہ کہا جائے، اس شان و شوکت سے مسلمان ان کے پاس آئیں کہ وہ راستہ تبدیل کرنے پر مجبور ہو جائیں اور یا وہ مسلمانوں کے لیے راستہ چھوڑ کر ایک جانب ہو جائیں۔اگر متبادل راستہ نہ ہو جبکہ راستہ سے متصل غار یا خار یا جھاڑیاں اور ایذاء رساں صورتحال ہو تو انہیں مجبور نہ کیا جائے۔اس لیے کہ کفار کو بھی اذیت دینا ممنوع ہے۔

(ب) یہود ونصاریٰ کو سلام کہنے کی ممانعت کی وجہ:

یہود ونصاریٰ خواہ اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں لیکن عقائد ونظریات شرک وکفر پر مبنی ہونے کی وجہ سے پکے کافر ہیں۔چونکہ "السلام علیکم" دعائیہ کلمات ہیں اور دعاء کفار کے حق میں ہرگز نہیں کی جاسکتی۔اسلام نے مسلمانوں کو تعلیم و پیغام دیا کہ کفار بالخصوص یہود ونصاریٰ مسلمانوں کے بہی خواہ ہرگز نہیں ہو

سکتے، اس لیے انہیں سلام نہ کیا جائے۔ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دعائیہ کلمات کے باعث کفار سے دوستی ہوگی، ان کے قریب ہونے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں گے اور اس نقصان سے بچنے کے لیے انہیں ''السلام علیکم'' ہرگز نہ کہا جائے۔

یہود و نصاریٰ کی طرف سے سلام کہنے کی ابتداء ہو تو:

یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار کو ''سلام'' کہنے میں ابتداء کرنے سے منع کیا گیا ہے، اگر ''سلام'' کہنے کی ابتداء کفار کی طرف سے ہو تو اس کو جواب دیا جائے گا یا نہیں؟ اس کے کئی جوابات ہیں:

۱۔ کفار مسلمانوں کے لیے ''السلام علیکم'' کے الفاظ استعمال نہیں کرتے بلکہ وہ ''السام علیکم'' کہتے ہیں جو بددعائیہ کلمات ہیں۔

۲۔ ان کا جواب سکوت سے دیا جائے یعنی انہیں کوئی جواب نہ دیا جائے۔

۳۔ انہیں محض ''وعلیکم'' کے الفاظ سے جواب دیا جائے۔

اگر کافر صحیح الفاظ ''السلام علیکم'' کے ساتھ بھی سلام کہے، تب بھی اسے جواب دینے سے احتراز کیا جائے، کیونکہ یہاں بھی وہ خرابی موجود ہے جو انہیں ''السلام علیکم'' کہنے میں ہے۔بہرصورت انہیں سلام نہ کہا جائے اور نہ انہیں جواب دیا جائے۔

کلمہ گو گمراہ لوگوں کو ''سلام'' کہنے کا حکم:

ایسے کلمہ گو گمراہ لوگ جن کی بدمذہبی واضح و یقینی ہو، سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہوں، صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتے ہوں اور ان کی بدعقیدگی حد کفر کو پہنچ چکی ہو، تو ان کو ''السلام علیکم'' کہنے یا جواب دینے کا حکم بھی کفار کا، ذمی اور حربی لوگوں کا ہے۔الغرض مرتدین اور بدمذہب لوگوں کا حکم یکساں ہے۔

﴿قسم ثانی:......اصول حدیث﴾

سوال نمبر 4: (الف) حدیث کی لغوی و اصطلاحی تعریف کر کے حدیث اور خبر میں فرق بیان کریں؟

(ب) ''المسند'' اور ''الحافظ'' کی کیا تعریف ہے؟ اس بارے تمام اقوال بیان کریں؟

جواب: (الف) ''حدیث'' کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

''حدیث'' لغت میں ''نئی بات'' کو کہتے ہیں۔خلاف قیاس اس کی جمع احادیث آتی ہے۔اس کی اصطلاحی تعریف ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر۔

حدیث اور خبر میں فرق:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

خبر کا لغوی معنیٰ ہے: خبر دینا، اطلاع دینا۔ اس کے اصطلاحی معنیٰ میں تین اقوال ہیں:

(۱) خبر، حدیث کے مترادف ہے یعنی دونوں کا اصطلاحی معنیٰ ایک ہی ہے۔

(۲) خبر، حدیث کا غیر ہے، لہٰذا حدیث وہ ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو، اور خبر وہ ہے جو آپ کے غیر سے نقل کی گئی ہو۔

(۳) خبر، حدیث سے عام ہے یعنی حدیث وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو، اور خبر وہ ہے جو آپ سے یا آپ کے غیر سے منقول ہو اور دونوں پر خبر کا اطلاق ہوتا ہے۔

(ب) ''المسند'' اور ''الحافظ'' کی تعریف:

المسند: وہ کتاب حدیث ہے جس میں ترتیب صحابہ سے احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الحافظ: وہ معلم حدیث ہے جس کو ایک لاکھ احادیث متناً وسنداً اور مع رواۃ کے احوال جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

سوال نمبر 5: ما اتصل سندہ بنقل العدل الضابط عن مثلہ الی منتھاہ من غیر شذوذ ولا علۃ۔

(الف) ترجمہ کر کے ہر شرط کی وضاحت کریں، نیز حسن لذاتہ کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) مدلس کی تعریف کر کے تدلیس کی اقسام بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حدیث صحیح وہ ہے جس کے تمام رواۃ متصل، عادل اور تام الضبط ہوں از ابتداء تا انتہاء جبکہ ان میں شاذ ومعلل بھی نہ ہو۔

حدیث صحیح کی شرائط کی وضاحت:

حدیث صحیح میں پانچ شرائط لگائی ہیں اور ان کی وضاحت حسب ذیل ہے:

۱- اتصالِ سند: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر راوی نے اپنے اوپر والے راوی سے خود اس حدیث کو لیا ہو، سند کے اول سے آخر تک اسی طرح ہو۔

۲- رواۃ کا عادل ہونا: ہر راوی جو دوسرے سے روایت کرتا ہے وہ مسلمان، عاقل وبالغ ہو، ان میں نہ تو کوئی فاسق ہو اور نہ مروت سے خالی ہو۔

۳- تام الضبط: ہر راوی میں ضبط مکمل طور پر ہو یا تو ضبط صدر ہو یا ضبط کتاب۔

۴- عدم شذوذ: رواۃ میں سے کوئی شاذ نہ ہو، شاذ کا مطلب یہ ہے کہ ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کی

مخالفت کرے۔

۵- عدم علت: علت ایک پوشیدہ سبب ہے، جس کی وجہ سے صحت حدیث میں خرابی پیدا ہوتی ہے جبکہ ظاہر میں حدیث اس سے محفوظ ہو۔

حسن کی تعریف:

جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

(ب) مدلس کی تعریف اور اس کی اقسام:

مدلس: سند کے عیب کو چھپانا اور اس کے ظاہر کی تحسین کرنا۔

تدلیس کی مشہور دو اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- تدلیس الاسناد: راوی اس شیخ سے روایت کرے جس سے اس کو احادیث کی سماعت حاصل ہو لیکن یہ حدیث اس سے نہیں سنی اور یہ بھی ذکر نہ کرے کہ اس نے اس سے سنی ہے۔

۲- تدلیس الشیوخ: تدلیس شیوخ یہ ہے کہ کوئی راوی کسی شیخ سے ایسی حدیث روایت کرے جو اس نے اس شیخ سے سنی ہے، پھر وہ اس کا نام لے یا کنیت ذکر کرے یا نسبت یا ایسا وصف بیان کرے جس کے ساتھ وہ معروف نہ ہو تا کہ وہ معروف ہو جائے۔

سوال نمبر 6: اسباب الطعن فی الراوی عشرة اشیاء خمسة منها تتعلق بالعدالة وخمسة منها تتعلق بالضبط .

(الف) ترجمہ کر کے مذکورہ دونوں قسموں میں سے کسی ایک قسم کے اسباب طعن تحریر کریں؟

(ب) حدیث موضوع کی تعریف کر کے دواعیٔ وضع تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

راوی میں اسباب طعن دس اشیاء ہیں، ان میں سے پانچ ایسے ہیں جن کا تعلق عدالت سے ہے اور پانچ ایسے ہیں جن کا تعلق ضبط سے ہے۔

عدالت سے متعلق اسباب طعن:

عدالت سے متعلق اسباب طعن پانچ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) جھوٹ، (۲) جھوٹ کی تہمت، (۳) فسق، (۴) بدعت، (۵) جہالت

(ب) حدیث موضوع کی تعریف اور دواعیٔ وضع:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

تیسرا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات   مجموع الأرقام:۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها اوقد بدا جاز البيع لانه مال متقوم اما لكونه منتفعا به فى الحال اوفى الثانى وقد قيل لايجوز قبل ان يبدو صلاحها والاول اصح وعلى المشترى قطعها فى الحال تفريغا لملك البائع وهذا اذا اشتراها مطلقا او بشرط القطع۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور پہلے مسئلے کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۱۲=۲۲

(ب) اگر مشتری بوقت بیع یہ شرط لگائے کہ پھل پکنے تک درختوں پر لگا رہے گا تو بیع کا کیا حکم ہوگا؟ دلیل سے وضاحت کریں۔۱۲

سوال نمبر2: ولاباس ببيع عظام الميتة وعصبها وصوفها وقرنها وشعرها ووبرها والانتفاع بذالك كله لانها طاهرة لايحلها الموت لعدم الحيوة۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ ہاتھی کی بیع کے بارے میں ائمہ کا کیا مؤقف ہے؟ ۱۰+۱۱=۲۱

(ب) بیع فاسد کی تعریف کر کے اس کا حکم لکھیں اور بیع فاسد کی کوئی ایک مثال بھی دیں؟ ۴+۴+۴=۱۲

سوال نمبر3: ويجلس (القاضى) للحكم جلوسا ظاهرا فى المسجد كيلا يشتبه مكانه على الغرباء وبعض المقيمين والمسجد الجامع اولى لانه اشهر

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے مذکورہ مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف مع الدلائل بیان کریں؟ ۱۰+۱۱=۲۱

(ب) قاضی کن لوگوں کے ہدیے قبول کر سکتا ہے اور کن لوگوں کے قبول نہیں کر سکتا؟ قبول و عدم قبول کی علت بھی بیان کریں؟ ۱۲

سوال نمبر4: المضاربة عقد يقع على الشركة بمال من احد الجانبين ومراده الشركة فى الربح وهو يستحق بالمال من احد الجانبين والعمل من الجانب الأخر ولا مضاربة بدونها الاترى ان الربح لو شرط كله لرب المال كان بضاعة ولو شرط

جمیعه للمضارب کان قرضا

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے اس طرح تشریح کریں کہ عبارت میں بیان کردہ تمام مسائل پوری طرح واضح ہو جائیں؟ ۱۰+۱۱=۲۱

(ب) مضاربت کا جواز دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ثابت کریں؟ ۱۲

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: ومن باع ثمرة لم یبد صلاحها او قد بدا جاز البیع لانہ مال متقوم اما لکونہ منتفعا بہ فی الحال اوفی الثانی وقد قیل لایجوز قبل ان یبدو صلاحها والاول اصح وعلی المشتری قطعها فی الحال تفریغا لملك البائع وهذا اذا اشتراها مطلقا او بشرط القطع۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور پہلے مسئلے کی وضاحت کریں؟

(ب) اگر مشتری بوقت بیع یہ شرط لگالے کہ پھل پکنے تک درختوں پر لگا رہے گا تو بیع کا کیا حکم ہوگا؟ دلیل سے وضاحت کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اگر کسی شخص نے ایسے پھل فروخت کیے جو ابھی پکے نہ ہوں یا وہ پک چکے ہوں تو بیع جائز ہے، کیونکہ وہ پھل مال متقوم ہے یا تو فی الحال اس کے قابل انتفاع ہونے کی وجہ سے یا آگے چل کر۔ ایک قول یہ ہے کہ پکنے سے پہلے پھلوں کی بیع جائز نہیں ہے۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ بائع کی ملکیت خالی کرنے کے لیے مشتری پر فوراً وہ پھل توڑنا واجب ہے اور بیع اس صورت میں جائز ہے کہ جب پھلوں کو مطلقاً خریدا ہو یا توڑنے کی شرط کے ساتھ خریدا ہو۔

عبارت کے مسئلہ کی وضاحت:

مسئلہ یہ ہے کہ بدوصلاح کے بعد تو بالاتفاق پھلوں کی بیع جائز ہے مگر بدوصلاح سے قبل احناف کے ہاں جائز ہے جبکہ آئمہ ثلاثہ کے ہاں ناجائز ہے۔ قیل سے شمس آئمہ سرخسی اور خواہرزادہ کو بھی آئمہ ثلاثہ کی فہرست میں داخل کردیا گیا ہے۔ رہی یہ بات کہ "بدوصلاح" کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں تفصیل ہے۔ احناف کے ہاں پھلوں کا آندھی، طوفان اور دیگر فسادات سے ممنون ہونے کا نام ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے مراد پھل میں مٹھاس آجائے اور سفید رطوبت نکلنے لگے۔

آئمہ ثلاثہ کی نقلی دلیل وہ روایت ہے جس میں بدوصلاح سے قبل پھلوں کا فروخت کرنا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا پھلوں کے تیار ہونے سے پہلے ان کا فروخت کرنا منع ہوا۔ ان کی دوسری عقلی دلیل ہے کہ صحت بیع کے لیے مال کا متقوم ہونا ضروری ہے، بدوصلاح سے پہلے پھل متقوم نہیں ہوتے۔ لہٰذا ان کی بیع بھی درست نہیں ہے۔

احناف کی دلیل یہ ہے کہ پھل بہر حال مال متقوم ہیں، وہ اس طرح کہ اگر ان کی صلاح ظاہر ہو گئی ہے، تب تو وہ فی الحال متقوم ہیں، کیونکہ وہ قابل انتفاع ہیں، مگر صلاح ظاہر نہ ہوئی ہو، تو وہ آئندہ چل کر قابل انتفاع ہو جائیں گے اور ہر قابل انتفاع چیز مال متقوم ہوتی ہے۔ لہٰذا پھل بھی مال متقوم ہوں گے، کیونکہ وہ قابل انتفاع ہیں۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں ان کی بیع درست ہوگی۔

(ب) پھل پکنے تک درختوں پر رہنے کی شرط پر بیع کا حکم:

اگر بائع نے پھل بیچا اور مشتری نے یہ شرط لگا کر خریدا کہ پکنے تک یہ درخت پر رہیں گے، تو اس صورت میں بیع فاسد ہوگی، کیونکہ یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے اور ہر وہ شرط جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو، وہ بیع کو فاسد کر دیتی ہے۔ لہٰذا یہ شرط بھی بیع کو فاسد کر دے گی۔

باقی رہی یہ بات کہ یہ شرط فاسد ہے تو بیع کیوں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اتمام عقد کے بعد حکم عقد کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ بائع مشتری کو مبیع دے دے اور مشتری بائع کو ثمن پیش کر دے اور دونوں ایک دوسرے کے حق سے فارغ ہو جائیں مگر بشرط الترک خریدنے کی صورت میں چونکہ مبیع کے ساتھ بائع کی ملکیت مشغول رہتی ہے اور فروغ ذمہ نہیں ہو پاتا ہے۔ اس لیے فقہاء کرام نے اس شرط کو مقتضائے عقد کے خلاف اور مفسد بیع قرار دیا ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر درختوں پر پھل چھوڑے گئے، تو اس کی دو صورتیں ہوں گی، یا تو مشتری بائع کو ایام ترک کی اجرت دے گا، یا پھر بائع اپنا درخت اسے بطور عاریت دے گا، اگر پہلی صورت ہے یعنی مشتری اجرت دے رہا ہے، تو یہ اجارہ ہے۔ اگر دوسری یعنی عاریت والی صورت ہے، تو یہ اعارہ ہے جبکہ پہلے بیع کا ہوا ہے۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں ایک عقد یعنی عقد بیع کے اندر دوسرا عقد کرنا لازم آتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں "صفقة فی صفقه" سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی یہ صورت مفسد عقد ہوگی۔

سوال نمبر 2: وَلَابَأْسَ بِبَيْعِ عِظَامِ الْمَيْتَةِ وَعَصَبِهَا وَصُوفِهَا وَقَرْنِهَا وَشَعْرِهَا وَوَبَرِهَا وَالْإِنْتِفَاعِ بِذٰلِكَ كُلِّهِ لِأَنَّهَا طَاهِرَةٌ لَايَحُلُّهَا الْمَوْتُ لِعَدَمِ الْحَيٰوةِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ ہاتھی کی بیع کے بارے ائمہ کا کیا موقف ہے؟

(ب) بیع فاسد کی تعریف کر کے اس کا حکم لکھیں اور بیع فاسد کی کوئی ایک مثال بھی دیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

مردار کی ہڈیوں، اس کے پٹھے، اس کی اون، اس کے سینگ، اس کے بال اور مردار جانور کے بال وغیرہ فروخت کرنے اور ان چیزوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ یہ اشیاء پاک ہوتی ہیں فقدان حیات کی وجہ سے ان میں موت سرایت نہیں کرتی۔

ہاتھی کی بیع کے مسئلہ میں مذاہب:

ہاتھی کی خرید و فروخت کے جواز وعدم جواز کے بارے میں تفصیل ہے۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ہاتھی کو خنزیر کی مثل قرار دیتے ہیں، جس طرح خنزیر کے کسی حصہ سے انتفاع یا بیع حرام ہے اسی طرح ہاتھی کے بھی کسی حصہ سے انتفاع اور بیع حرام ہے۔ حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں ہاتھی درندوں کے درجہ کا جانور ہے، درندوں کی ہڈیوں وغیرہ کا فروخت کرنا اور ان سے انتفاع کرنا درست ہے، اسی طرح ہاتھی کی بھی ہڈیوں کا فروخت کرنا اور ان سے انتفاع جائز ہے۔

(ب) بیع فاسد کی تعریف، اس کا حکم اور اس کی مثال:

بیع فاسد: وہ ہے جو اصل اور ذات کے اعتبار سے شروع نہ ہو مگر وصف کے اعتبار سے مشروع ہے۔ بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری نے بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کر لیا تو مبیع کا مالک ہو جائے گا اور جب تک قبضہ نہ کرے مالک نہیں ہوگا، بائع کی اجازت خواہ صراحۃً یا دلالۃً خواہ مجلس میں قبضہ کرے یا بعد میں۔ بیع فاسد میں مشتری پر اولاً یہی لازم ہے کہ وہ مبیع پر قبضہ نہ کرے، بائع پر بھی لازم ہے کہ اسے قبضہ کرنے سے منع کر دے۔ ہر ایک پر بیع فسخ کرنا واجب ہے۔ اگر قیمت میں بائع اور مشتری کا اختلاف ہو جائے تو مشتری کا قول بہتر ہے۔ بیع فاسد میں اگر مشتری نے بائع کی اجازت کے بغیر قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ متصور نہ ہوگا، نہ وہ مالک اور نہ اس کے تصرفات جاری ہوں گے۔ بیع فاسد کو فسخ کرنے کے لیے قاضی کے پاس جانے کی بھی ضرورت نہیں، کیوں کہ از خود دونوں پر فسخ کرنا واجب ہے۔

سوال نمبر 3: ویجلس (القاضی) للحکم جلوسا ظاهرا فی المسجد کیلا یشتبه مکانه علی الغرباء وبعض المقیمین والمسجد الجامع اولی لانه اشهر

(الف) عبارت کا ترجمہ کرکے مذکورہ مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف مع الدلائل بیان کریں؟

(ب) قاضی کن لوگوں کے ہدیے قبول کر سکتا ہے اور کن لوگوں کے قبول نہیں کر سکتا؟ قبول وعدم قبول کی علت بھی بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ:

قاضی فیصلہ کرنے کے لیے نمایاں طور پر مسجد میں بیٹھے تاکہ مسافروں اور کچھ مقیموں پر اس کی جگہ مشتبہ نہ ہو، ہاں اس سلسلہ میں جامع مسجد ہے کیونکہ وہ مشہور جگہ ہے۔

قاضی کے بیٹھنے کے لیے مسجد یا گھر وغیرہ:

فیصلہ کرنے کے لیے قاضی کہاں بیٹھے گا؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک وہ جامع مسجد میں بیٹھے گا، تاکہ عدالت میں رسائی کے لیے مسافر اور مقیم کو کوئی دقت نہ آئے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے: انما بنیت المساجد لذکر اللہ والحکم یعنی مساجد نماز اور فیصلوں کے لیے بنائی گئی ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسجد کی بجائے گھر یا دوسرا مقام بہتر ہے، کیوں کہ عدالت میں مشرکین بھی آئیں گے، مسلمان بھی آئیں گے اور حائضہ خواتین بھی آئیں گی جبکہ مسجد میں نجس لوگ داخل نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الخ یعنی مشرکین نجس ہیں، وہ مسجد کے قریب بھی نہ آئیں الخ لہٰذا قاضی مسجد میں بیٹھنے کی بجائے کوئی دوسرا مقام منتخب کرے گا۔

احناف کی طرف سے امام شافعی کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مشرک کو نجس قرار دیا گیا ہے، اس نجس سے مراد نجاست حقیقی نہیں ہے بلکہ اعتقادی وحکمی ہے۔ لہٰذا فیصلہ کرانے کے لیے اس کا مسجد میں آنا جائز ہے۔

(ب) قاضی کن لوگوں کے ہدیے قبول کر سکتا ہے اور کن کے نہیں:

قاضی کو ہر کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہیے ورنہ لوگ اسے مال خور اور رشوت خور کے اوصاف سے یاد کریں گے اور لوگوں کی نظروں میں اس کا مقام گر جائے گا۔ تاہم وہ دو قسم کے لوگوں کا ہدیہ قبول کر سکتا ہے:

(i) اپنے قریبی رشتہ دار کا۔

(ii) جس کے ساتھ قاضی تعینات ہونے سے قبل ہدیہ کا لین دین ہو۔

ان دو قسم کے لوگوں سے ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، کیونکہ ایسے ہدیوں سے تہمت کا اندیشہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ پہلا صلہ رحمی کے طور پر ہے جبکہ دوسرا عام عادت کے طور پر۔ ان کے علاوہ دیگر لوگوں کا ہدیہ چونکہ اس کے قاضی ہونے کی وجہ سے ہوگا، اس لیے قاضی اسے قبول کرتا تو وہ متہم ہوگا۔ لہٰذا دیگر لوگوں کا ہدیہ قبول کرنے سے احتیاط کرے گا۔

سوال نمبر 4: المضاربة عقد یقع علی الشرکة بمال من احد الجانبین ومرادہ الشرکة فی الربح وھو یستحق بالمال من احد الجانبین والعمل من الجانب الأخر ولا مضاربة بدونھا الاتری ان الربح لو شرط کلہ لرب المال کان بضاعة ولو شرط جمیعہ للمضارب کان قرضا

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے اس طرح تشریح کریں کہ عبارت میں بیان کردہ تمام مسائل پوری

طرح واضح ہو جائیں؟

(ب) مضاربت کا جواز دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ثابت کریں؟

جواب: عبارت کا ترجمہ:

مضاربت شرکت پر عقد ہوتا ہے یعنی دونوں میں سے ایک فریق کا مال ہوتا ہے، اس کا مقصد منافع میں شریک ہونا ہے، یعنی فریقین میں سے ایک مال (رقم) فراہم کرتا ہے جبکہ دوسرا کام کرتا ہے۔ شرکت کے بغیر مضاربت متحقق نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس بات کو آپ خوب جانتے ہیں کہ اگر منافع مالک مال کے لیے مخصوص کر دیا تو یہ بضاعت ہو جائے گی اور اگر مضارب کے لیے مشروط کر دیا تو اس کے حق میں وہ قرض ہوگا۔

عبارت کی وضاحت:

اس عبارت میں مضاربت کی شرعی حیثیت بیان کی گئی ہے یعنی فریقین میں سے ایک کی رقم ہو اور دوسرا کام کرے، تو دونوں نفع میں شامل ہوں گے۔ مضاربت کے جائز ہونے کے لیے چند شرائط ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(i) رأس المال اثمان میں سے ہو۔

(ii) رأس المال عین ہو دین نہ ہو۔

(iii) رأس المال مضارب کے حوالہ کیا جائے تا کہ وہ اس میں تصرف کر سکے۔

(iv) منافع دونوں کے لیے ہو، کوئی حصہ کسی ایک کے لیے مخصوص نہ ہو۔

(v) بوقت عقد ہر ایک کا حصہ معلوم ہو۔

(vi) مضارب کا حصہ صرف منافع میں ہو اور رأس المال میں نہ ہو ورنہ فاسد ہوگا۔ جب مضاربت مطلق صحیح ہو جائے تو مضارب کے لیے خرید و فروخت کرنا اور سفر کرنا واجب ہے۔ تاہم وہ مال کسی دوسرے کو مضاربت پر دینے کا مجاز نہیں ہوگا۔ اگر رب المال کی طرف سے آگے دوسرے شخص کو مال مضاربت دینے کی اجازت ہو، تو دیا جا سکتا ہے۔

(ب) جواز مضاربت کے دلائل:

لفظ ''مضاربت'' فعل ثلاثی مزید فیہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: زمین پر چلنا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَ اٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یعنی دوسرے لوگ زمین پر چلتے ہیں۔

چونکہ مضارب بھی تجارت کی غرض سے زمین کا سفر کرتا ہے، اس بیع کو اس لیے مضاربت کہا جاتا ہے۔

بیع مضاربت کے جواز کی سب سے بڑی دلیل یہ حدیث پاک ہے: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا لوگ اس وقت بھی عقد مضاربت کر رہے تھے، آپ نے انہیں اس حالت میں دیکھا تو اس پر باقی رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عقد مضاربت کیا ہے۔

اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ عبارت میں مضاربت کے لغوی معنیٰ بیان کیے گئے ہیں، اس کی مشروعیت وضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر کسی وجہ سے مضاربت فاسد ہو جائے تو عقد مضاربت عقد اجارہ میں تبدیل ہو جائے گا، کیونکہ ظاہراً یہ اجارہ ہی ہے۔ایک شخص مالک کے پیسوں سے اس کے لیے تجارت کرتا ہے اور مالک اسے نفع کی شکل میں مزدوری دیتا ہے۔

عقل اس بات کا بھی فتویٰ دیتی ہے کہ تجارت کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے خوب برکت رکھی ہے، تجارت کی برکت سے مال میں اضافہ ہوتا ہے، غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔تجارت صرف ایک فرد یا ایک خاندان کا ذریعہ معاش نہیں بلکہ ایک شخص کی حرکت و برکت سے کئی خاندانوں کا معاشی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالیة السنة الثانیة للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

چوتھا پرچہ: بلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) الحمد هو الثناء باللسان علی الجمیل سواء تعلق بالفضائل او بالفواضل والشکر فعل ینبئ عن تعظیم المنعم بسبب الانعام سواء کان ذکرا باللسان او اعتقادا او محبة بالجنان او عملا و خدمة بالارکان

(i) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے مورد حمد و شکر بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ii) مطول کس کتاب کی شرح ہے؟ نیز ماتن و شارح کا نام تحریر کریں؟ ۴+۳+۳=۱۰

(ب) فالفصاحة الکائنة فی المفرد خلوصه من تنافر الحروف والغرابة ومخالفة القیاس اللغوی ای المستنبط من استقراء اللغة حتی لو وجد فی الکلمة شیء من هذه الثلاثة لاتکون فصیحة

(i) اعراب لگا کر عبارت کا ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ii) تنافر حروف کی تعریف کریں؟ ۴

سوال نمبر 2: سأطلب بعد الدار عنکم لتقربوا: وتسکب عینای الدموع لتجمدا

(الف) شعر کا ترجمہ کر کے مطول کی روشنی میں تشریح اس طرح کریں کہ مورد استدلال واضح ہو جائے؟ ۴+۹=۱۳

(ب) فصاحت اور بلاغت کی تعریف کر کے فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟ ۷+۷+۶=۲۰

سوال نمبر 3: وقیل قائله النظام ومن تبعه صدق الخبر مطابقته لاعتقاد المخبر ولو کان ذالك الاعتقاد خطأ غیر مطابق للواقع وکذب الخبر عدمها ای عدم مطابقته لاعتقاد المخبر ولو کان خطأ فقول القائل السماء تحتنا معتقدا ذالك صدق وقوله السماء فوقنا غیر معتقد کذب

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے صدق خبر اور کذب خبر کے بارے میں جمہور کا مذہب بیان کریں؟

(ب) مذکورہ نظریہ کا مطول کی روشنی میں رد کریں، نیز اس بارے میں جاحظ کا مذہب تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 4: وقد ينزل المخاطب العالم بهما اى بفائدة الخبر ولازمها منزلة الجاهل فيلقى اليه الخبر وان كان عالما بالفائدة لعدم جريه على موجب العلم .

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں، نیز خط کشیدہ لفظ کی صرفی تحقیق کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) فائدة الخبر اور لازم فائدة الخبر کی تعریف کر کے ہر ایک کی مثال دیں، نیز علم معانی کی تعریف کریں؟ ۷+۷+۴=۱۸

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

چوتھا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: (الف) الحمد هو الثناء باللسان على الجميل سواء تعلق بالفضائل او بالفواضل والشكر فعل ينبئ عن تعظيم المنعم بسبب الانعام سواء كان ذكر ابا للسان او اعتقادا او محبة بالجنان او عملا و خدمة بالاركان

(i) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے مورد حمد وشکر بیان کریں؟

(ii) مطول کس کتاب کی شرح ہے؟ نیز ماتن وشارح کا نام تحریر کریں؟

(ب) فَالْفَصَاحَةُ الْكَائِنَةُ فِي الْمُفْرَدِ خُلُوْصُهُ مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَالْغَرَابَةِ وَمُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ اللُّغَوِيِّ اِلَى الْمُسْتَنْبَطِ مِنِ اسْتِقْرَاءِ اللُّغَةِ حَتّٰى لَوْ وُجِدَ فِي الْكَلِمَةِ شَيْءٌ مِّنْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ لَا تَكُوْنُ فَصِيْحَةً

(i) اعراب لگا کر عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ii) تنافر حروف کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) (i) **ترجمہ عبارت:**

حمد کہتے ہیں کسی کی زبان سے تعریف کرنا اس کے اچھے اختیاری کام پر، برابر ہے کہ اس کا تعلق ایسی صفات کے ساتھ ہو جو غیر کی طرف متعدی نہ ہوں یا ایسی صفتوں سے متعلق ہو جو غیر کی طرف متعدی ہوں۔ شکر ایسا فعل ہے جو منعم کے انعام کی وجہ سے اس کی تعظیم پر دلالت کرے، برابر ہے کہ وہ زبان سے ہو یا اعتقاد سے ہو یا محبت سے ہو۔ پھر وہ دل سے ہو یا عمل سے اور یا اعضاء سے ہو۔

حمد وشکر کا مورد:

مصنف بیان کرتے ہیں کہ جب تم نے حمد لغوی اور اس کے متعلق مورد کو پہچان لیا؛ اسی طرح شکر لغوی اور اس کے مورد متعلق کو پہچان لیا تو اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حمد کا مورد فقط زبان ہے جبکہ شکر کا مورد تین امور ہیں: (i) زبان، (ii) دل، (iii) ارکان۔ نیز حمد کا متعلق نعمت اور غیر نعمت ہر دو ہیں جبکہ شکر کا متعلق فقط نعمت ہے۔

مطول کے متن، ماتن اور شارح کا نام:

مطول کے متن کا نام: تلخیص المفتاح

ماتن کا نام: علامہ جلال الدین محمد بن عبدالرحمٰن قزوینی

شارح کا نام: علامہ سعد الدین تفتازانی

(ب)(i) اعراب و ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں جبکہ ترجمہ درج ذیل ہے:

پس وہ فصاحت جو ثابت ہے مفرد میں وہ خالی ہونا ہے اس مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور قیاس لغوی کی مخالفت سے یعنی جو نکالا و استخراج کیا گیا ہے لغت کے تتبع و استقراء سے حتیٰ کہ اگر کسی کلمہ میں ان عیوب میں سے کوئی عیب موجود ہو، تو وہ کلمہ فصیح نہیں ہوگا۔

(ii) تنافر حروف:

تنافر، کلمہ میں ایک ایسا وصف ہے جو اس کلمہ کو زبان پر ثقیل بنا دیتا ہے اور اس کا بولنا دشوار ہو جاتا ہے

مثلاً:

(i) الطش (کھردری زمین)، (ii) الھعخع (وہ سبزہ جو اونٹ کھاتے ہیں)، (iii) النقاح (صاف و شفاف پانی)، (iv) المستشزر (بٹی ہوئی رسی)

سوال نمبر 2: ساطلب بعد الدار عنکم لتقربوا: وتسکب عینای الدموع لتجمدا

(الف) شعر کا ترجمہ کر کے مطول کی روشنی میں تشریح اس طرح کریں کہ مورد استدلال واضح ہو جائے؟

(ب) فصاحت اور بلاغت کی تعریف کر کے فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟

جواب: (i) ترجمہ شعر:

عنقریب میں گھر کی دوری کا تم لوگوں سے سوال کروں گا کہ تم قریب ہو جاؤ اور میری آنکھیں آنسو بہائیں گی تا کہ وہ جامد ہو جائیں یعنی خوش ہو جائیں۔

اس شعر میں معنیٰ اول سے معنیٰ ثانی کی طرف انتقال میں خلل آ رہا ہے، کیونکہ "تجمد" جمود سے ہے جس سے بخل دموع کی طرف انتقال ہوتا ہے نہ کہ سرور کی طرف جبکہ شاعر کا مقصد سرور ہے۔ یہاں مورد استدلال لفظ "تجمد" ہے، کیونکہ جمود عین سے جو انتقال ہوتا ہے وہ آنکھوں کا آنسو بہانے کے وقت بخل کی طرف ہوتا ہے یعنی وقت رونے کا ہو مگر وہ روتی نہیں ہیں، نہ کہ جمود عین سے انتقال سرور کی طرف ہے کہ آنکھیں خشک ہو گئیں کہ اسے خوشی حاصل ہو گئی۔ مطلب یہ ہے کہ زمانہ ہمیشہ بندے کی خواہشات کے الٹ کرتا ہے یعنی اگر بندہ دوستوں کا قرب چاہے تو یہ دور کر دیتا ہے، تو شاعر یہ بات کہنا چاہتا ہے کہ میں گھر کی دوری چاہوں گا تو زمانہ الٹ کرے گا تو وہ مجھے قریب کر دے گا اور میں آنسو بہاؤں گا تو زمانہ نے الٹ کرنا ہے تو وہ مجھے خوشی دے گا۔

(ii) فصاحت و بلاغت کی تعریف:

۱-فصاحت: فصاحت کا لغوی معنیٰ ہے: بیان وظہور۔ جب کوئی بچہ صاف صاف گفتگو کرنے لگے تو کہا جاتا ہے: افصح الصبی فی منطقه (یعنی بچہ اپنی گفتگو میں فصیح ہو گیا)

اس کا اصطلاحی مفہوم ہے: فصاحت کلمہ، کلام اور متکلم کی صفت واقع ہوتی ہے۔

۲-بلاغت: اس کا لغوی معنیٰ ہے: انتہاء، پہنچنا۔ اہل عرب کہتے ہیں: "بلغ فلان مراده" یعنی فلاں شخص اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ یوں بھی کہا جاتا ہے: بلغ الراکب المدینة یعنی سوار شہر تک پہنچ گیا۔ بلاغت کلام اور متکلم کی صفت واقع ہوتی ہے۔

فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ:

فصاحت کلمہ، کلام اور متکلم کی صفت واقع ہوتی ہے جبکہ بلاغت کلام اور متکلم کی صفت بنتی ہے۔ فصاحت کے جامع اور افضل ہونے کی وجہ سے اسے بلاغت پر مقدم کیا گیا ہے۔ نیز فصاحت کے فوائد و منافع بلاغت سے زیادہ ہیں، اس لیے اسے مقدم کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 3: وقیل قائله النظام ومن تبعه صدق الخبر مطابقته لاعتقاد المخبر ولو كان ذالك الاعتقاد خطأ غير مطابق للواقع و كذب الخبر عدمها ای عدم مطابقته لاعتقاد المخبر ولو كان خطأ فقول القائل السماء تحتنا معتقدا ذالك صدق وقوله السماء فوقنا غير معتقد كذب

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے صدق خبر اور کذب خبر کے بارے میں جمہور کا مذہب بیان کریں؟

(ب) مذکورہ نظریہ کا مطول کی روشنی میں رد کریں؛ نیز اس بارے جاحظ کا مذہب تحریر کریں؟

جواب: (i) ترجمہ عبارت:

کہا گیا ہے کہ اس کا قائل نظام معتزلی اور اس کے متبعین ہیں۔ صدق خبر مطابقت خبر مخبر کے اعتقاد کے ساتھ ہو چاہے یہ اعتقاد خطاء ہو اور واقع کے ساتھ مطابق نہ ہو۔ کذب خبر غیر مطابق ہونا ہے خبر کا مخبر کے اعتقاد کے ساتھ اگرچہ یہ اعتقاد خطاء ہو، پس کہنے والے کا یہ کہنا کہ آسمان ہمارے اوپر ہے دراں حالیکہ وہ اس کا معتقد نہیں، یہ کذب ہے۔

صدق خبر اور کذب خبر کے بارے میں جمہور کا مذہب:

فلاسفہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ خبر صدق و کذب میں منحصر ہے برخلاف جاحظ معتزلی کے، پھر جو حصر کے قائل ہیں ان کا صدق و کذب کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ پس جمہور اس طرف گئے ہیں کہ جس کا

ملسنف نے اپنے اس قول میں ذکر کیا ہے کہ صدق خبر مطابقت خبر یعنی اس کے حکم کی مطابقت ہے، جو واقع کے ساتھ ہو، کیونکہ صدق و کذب کا رجوع اولاً و بالذات حکم کی طرف ہوتا ہے، ثانیاً بالعرض خبر کی طرف ہوتا ہے اور واقع وہ خارج ہے جو کلام خبری کی نسبت کے لیے ہوتا ہے۔ کذب خبر عدم مطابقت ہے اس کی یعنی اس کے حکم کی عدم مطابقت ہے۔ الحاصل جمہور خبر کے صادق یا کاذب ہونے میں حصر کے قائل ہیں، ان کا آپس میں صدق و کذب کی تفسیر میں اختلاف ہوگیا۔ جمہور کے ہاں اس کی تفسیر ہے کہ صدق خبر یہ ہے کہ خبر کی مطابقت واقع کے ساتھ ہو۔

(ii) جاحظ معتزلی کا مذہب:

جمہور نے اپنے مدعیٰ پر کوئی دلیل پیش نہیں کی، کیونکہ ان کا مدعیٰ وجدانی واضح ہے، اس پر دلیل کی ضرورت نہیں ہے بر بنائے آفتاب آمد دلیل آفتاب را۔ تاہم نظام معتزلی نے اپنے مؤقف پر دلیل پیش کرتے ہوئے کہا ہے: منافقین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: آپ رسول اللہ ہیں، اب ان کی یہ خبر واقع کے ساتھ مطابق تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو جھوٹا کہا، کیونکہ یہ خبر ان کے اعتقاد کے مطابق نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدق و کذب کا مدار و معیار خبر کا واقع کے ساتھ مطابق ہونے نہ ہونے پر نہیں بلکہ اس کا مدار اعتقاد کے ساتھ مطابقت وغیر مطابقت پر ہے۔

سوال نمبر 4: وَقَدْ يُنَزَّلُ الْمُخَاطَبُ الْعَالِمُ بِهِمَا اَیْ بِفَائِدَةِ الْخَبَرِ وَلَازِمِهَا مَنْزِلَةَ الْجَاهِلِ فَيُلْقٰى اِلَيْهِ الْخَبَرُ وَاِنْ كَانَ عَالِمًا بِالْفَائِدَةِ لِعَدْمِ جَرْيِهٖ عَلٰى مُوْجَبِ الْخَبَرِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں، نیز خط کشیدہ لفظ کی صرفی تحقیق کریں؟

(ب) فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف کر کے ہر ایک کی مثال دیں، نیز علم معانی کی تعریف کریں؟

جواب: (i) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

اور کبھی کبھار مخاطب عالم کو فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کے ذریعے جاہل کے قائم مقام کیا جاتا ہے، تو اس کی طرف خبر پہنچتی ہے۔ اگر وہ محض فائدہ کا علم رکھتا ہو تو موجب علم کی ہمت نہیں کرتا۔

خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:

يَلْقٰى: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب سَمِعَ يَسْمَعُ جیسے لَقِیَ يَلْقٰى لِقَاءً استقبال کرنا، پانا، دیکھنا، ملاقات کرنا۔

(ii) فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف و مثال:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2017ء، 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالیة السنة الثانیة للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام:۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اول......فلسفہ

سوال نمبر 1: فصل فی ان الهیولی لا تتجرد عن الصورة لانها لو تجردت عن الصورة فاما ان تکون ذات وضع او لاتکون لاسبیل الی کل واحد من القسمین فلا سبیل الی تجردها عن الصورة۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس طرح کریں کہ مقصودِ مصنف واضح ہو جائے؟۵+۵=۱۰

(ب) ہیولی اور صورت ایک دوسرے کے لیے علت ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ثابت کریں، اگر نہیں تو کیا ایک دوسرے سے مستغنی ہیں؟۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 2: فصل فی المکان وهو اما الخلاء او السطح الباطن من الجسم الحاوی المماس للسطح الظاهر من الجسم المحوی والاول باطل فتعین الثانی۔

(الف) ترجمہ کر کے اول صورت کا بطلان فلسفی دلیل سے ثابت کریں؟۵+۵=۱۰

(ب) حیز کی تعریف کر کے بتائیں کہ کیا ایک جسم کے لیے دو حیز ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اپنا مؤقف دلیل سے ثابت کریں۔۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 3: فصل فی ان الفلك بسیط ای لم یترکب من اجسام مختلفة الطبائع لانه لایقبل الحرکة المستقیمة ومتی کان کذالك کان بسیطا۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مصنف کی مراد واضح ہو جائے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) حرکت وسکون کی تعریف کر کے حرکت کی اقسام بیان کریں؟۸+۷=۱۵

﴿قسم ثانی......مناظرہ﴾

سوال نمبر 4: الحمد لله بدأ بعد التیمن بالتسمیة بحمد الله سبحانه اقتداء باحسن النظام وعملا علی حدیث خیر الانام علیه وعلی اله التحیة والسلام وهو کل امر ذی

بال لم يبدأ بحمد الله فهو اقطع .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "اَلْحَمْدُ" کے الف لام میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟۵+۵=۱۰

(ب) حمد کے لیے جملہ اسمیہ کا انتخاب کیوں کیا؟ وهی فی الاصل جملة فعلية سے مقصودِ مصنف کیا ہے؟ لفظ اللہ کی تعریف کریں؟۵+۵+۵=۱۵

سوال نمبر 5: المناظرة ماخوذة اما من النظير بمعنى ان ماخذ هما شئ واحد اومن النظر بمعنى الابصار او بمعنى التفات النفس الى المعقولات والتامل فيها او بمعنى الانتظار او بمعنى المقابلة ووجه المناسبة غير خفى .

(الف) مذکورہ معانی کی مناظرہ کے ساتھ مناسبت بیان کریں کہ ہر مشتق منہ کے اعتبار سے کس طرف اشارہ ہے؟۶×۳=۱۸

(ب) مجادلہ کی تعریف کریں؟۷

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں؟۵×۵=۲۵

(الف) نقل، (ب) دعویٰ، (ج) تقریب، (د) تعلیل، (ہ) شاہد، (و) خاتمہ، (ز) مقدمہ

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ

قسم اوّل......فلسفہ

سوال نمبر 1: فصل فی ان الھیولی لا تتجرد عن الصورة لانها لو تجردت عن الصورة فاما ان تکون ذات وضع او لاتکون لاسبیل الی کل واحد من القسمین فلا سبیل الی تجردھا عن الصورة۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس طرح کریں کہ مقصودِ مصنف واضح ہوجائے؟

(ب) ہیولی اور صورت ایک دوسرے کے لیے علت ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ثابت کریں، اگر نہیں تو کیا ایک دوسرے سے مستغنی ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

فصل اس بیان میں کہ ہیولیٰ صورت جسمیہ کے بغیر نہیں پایا جاسکتا۔ اس لیے کہ اگر ہیولیٰ صورت جسمیہ کے بغیر پایا جائے تو وہ ذات وضع ہوگا یا غیر ذات وضع (یعنی وہ اشارہ حسیہ کو قبول کرے گا یا نہیں) اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں۔ لہٰذا ہیولیٰ صورت جسمیہ کے بغیر نہیں پایا جاسکتا۔

تشریح عبارت:

ہیولیٰ کا صورت جسمیہ کے بغیر ذات وضع ہوکر پایا جانا اس لیے باطل ہے کہ اگر وہ بغیر صورت جسمیہ کے ذات وضع ہوکر پایا جائے تو دو حال سے خالی نہیں ہے کہ قابل تقسیم ہوگا یا نہیں۔ قابل تقسیم نہ ہونا باطل، کیونکہ یہ ذات وضع ہے اور ذات وضع قابل تقسیم ہوتی ہے۔ قابل تقسیم ہونا بھی باطل ہے، اس لیے کہ اگر وہ قابل تقسیم ہو تو تین حال سے خالی نہ ہوگا یعنی فقط ایک جہت یعنی طول میں تقسیم کو قبول کرے گا یا دو جہتوں یعنی طول وعرض میں تقسیم کو قبول کرے گا یا تینوں جہتوں یعنی طول، عرض اور عمق میں تقسیم کو قبول کرے گا۔ بصورتِ اول وہ خط ہوگا اور خط بھی جوہری، کیونکہ ہیولیٰ جوہری ہی کو کہتے ہیں، بصورت ثانی وہ سطح جوہری ہوگا اور بصورت ثالث وہ جسم ہوگا۔ یہ تینوں صورتیں باطل ہیں۔

(ب) ہیولیٰ اور صورت کا ایک دوسرے کے لیے علت ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ:

ہیولیٰ اور صورت میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی علت نہیں ہیں، اس لیے کہ ہیولیٰ صورت کی علت نہیں ہوسکتا، کیونکہ ہیولیٰ صورت سے پہلے بالفعل موجود نہیں ہوسکتا حالانکہ علت کا شیء (معلول) سے پہلے ضروری ہوتا ہے، تو ہیولیٰ پہلے نہیں ہوسکتا تو پھر علت بھی نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی صورت بھی ہیولیٰ کی علت

نہیں ہوسکتی، کیونکہ صورت کا وجود شکل کے ساتھ ہوتا ہے یا شکل کے باعث ہوتا ہے اور شکل ہیولیٰ سے پہلے نہیں ہوسکتی، تو پھر صورت بھی ہیولیٰ کی علت نہیں ہوسکتی ورنہ اس کا ہیولیٰ سے مقدم ہونا لازم آئے گا جو درست نہیں ہے۔ پھران دونوں کا وجود کسی سبب منفصل یا علت منفصل سے ہوگا اور وہ عقل ہے۔

رہا سوال یہ کہ کیا دونوں ایک دوسرے سے مستغنی ہیں یا نہیں؟ تو اس بارے میں گذارش ہے کہ ہیولیٰ صورت سے من کل الوجوہ مستغنی نہیں ہوسکتا، کیونکہ ہیولیٰ کا قیام بالفعل صورت کے بغیر نہیں ہوسکتا، تو پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ہیولیٰ صورت سے بے نیاز ہے۔ ایسے ہی صورت بھی ہیولیٰ سے من کل الوجوہ مستغنی نہیں ہوسکتی اس لیے کہ صورت شکل کے بغیر نہیں پائی جاسکتی جبکہ شکل ہیولیٰ کی محتاج ہے، تو شکل کے ذریعے صورت بھی ہیولیٰ کی محتاج ہوگی، پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ صورت ہیولیٰ سے مستغنی ہے۔ لہٰذا ہیولیٰ اپنی بقا میں صورت کا محتاج ہے اور صورت اپنے تشکل میں ہیولیٰ کی محتاج ہے۔

سوال نمبر 2: فصل فی المکان وھو اما الخلاء او السطح الباطن من الجسم الحاوی المماس للسطح الظاہر من الجسم المحوی والاول باطل فتعین الثانی۔

(الف) ترجمہ کر کے اول صورت کا بطلان فلسفی دلیل سے ثابت کریں؟

(ب) حیز کی تعریف کر کے بتائیں کہ کیا ایک جسم کے لیے دو حیز ہوسکتے یا نہیں؟ اپنا مؤقف دلیل سے ثابت کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

فصل مکان کے بیان میں ہے۔ مکان خلاء یا جسم حاوی کی سطح باطن کا نام ہے جو مماس ہو جسم محوی کی سطح ظاہر کے ساتھ، تو پہلی صورت باطل ہے، پھر دوسری از خود متعین (ثابت) ہوگئی۔

اول صورت کا بطلان فلسفی دلیل سے:

مکان کے بارے میں دو احتمال ہیں کہ وہ خلاء کا نام ہے یا جسم حاوی کی سطح باطن کا جو جسم محوی کی سطح ظاہر کو مس کر رہی ہو۔ احتمال اول باطل ہے، اس لیے کہ اگر مکان خلاء کا نام ہو تو پھر ہم پوچھیں گے کہ خلاء سے مراد کیا ہے؟ لاشی محض یا بعد موجود مجرد عن المادۃ۔ مکان کا خلاء بمعنیٰ لاشی محض ہونا باطل۔ اس لیے کہ خلاء زیادت ونقصان کو قبول کرتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ دو دیواروں کے درمیان پایا جانے والا خلاء کم ہے بنسبت دو شہروں کے درمیان پائے جانے والے کے جبکہ لاشی محض زیادت ونقصان کو قبول نہیں کرتا۔ اسی طرح مکان کا خلاء بمعنیٰ بعد موجود مجرد عن المادۃ ہونا باطل ہے، کیونکہ جب کوئی بعد موجود ہوگا اور مادہ سے مجرد ہوگا تو پھر وہ باعتبار اپنی ذات کے مادہ یعنی ہیولیٰ سے مستغنی ہوگا اور جو باعتبار ذات ہیولیٰ سے مستغنی ہو اس کا ہیولیٰ سے اقتران ممتنع ہوتا ہے۔ لہٰذا لازم آئے گا کہ اس کا بعد ہیولیٰ سے اقتران ممتنع ہو حالانکہ یہ

پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر بعد موجود مادہ یعنی ہیولیٰ کا محتاج اور اس سے مقترن ہوتا ہے۔
ثابت ہو گیا کہ مکان خلاء کا نام نہیں، تو لازمی بات ہے کہ پھر مکان کے لیے دوسرا احتمال متعین ہو
گیا، وہ یہ کہ مکان جسم حاوی کی سطح باطن کا نام ہے جو جسم محوی کی سطح ظاہر کو مس کر رہی ہو اور یہی دعویٰ تھا۔

(ب) حیز کی تعریف:

وہ شیء ہے جس کے ساتھ اجسام اشارہ حسیہ ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں۔ حیز طبعی اس حیز کو کہا
جاتا ہے کہ جسم جب تک اس میں رہے قرار پکڑے رہے اور جب اس سے خارج ہو تو اس حیز کو طلب کرے
یعنی عدم مانع کی صورت میں اس کی طرف حرکت کرے۔

ایک جسم کے دو یا دو سے زیادہ حیز نہیں ہو سکتے:

دعویٰ یہ ہے کہ ایک جسم کے دو یا دو سے زیادہ حیز نہیں ہو سکتے، اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر کسی جسم کے دو
حیز طبعی مانیں تو پھر وہ جسم تین حال سے خالی نہیں ہوگا کہ وہ ان دونوں حیزوں میں پایا جائے گا یا صرف ایک
میں پایا جائے گا یا دونوں میں نہیں پایا جائے گا۔

صورت اوّل تو بدیہی البطلان ہے، صورت ثانی بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ جب وہ جسم ایک حیز
میں پایا گیا تو اب وہ دوسرے کو طلب کرے گا یا نہیں۔ اگر وہ دوسرے کو طلب نہ کرے تو وہ دوسرا اس کا حیز
طبعی نہ رہے گا' حالانکہ ہم نے اسے حیز طبعی فرض کیا تھا۔ اگر دوسرے کو طلب کرے تو پھر پہلا حیز طبعی نہ رہے
گا' حالانکہ ہم نے اسے حیز طبعی فرض کیا تھا۔

تیسری صورت بھی باطل ہے، اس لیے کہ جب وہ جسم دونوں حیزوں میں نہیں پایا گیا تو اب وہ
دونوں کو طلب کرے گا یا دونوں میں سے ایک کو یا دونوں میں سے کسی کو بھی طلب نہ کرے، یہ باطل ہے۔
دونوں میں سے صرف ایک کو طلب کرے اور دوسرے کو طلب نہ کرے، تو اب جس کو وہ طلب نہ کرے گا وہ
حیز طبعی نہ ہوگا جبکہ ہم نے دونوں کو حیز طبعی فرض کیا تھا۔

اس طرح ثابت ہو گیا کہ جسم واحد کے لیے دو طبعی حیزوں کا ہونا باطل اور محال ہے، تو جب دو کا
بطلان ثابت ہو گیا تو دو سے زائد کا بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گیا۔

سوال نمبر 3: فصل فی ان الفلك بسيط اي لم يتركب من اجسام مختلفة الطبائع
لانه لايقبل الحركة المستقيمة ومتى كان كذالك كان بسيطا ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مصنف کی مراد واضح ہو جائے؟

(ب) حرکت وسکون کی تعریف کر کے حرکت کی اقسام بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

یہ فصل فلک کے بسیط ہونے کے بیان میں ہے، یعنی یہ اجسام مختلفہ سے مرکب نہیں ہوتا اور نہ وہ حرکت مستقیمہ کو قبول کرتا ہے۔ جب فلک اس طرح ہے تو یہ بسیط ہے۔

وضاحت عبارت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) حرکت وسکون کی تعریف اور اقسام حرکت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء و 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

﴿قسم ثانی......مناظرہ﴾

سوال نمبر 4: الحمد لله بدأ بعد التيمن بالتسمية بحمد الله سبحانه اقتداء باحسن النظام وعملا على حديث خير الانام عليه وعلى اله التحية والسلام وهو كل امر ذى بال لم يبدأ بحمد الله فهو اقطع .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "اَلْحَمْدُ" کے الف لام میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟

(ب) حمد کے لیے جملہ اسمیہ کا انتخاب کیوں کیا؟ وهى فى الاصل جملة فعلية سے مقصود مصنف کیا ہے؟ لفظ اللہ کی تعریف کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

بسم اللہ کے ساتھ برکت حاصل کرنے کے بعد اللہ کی حمد کے ساتھ (مصنف نے کتاب کو) شروع کیا، اللہ کی تعریف اور پاکی کے ساتھ بہترین طریقہ کو اپناتے ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے' ہر وہ کام جو اللہ کی حمد سے شروع نہ کیا جائے، وہ دم بریدہ (ناقص) ہوتا ہے۔

"اَلْحَمْدُ" کے الف لام میں احتمالات:

لفظ "اَلْحَمْدُ" کے الف لام میں تین مذاہب ہیں:

(i) علامہ تفتازانی کے نزدیک یہ الف لام جنسی ہے، تو معنیٰ ہوگا کہ جنس حمد اللہ کے لیے ثابت ہے۔

(ii) علامہ میر سید سند شریف کے نزدیک الف لام استغراقی ہے، تو معنی ہوگا حمد کا ہر ہر فرد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے۔

(iii) بعض محققین کے نزدیک حمد پر الف لام عہد خارجی ہے، تو معنیٰ ہوگا: اس کا معہود خاص ہے جو

محبوب ومرضی ہوگی جس کا تذکرہ اس قول میں ہے: الحمد للہ اضعاف الخ

(ب) حمد کے لیے جملہ اسمیہ کا انتخاب کرنے کی وجہ:

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے لیے جملہ فعلیہ کی بجائے جملہ اسمیہ کا انتخاب کیوں کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جملہ اسمیہ میں دوام ہوتا ہے، اس لیے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔

"وهی فی الاصل جملة فعلية" کا مقصد:

یہ عبارت درحقیقت ایک سوال کا جواب ہے، سوال یہ ہے کہ جو جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ سے منقول ہو کر آئے اس میں دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے نہ کہ ہر جملہ اسمیہ میں دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے؟

مصنف نے اس عبارت میں اس اہم سوال کا جواب دیا ہے کہ حمد پر مشتمل جملہ اسمیہ درحقیقت جملہ فعلیہ تھا اور اس سے جملہ اسمیہ کی طرف عدول کیا ہے تا کہ اس میں دوام کا مفہوم پیدا ہو سکے۔

لفظ "اللہ" کی تعریف:

اسم جلالت "اللہ" اس ذات کا علم ہے جو واجب الموجود ہے، اس کے مفہوم کے بارے میں چند اقوال ہیں:

(i) واجب الموجود کا علم ذاتی ہے۔

(ii) یہ باری تعالیٰ کی ذات مع صفات کاملہ کا اسم ہے۔

(iii) یہ الہ سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے معبود اور یہ معبود حقیقی کے ساتھ مختص ہے۔

(iv) اللہ اور الہ دونوں باری تعالیٰ کے علم ذاتی ہیں، اللہ اعلام خاصہ میں سے ہے اور الہ اعلام غالبہ میں سے ہے۔

(v) یہ لفظ واجب الذات کے مفہوم کے مقابلہ میں وضع کیا گیا ہے اور واجب بالذات کے مفہوم کا اسم ہے۔

سوال نمبر 5: المناظرة ماخوذة اما من النظير بمعنى ان ماخذ هما شیء واحد اومن النظر بمعنى الابصار او بمعنى التفات النفس الى المعقولات والتأمل فيها او بمعنى الانتظار او بمعنى المقابلة ووجه المناسبة غير خفي.

(الف) مذکورہ معانی کی مناظرہ کے ساتھ مناسبت بیان کریں کہ ہر مشتق منہ کے اعتبار سے کس طرف اشارہ ہے؟

(ب) مجادلہ کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) مذکورہ معانی کی مناظرہ کے ساتھ مناسبت اور ہر مشتق منہ سے اشارہ:

۱- لفظ "مناظرہ" "نظیر" سے مشتق ہو، یہ حقیقی اشتقاق مراد نہیں بلکہ مجازی مراد ہے، وہ یہ کہ مناظرہ اور نظیر دونوں ایک چیز سے مشتق ہیں۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے: "مناظرہ" مشتق ہے "نظیر" سے، اس میں اشارہ کردیا کہ دونوں مناظر ایک دوسرے کے مماثل یعنی علم، کمال اور درجہ کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں۔

۲- "مناظرہ" مشتق ہے "نظر" سے، اس میں دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ نظر کا معنیٰ دیکھنا ہو، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ دونوں مناظر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں، یہ عام مناظرین کی بات ہے۔ اگر تزکیہ نفس کی غرض سے باہم مناظرہ کریں جس طرح اشراقی علماء کا طریقہ تھا، تو ان کا آمنے سامنے ہونا ضروری نہیں تھا۔ صورت ثانیہ یہ ہے کہ نظر بمعنیٰ تأمل ہو، تب مطلب یہ ہوگا کہ مناظر بات کہنے سے قبل تأمل کرے یعنی غور وفکر کرے پھر بات کرے۔

۳- مناظرہ بمعنیٰ انتظار کے ہو، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا ایک مناظر دوسرے کے کلام ختم کرنے کا انتظار کرے، جب وہ اپنی بات ختم کرے تو یہ اپنی بات شروع کرے، اس کی گفتگو کے دوران اپنی بات ہرگز شروع نہ کرے۔

۴- مناظرہ مشتق ہو نظر سے مگر معنیٰ مقابل ہونا ہو، اس صورت میں مناظرہ کا معنیٰ ہوگا ہر مناظر کا ایک دوسرے کے مقابل ہونا مگر یہ معنیٰ اور دوسرے کو دیکھنے والا معنیٰ قریب قریب ہیں۔

(ب) مجادلہ کی تعریف:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(الف) نقل، (ب) دعویٰ، (ج) تقریب، (د) تعلیل، (ھ) شاہد، (و) خاتمہ، (ز) مقدمہ

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

(الف) غیر کے قول کو اس طرح لانا ہے جیسے واقع میں ہے اور قول غیر بلحاظ معنیٰ اور ناقل غیر کے قول کو ظاہر بھی کرے کہ یہ غیر کا قول ہے۔

(ب) دعویٰ اس قضیہ کا نام ہے جو حکم پر مشتمل ہو، اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اگر حکم نظری ہو تو اسے دلیل سے ثابت کرنا ہوتا ہے اور اگر حکم بدیہی خفی ہو تو اسے ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(ج) دلیل کو اس طرح چلانا کہ وہ مطلوب کو مستلزم ہو۔ اگر دلیل یقینی ہو تو اکثر مطلوب بھی یقینی ہوتا ہے جیسے العالم متغیر الخ اگر دلیل ظنی ہو تو مطلوب بھی ظنی ہوتا ہے مثلاً ماقبل الحائط الخ اور کبھی دلیل یقینی سے مطلوب ظنی بھی حاصل ہوتا ہے۔

(د) کسی شیء کی علت بیان کرنے کو علت کہتے ہیں۔ علت کی تین اقسام ہیں: علت تامہ، علت ناقصہ اور علت مطلقہ۔ یہاں علت سے مراد علت تامہ ہے۔

(ھ) پس شاہد وہ ہوتا ہے جو تخلف یا اس دلیل کے محال کو مستلزم ہونے کی وجہ سے دلیل کے فساد پر دلالت کرے۔

(و) اس سے مراد وہ الفاظ ہیں جن پر گفتگو کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

(ز) جس پر صحت دلیل موقوف ہو، وہ عام ہے خواہ جزو دلیل ہو یا نہ ہو۔ گویا تعریف مقدمہ تتمہ ہے تعریف منع کا تعریفات میں حیثیات معتبر ہوتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النہائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اہل السنۃ) باکستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

چھٹا پرچہ: عربی ادب

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل...... دیوان حماسہ

سوال نمبر 1: (الف) علم ادب کی تعریف، موضوع، غرض و غایت اور دیوان حماسہ کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ ۱۰

(ب) دیوان حماسہ کی مقبولیت پر نوٹ لکھیں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: درج ذیل اشعار میں سے کسی چار کا اردو ترجمہ کریں؟ ۲۰

وانا لقوم ما نری القتل سبة اذا ما رأته عامر وسلول

یقرب حب الموت آجالنا لنا وتکرهه آجالهم وتطول

وما مات منا سید حتف انفه ولاطل منا حیث کان قتیل

تسیل علی حد الظبات نفوسنا ولیست علی غیر الظبات تسیل

صفونا فلم نکدر واخلص سرنا اناث اطابت حملنا وفحول

علونا الی خیر الظهور وحطنا لوقت الی خیر البطون نزول

سوال نمبر 3: درج ذیل اشعار میں سے کسی چار کا اردو ترجمہ کریں؟ ۲۰

لکن اخو الحزم الذی لیس نازلا به الخطب الا وهو للقصد مبصر

فذاك قریع الدهر ماعاش حول اذا سد منه منخر جاش منخر

اقول للحیان وقد صفرت لهم وطابی و یومی ضیق الجحر معور

هما خطتا اما اسار ومنة واما دم والقتل بالحر اجدر

واخری اصادی النفس عنها وانها لمورد حزم ان فعلت ومصدر

فرشت لها صدری فزل عن الصفا به جوجؤ عبل ومتن مخصر

حصہ دوم: دیوان متنبی

سوال نمبر 4: درج ذیل اشعار میں سے کسی چار کا اردو ترجمہ کریں؟

المنهبات عقولنا وقلوبنا وجناتهن الناهبات الناهبا

الناعمات القاتلات المحييات المبديات من الدلال عذابا

حاولن تفديتی وخفن مراقبا فوضعن ایدیهن فوق ترائبا

وبسمن عن برد خشیت اذیبه من حر انفاسی فكنت الذائبا

یا حبذا المتحملون وحبذا وادلثمت به الغزالة كاعبا

كیف الرجاء من الخطوب تخلصا من بعد ما انشبن فی مخالبا

سوال نمبر 5: (الف) دیوان متنبی کے مصنف نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں؟ نفی کی صورت میں مدلل جواب لکھیں اور متنبی کہنے کی وجہ بھی قلمبند کریں؟ ۱۰

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ میں سے چار کی صرفی ولغوی تحقیق کریں؟ ۱۰

اعادی، الصوارم، یحیی، مستصبات، لاورد، جیحان، یجتاب، اشقر، اجرد

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

چھٹا پرچہ: عربی ادب

القسم الاوّل ...... دیوان حماسہ

سوال نمبر 1: (الف) علم ادب کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور دیوان حماسہ کی وجہ تسمیہ لکھیں؟

(ب) دیوان حماسہ کی مقبولیت پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) علم ادب کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور دیوان حماسہ کی وجہ تسمیہ:

علم ادب کی تعریف:

علم ادب کی تعریف یوں کی جاتی ہے: علم یحترز به من جميع انواع الخطاء فی کلام العرب لفظاً و کتابةً یعنی ادب وہ علم ہے جس کے ذریعے کلام عرب میں ہر قسم کی لفظی وتحریری خطاء سے بچا جا سکے۔

ادب کا موضوع:

اس کا موضوع یوں بیان کیا جاتا ہے: الکلام المنظوم والمنثور من حیث فصاحته وبلاغته یعنی اس کا موضوع فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے نظم ونثر ہے۔

علم ادب کی غرض:

اس علم کی غرض وغایت یوں بیان کی جاتی ہے: انه یعصم صاحبه من زلة الجهل وانه یروض الاخلاق ویلین الطبائع وانه یعین علی المروءة وینهض بالهمم الی طلب المعالی والامور الشریفة یعنی ادب کا فائدہ یہ ہے کہ یہ صاحب ادب کو جہالت کی خطاء سے بچاتا، اخلاق کو سنوارتا، طبیعتوں کو نرم بناتا، مروت پر مددگار ثابت ہوتا اور اعلیٰ امور اور بلند مقام کی چاہت کی ہمتوں کو مستعد کرتا ہے۔

"دیوان حماسہ" کی وجہ تسمیہ:

"دیوان" اشعار کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے، لفظ "حماسہ" حمس سے بنا ہے جس کے معنیٰ "بہادری و شجاعت" کے ہیں۔ اہل عرب کے ہاں شجاعت کا وصف زیادہ مشہور تھا، اس لیے مصنف نے اپنے دیوان کا نام "دیوان حماسہ" تجویز کیا۔ نیز پیش نظر دیوان کا پہلا باب "باب الحماسۃ" کے نام سے ہے اور دوسرے

ابواب سے طویل بھی ہے۔لہٰذا اس کی مناسبت سے اس کا نام ''دیوان حماسہ'' رکھا گیا۔

(ب) دیوان حماسہ کی مقبولیت:

علم وادب اور شاعری کے شہسوار ابو تمام حبیب بن اوس الطائی کا مشہور زمانہ دیوان ''دیوانہ حماسہ'' دنیا بھر میں معروف ہے۔اس کے بغیر کوئی لائبریری ''ادبی لائبریری'' نہیں کہلا سکتی۔زمانہ قدیم سے یہ کتاب فاضل عربی، ادب عربی، ایم۔اے عربی اور درس نظامی کے نصاب میں ترجیحی بنیاد پر شامل و داخل ہے۔

مشہور شاعر ابو تمام حبیب بن اوس الطائی نے غالباً ۲۰۳ھ کے آغاز میں یہ کتاب تصنیف کی، ان کی حسن نیت اور مخلصانہ سعی کا نتیجہ ہے کہ ساڑھے بارہ سو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود یہ ''دیوان'' زندہ و پائندہ ہے۔اس کی افادیت و اہمیت کے باعث ہر زمانہ میں مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا، اس پر حواشی لکھے گئے اور شروحات لکھی گئیں۔اب یہ فیصلہ کرنا دشوار محسوس ہو رہا ہے کہ شاعر کی محنت نے ''دیوان حماسہ'' کو زندہ رکھا ہے یا ''دیوان حماسہ'' کی مقبولیت نے شاعر کو زندہ رکھا ہے۔

سوال نمبر 2: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

وانا لقوم ما نری القتل سبة   اذا ما راته عامر وسلول

یقرب حب الموت آجالنا لنا   وتکرهه آجالهم وتطول

ومامات منا سید حتف انفه   ولاطل منا حیث کان قتیل

تسیل علی حد الظبات نفوسنا   ولست علی غیر الظبات تسیل

صفونا فلم نکدر واخلص سرنا   اناث اطابت حملنا وفحول

علونا الی خیر الظهور وحطنا   لوقت الی خیر البطون نزول

جواب: ترجمہ اشعار:

۱-بیشک ہم ایسے لوگ ہیں جو قتل کو عیب نہیں سمجھتے جبکہ عامر وسلول اسے عیب گمان کرتے ہیں۔

۲-موت کی محبت ہمارے مقررہ اوقات کو ہمارے قریب کر دیتی ہے اور وہ ان کے مقررہ اوقات موت کو ناپسند کرتے ہیں تو طویل ہو جاتے ہیں۔

۳-ہمارا کوئی بھی سردار طبعی موت نہیں مرتا اور ہمارے مقتول کا خون رائیگاں نہیں جاتا مقتول جہاں بھی ہو۔

۴-ہمارا خون تلواروں کی دھاروں پر ہی بہتا ہے اور تلواروں کے علاوہ کسی اور چیز پر نہیں بہتا۔

۵-ہم صاف شفاف ہیں، ہمارا نسب گدلا نہیں۔اور ہماری اصل کو خالص رکھا مردوں نے اور ایسی

عورتوں نے جنہوں نے ہمارے حمل کو اچھا رکھا۔
٦-ہم بہترین پشتوں کی طرف بلند ہوئے اور نزول نے ہمیں مقررہ وقت پر بہترین پیٹوں میں اتارا۔
سوال نمبر3: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

لکن اخو الحزم الذی لیس نازلا — بہ الخطب الا وھو للقصد مبصر
فذاك قریع الدھر ماعاش حول — اذا سد منہ منخر جاش منخر
اقول للحیان وقد صفرت لھم — وطابی و یومی ضیق الجحر معور
ھما خطتا اما اسار ومنۃ — واما دم والقتل بالحر اجدر
واخری اصادی النفس عنھا وانھا — لمورد حزم ان فعلت ومصدر
فرشت لھا صدری فزل عن الصفا — بہ جوجو عبل ومتن مخصر

جواب: ترجمہ اشعار:
١-لیکن عقلمند وہ ہے کہ اس پر کوئی مصیبت نہیں اترتی مگر وہ اپنے مقصد کے لیے صحیح راستہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔
٢-وہ ایسا عقلمند زمانے کا سردار ہے، جب تک زندہ رہتا ہے بہت حیلہ کرتا ہے، جب اس کا ایک راستہ بند ہو جائے تو دوسرے راستے پر چل نکلتا ہے۔
٣-میں نے بنولحیان سے کہا اس حال میں کہ میرے مشکیزے ان کی وجہ سے خالی ہو چکے ہیں، میرے لیے یہ دن تنگ تنگ سوراخ والا عیب دار تھا۔
٤-یہاں دو صورتیں ہیں قید اور احسان، یا قتل ہونا اور قتل ہونا عالی نسب کی شان کے زیادہ لائق ہے۔
٥-ایک اور صورت ہے: جس سے میں پہلو تہی کر رہا ہوں حالانکہ اگر میں اسے اختیار کر لوں تو وہ محتاط آدمی کا طریقہ ہے۔
٦-تو میں نے اپنے سینے کو بچھا دیا تو وہ صاف شفاف چٹان سے پھسلا اس حال میں کہ اس کے ساتھ چوڑا سینہ اور مضبوط پتلی کمر تھی۔

حصہ دوم: دیوان متنبی

سوال نمبر4: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

المنھبات عقولنا وقدوبنا — وجناتھن الناھبات الناھبا
الناعمات القاتلات المحییات — المبدیات من الدلال غدائبا
حاولن تفدیتی وخفن مراقبا — فوضعن ایدیھن فوق ترائبا

ویبسمن عن برد خشیت اذیبہ · من حر انفاسی فکنت الذائبا

یا حبذا المتجملون وحبذا · وادلثمت بہ الغزالۃ کاعبا

کیف الرجاء من الخطوب تخلصا · من بعد ما انشبن فی مخالبا

جواب: ترجمہ اشعار:

۱- ہمارے دلوں اور عقلوں کو اپنے اپنے رخساروں سے لوٹنے والیاں ہیں جو (رخسار) لوٹنے والوں کو لوٹ لینے والے ہیں۔

۲- نازک بدن والیاں ہیں، قتل کرنے والیاں ہیں، زندگیاں دینے والیاں ہیں اور عجیب وغریب نخرے ظاہر کرنے والیاں ہیں۔

۳- انہوں نے مجھ پر فدا ہونے کا ارادہ کیا اس حال میں کہ وہ رقیبوں سے ڈریں، تو انہوں نے اپنے ہاتھ سینے کے اوپر رکھ دیے۔

۴- وہ ایسے اولوں سے مسکرائیں کہ میں ڈر گیا کہ انہیں اپنی سانسوں کی گرمائش سے پگھلا دوں گا تو میں خود ہی پگھل گیا۔

۵- لے جانے والے خوش نصیب ہیں اور بہت خوب ہے وہ وادی جس میں، میں نے ابھرتے سینے والی ہرنی کو چوما۔

۶- مصائب سے چھٹکارے کی امید کیسے کی جائے بعد اس کے، کہ مجھ میں انہوں نے پنجے گاڑ لیے۔

سوال نمبر 5: (الف) دیوان متنبی کے مصنف نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں؟ نفی کی صورت میں مدلل جواب لکھیں اور متنبی کہنے کی وجہ بھی قلمبند کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق کریں؟

اعادی، الصوارم، یحیی، مستصبات، لاورد، جیحان، یجتاب، اشقر، اجرد

جواب: (الف) متنبی کا دعویٰ نبوت اور اس سے تائب ہونا:

ادبی دنیا میں ''دیوان متنبی'' ایک مشہور تصنیف ہے، دیوان حماسہ کی طرح یہ کتاب بھی اپنی افادیت اور اہمیت کے باعث مقبول تر رہی ہے۔ زمانہ قدیم سے درس نظامی اور ایم۔اے عربی کے نصاب میں داخل ہے۔ اس کی مقبولیت کے سبب ہر دور میں اس کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے اور شروحات لکھی گئیں۔

مصنف کا اصل نام ''ابو الطیب احمد بن حسین الجعفی الکندی'' ہے، نام کی بجائے ''المتنبی'' کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ لفظ ''المتنبی'' کا معنیٰ ہے: جھوٹی نبوت کا دعویدار، دریافت طلب یہ بات ہے کہ واقعی

انہوں نے دعویٰ نبوت کیا تھا یا نہیں؟ اس بارے میں بہت سی باتیں کہی جاتی ہیں لیکن زیادہ مستند روایت یہی ہے کہ انہوں نے کسی زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا اور اپنے قصائد واشعار بطور معجزہ بھی پیش کرتا تھا۔ نیز کچھ مسجع ومقفع عبارات بنا کر بطور دلائل لوگوں کے سامنے پیش کرتا تھا، وہ لوگوں کو کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کلام مجھ پر بطور وحی اتارا ہے۔ وقت کے حاکم ابولؤلؤ امیر حمص کو جب اس کی اس حرکت کا علم ہوا تو انہوں نے اس کی پٹوائی کرا کر جیل میں بند کر دیا، قید خانہ میں رہنے کی وجہ سے نبوت کا نشہ اتر گیا پھر تائب ہو کر قید سے رہائی حاصل کی۔ دعویٰ نبوت کرنا تاریخ کا حصہ بن گیا، تائب ہونے کے باوجود لفظ "متنبی" نام کا حصہ ہی نہیں بلکہ نام پر غالب آ گیا، حتیٰ کہ نا چاہتے ہوئے بھی یہ نام اصل نام پر غالب رہا اور آج انہیں اسی نام سے پکارا اور لکھا جاتا ہے۔

(ب) الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق:

۱۔ الاعادی: عدو کی جمع جس کا معنیٰ ہے: بہت سے دشمن۔

۲۔ الصوارم: صارمة کی جمع، جمع اقصیٰ ہے۔ تیز کاٹنے والی تلواریں۔

۳۔ یحیی: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب اِفعال۔ زندہ کرنا۔

۴۔ مستصبات: صیغہ جمع مؤنث اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب استفعال۔ مبتلا کرنا۔

۵۔ الاجرد: صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل، مؤنث: جرداء، جمع: جرد۔ بغیر گھاس کے زمین، بنجر زمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆